مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.



منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

تالیف

الشیخ الحر العاملی

ترجمہ وتحشیہ

الشیخ محمد حسین النجفی

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

١٦

عتق تا اطعمہ واشربہ

مکتبۃ السبطینؑ

سرگودھا پاکستان

بسم الله الرحمن الرحیم

(جلد ۱۶)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	۱۶
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:03465927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	رجب المرجب ۱۴۳۳ھ ۔ جون ۲۰۱۲ء
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

❁ اسلامک بک سینٹر
مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2
اسلام آباد۔ فون:051-2602155

❁ معصوم پبلیکیشنز بلتستان
مشکوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان
موبائل:0346-5927378
ای میل:maximahaider@yahoo.com

❁ مکتبۃ السبطین
۲۹۶/۹۔بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ۱۶)

کتاب العتق

غلام آزاد کرنے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پچھتر (۷۵) باب ہیں)

باب ۱

غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار اور حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو خدا اس (غلام) کے ہر ہر عضو کے عوض اس (آزاد کرنے والے) کے ایک ایک عضو کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الکافی)

۲۔ بعض اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب فاطمہ بنت اسد نے ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اپنی کنیز کو آزاد کروں! فرمایا: اگر آپ نے ایسا کیا تو خداوند عالم اس کے ہر ایک عضو کے عوض آپ کے ایک ایک عضو کو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابو اسامہ زید شحّام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے ایک ہزار غلام راہِ خدا میں آزاد کیا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن عبداللہ برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان میں سے کوئی ایک کام بھی بجا لائے وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا (۱) جو کسی پیاسے کو پانی پلائے۔ (۲) جو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ (۳) جو کسی ننگے کو کپڑا پہنائے۔ (۴) جو کسی گرفتار بلا غلام کو آزاد کرے۔ (محاسن برقی)

۵۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ساٹھ غلام موجود تھے جن میں سے آپ نے ایک ثلث (بیس (۲۰) غلام) اپنی وفات کے وقت آزاد کر

دیئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الکفارات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

شب و روز عرفہ میں غلام آزاد کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے لئے مستحب ہے کہ شب و روز عرفہ میں غلام آزاد کرے اور صدقہ دے کر خدا کا قرب حاصل کرے۔ (الفقیہ، کذا فی التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (باب اول میں) اور کچھ باب الحج میں بیان ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں آئینگی جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

مستحب ہے کہ آزاد کرنے میں غلام کو کنیز پر ترجیح دی جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک مؤمن غلام کو آزاد کرے تو خدائے تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے عوض اس کے ہر ہر عضو کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ اور جو شخص کنیز کو آزاد کرے تو پھر اس کے ہر دو عضو کے عوض اس کے ایک عضو کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ کیونکہ عورت مرد کا نصف ہے۔

(الکافی، التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

باب ۴

غلام آزاد کرنے کی صحت کی شرط یہ ہے کہ قصد قربت کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم، حماد، ابن اذینہ اور ابن بکیر وغیرھم سے اور وہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہی غلام آزاد کرنا صحیح ہے جس کی آزادی میں خدا کی

خوشنودی کا قصد کیا جائے۔ (الکافی، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مقدمۃ العبادات میں اس قسم کی متعدد عمومی حدیثیں اور باب الوقف والصدقہ میں خصوصی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

ملکیت میں داخل ہونے سے پہلے غلام آزاد کرنا صحیح نہیں ہے اگرچہ اس (ملکیت) پر معلق کیا جائے بلکہ بالفعل ملکیت کا وجود لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے کی قسم کھانا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اس آزادی کا کسی شرط پر معلق کرنا صحیح ہے اور نہ ہی کسی اور شرط پر غلام کا آزاد کرنا صحیح ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق اور ملکیت سے پہلے آزادی صحیح نہیں ہے۔ (الکافی، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ ہم سے پہلے گزر چکے ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ غلام کی آزادی ہو یا عورت کی طلاق دونوں ملکیت کے بعد ہوتی ہیں اور نوادر احمد بن عیسیٰ میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ غیر مملوک غلام کو آزاد کرنا باطل ہے۔ (الکافی، نوادر احمد بن عیسیٰ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس (غلام وغیرہ) کو آزاد کرے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے وہ نافذ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں نے فلاں غلام خریدا تو وہ آزاد ہے، اگر میں نے یہ کپڑا خریدا تو یہ صدقہ ہے اور اگر فلانہ عورت سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ نہیں ہے۔ (درست نہیں ہے)۔

(کتاب علی بن جعفرؑ مندرجہ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں باب الطلاق اور ایلاء میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی اور کچھ بظاہر اس کے منافی بھی آئیں گی جو آزاد کرنے کے سنت ہونے پر محمول ہیں۔

باب ۶

آزادی کا پروانہ لکھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابوالبلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پروانہ دیکھا جو یوں تھا: ''یہ جعفر بن محمد (علیہ السلام) کا پروانہ آزادی ہے کہ انہوں نے اپنے فلاں غلام کو محض خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد کیا ہے وہ نہ کوئی جزاء چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔ یہ آزادی اس شرط پر ہوئی ہے کہ وہ (غلام) نماز پڑھے گا، زکوۃ ادا کرے گا، حج بیت اللہ کرے گا، ماہ رمضان کے روزے رکھے گا۔ اور خدا کے دوستوں سے دوستی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھے گا۔ اس پر فلاں فلاں اور فلاں تین افراد نے گواہی ثبت کی ہے۔ (الکافی، المقنع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک غلام آزاد کیا اور اس وقت یہ پروانہ لکھا: ''جعفر بن محمدؑ نے اپنے فلاں سندی غلام کو اس شرط پر آزاد کیا ہے کہ وہ گواہی دے گا کہ خدا واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، محمد اس کے عبد و رسول ہیں۔ قیامت برحق ہے، جنت برحق ہے، جہنم برحق ہے، اور اس شرط پر کہ وہ اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے گا۔ خدا کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھے گا۔ اور خدا کے رسولوں پر ایمان لائے گا۔ اور جو کچھ (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی طرف سے لائے ہیں ان سب کا اقرار کرے گا۔ آپ نے اسے محض خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد کیا ہے۔ نہ کوئی جزاء چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ اور خیر و خوبی کے سوا اب اس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے فلاں شخص نے گواہی دی ہے۔ (الکافی)

باب ۷

جو شخص اپنے آباء و اجداد یا اپنی اولاد میں سے کسی کا مالک قرار پائے یا محرمات میں سے کسی عورت کا مالک بنے تو وہ اس کی ملکیت میں داخل ہوتے ہی قہراً آزاد ہو جاتے ہیں مگر آدمی دوسرے رشتہ داروں کا مالک ہو سکتا ہے اور وہ خود بخود آزاد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو آزاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے ماں باپ یا بہن یا خالہ یا پھوپھی کا مالک بنے تو وہ خود بخود آزاد ہو جاتے ہیں۔ مگر آدمی

اپنے بھتیجے، چچازاد اور ماموں زاد کا مالک ہو سکتا ہے اور اسی طرح اپنے بھائی، چچا اور رضاعی ماموں کا بھی مالک ہو سکتا ہے۔ (الکافی، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص اپنے باپ اور ماں اور پھوپھی اور خالہ کا مالک نہیں بن سکتا۔ مگر اپنے بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کا مالک بن سکتا ہے۔ اور علاء کی روایت میں یوں مروی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ اور اولاد کا مالک نہیں بن سکتا۔ (ایضاً)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی کن کن رشتہ داروں کا مالک بن سکتا ہے؟ (اور کن کا نہیں بن سکتا؟) فرمایا: اپنے والد، والدہ، بہن، بھتیجی، بھانجی، پھوپھی اور خالہ کا مالک نہیں بن سکتا۔ اور ان کے علاوہ دیگر مرد رشتہ داروں کا مالک بن سکتا ہے۔ مگر اپنی رضاعی ماں کا بھی مالک نہیں بن سکتا۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اپنے باپ یا ماں یا اپنے بھائی یا اپنی بہن کو غلام بنا سکتا ہے؟ فرمایا: جہاں تک بہن کا تعلق ہے تو وہ تو اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گی۔ اور جہاں تک بھائی کا تعلق ہے تو اسے غلام بنا سکتا ہے۔ اور والدین تو ملکیت میں داخل ہوتے ہی آزاد ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی اپنے نسبی بھائی کا مالک نہیں بن سکتا۔ مگر بھتیجے کا بن سکتا ہے اور رضاعی بھائی کا بھی بن سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھائی کے مالک نہ بننے کو اس بات پر محمول ہے کہ اس کا آزاد کرنا مستحب ہے۔ ورنہ کئی سابقہ اور لاحقہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ اسے غلام بنانا جائز ہے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی اولاد اپنے والد کا حق ادا کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر دو طرح سے۔ ایک اس طرح کہ باپ کسی کا غلام ہو اور بیٹا خرید کر آزاد کرے۔ دوسرا اس طرح کہ باپ مقروض ہو اور بیٹا اس کا قرضہ ادا کرے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان (باب ۲۹)، اور مضاربہ (باب ۸) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

اس سلسلہ میں رضاعی رشتہ کا حکم بھی نسبی رشتہ والا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی اور عبداللہ ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس عورت کے بارے میں جس نے اپنی کنیز کے بیٹے کو دودھ پلایا تھا فرمایا کہ وہ اسے (بچے کو) آزاد کرے۔ (الکافی)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے غلام کو دودھ پلایا۔ آیا وہ اسے غلام رکھ سکتی ہے؟ فرمایا: باوجود نہ چاہنے کے بھی اسے آزاد کر دے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت اپنی کنیز کے بیٹے غلام کو دودھ پلاتی ہے آیا وہ اسے فروخت کر سکتی ہے؟ فرمایا: اس پر اس کی قیمت حرام ہے۔ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ رضاعت کی وجہ سے وہ کچھ حرام ہوتا ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتا ہے! آیا اس طرح وہ غلام اس عورت کا بیٹا نہیں بن گیا؟ میں نے اسے لکھنا چاہا۔ فرمایا: اس کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ عمومی و خصوصی حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۹

عورت جب اپنے باپ، ماں یا اولاد میں سے کسی کی مالک بنے تو وہ آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی مالکہ بن سکتی ہے۔ اور زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کا مالک بن جائے تو اس سے عقد باطل ہو جاتا ہے اور ملک یمین ثابت ہو جاتا ہے۔ اس طرح (شوہر کے مالک بننے کی صورت میں) کنیز حلال ہوگی اور (عورت کے مالک بننے کی صورت میں) غلام پر حرام ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عورت اپنے رشتہ داروں میں سے کس کس کی مالکہ بن سکتی ہے؟ فرمایا: پانچ رشتہ

داروں کے سوا باقی سب کی مالکہ بن سکتی ہے اور وہ پانچ یہ ہیں: (۱) باپ، (۲) ماں، (۳) بیٹا، (۴) بیٹی، (۵) اپنا شوہر۔ (الکافی، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: سابقہ باب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور شوہر کے مالک نہ بن سکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس طرح اس کی مالک نہیں بن سکتی کہ مالکیت بھی برقرار رہے اور نکاح بھی۔ بلکہ جب وہ اس کی مالک بنے گی تو پھر عقد باطل ہو جائے گا۔ اور وہ اس (شوہر) پر حرام ہو جائے گی۔ جب تک وہ اس کا غلام رہے گا۔ اور قبل ازیں ج ۱۴ باب ۵۰ میں اور یہاں باب ۷ و ۸ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جب کوئی شخص غلام آزاد کرے اور اس سے کسی مخصوص خدمت لینے کی شرط عائد کرے تو پھر وہ شرط لازم الوفاء ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ ابو فیروز، رباح اور جبیر نامی غلاموں کو اس شرط پر آزاد کرنا کہ وہ پانچ سال تک کام کریں گے۔ (الکافی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص یوں کہتا ہے کہ میرا غلام آزاد ہے مگر وہ اتنے اتنے سال تک کام کرے گا تو؟ فرمایا: وہ آزاد ہے اور اس پر (حسب شرط) کام کرنا لازم ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی سابقہ حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ذکر کیا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ابولیلیٰ (عامہ کا فقیہہ) تو کہتا ہے کہ غلام آزاد ہے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: وہ جھوٹ بولتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے غلام ابو فیروز، رباح اور عیاض کو اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ اتنے اتنے سال تک کام کرتے رہیں گے اور اس اثناء میں ان کو احسن طریقہ پر نان و نفقہ اور کپڑا ملتا رہے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں خیار الشرط ج ۱۲ باب ۶ میں اور باب المہور، ج ۱۵ میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو ہر جائز شرط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

جو شخص غلام آزاد کرے اور یہ شرط مقرر کرے کہ ایک خاص مدت تک وہ اس کی خدمت کرتا رہے گا مگر پھر وہ شخص بھاگ جائے اور اس دوران مالک مر جائے تو اس (آزاد کردہ غلام) پر (آقا کے) وارث کی خدمت کرنا لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ پانچ سال تک اس کی خدمت کرے گی۔ مگر وہ بھاگ گئی۔ اور اس اثناء میں وہ شخص (آزاد کرنے والا) مر گیا۔ بعد ازاں اس کے وارثوں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ آیا وہ اس سے خدمت لے سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ (الکافی، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۲

جو شخص اس شرط پر اپنے غلام کو آزاد کرے کہ وہ اس سے اپنی بیٹی یا کنیز کی شادی کرے گا۔ اور اس سے یہ شرط کرے کہ اگر اس نے اپنی زوجہ کی (اس پر سوکن لا کر) غیرت کو چیلنج کیا تو وہ پھر غلام بن جائے گا یا وہ ایک سو دینار ادا کرے گا یا کچھ اور تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہتا ہے کہ میں تمہیں اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ تمہاری تزویج اپنی اس کنیز سے کرتا ہوں اور اگر تو نے دوسری شادی کی یا کوئی کنیز رکھی تو تجھ پر ایک سو دینار کی ادائیگی لازم ہوگی۔ چنانچہ اس نے اس شرط پر اسے آزاد کر دیا (اور اپنی کنیز سے شادی بھی کر دی) مگر اس (آزاد شدہ غلام نے) شرط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عقد ثانی کیا۔ یا کنیز رکھی تو آیا اس پر سو دینار کا تاوان عائد ہوگا اور وہ شرط نافذ ہوگی؟ فرمایا: ہاں شرط نافذ ہوگی۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک آقا نے اس شرط پر اپنے غلام کو آزاد کیا کہ وہ اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرے گا اور اگر وہ اس پر سوکن لائے گا یا کنیز رکھے گا تو اس پر کس قدر تاوان ہوگا تو؟ فرمایا: شرط نافذ العمل ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کرتا ہے اور اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے مگر اس سے یہ شرط مقرر کرتا ہے کہ اگر وہ (اس پر سوکن یا کنیز لا کر) اس کی غیرت کو چیلنج کرے گا تو وہ اسے پھر غلام بنا لے گا تو؟ فرمایا: یہ شرط نافذ ہوگی۔ (الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو شرط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

ان رشتہ داروں کا مالک بننا مکروہ ہے جو ملکیت میں آ کر قہراً آزاد نہیں ہوتے بالخصوص اپنے ہونے والے وارث کا مالک بننا اور اگر وہ ملکیت میں داخل ہو جائیں تو ان کو آزاد کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کسی رشتہ دار کا مالک بن جاتا ہے آیا وہ اسے فروخت کر سکتا ہے یا اسے بطور غلام اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اسے فروخت نہیں کرنا چاہئے جبکہ وہ قرابت دار اور بھائی ہے۔ اور اگر یہ (مالک) مر جائے تو وہ (غلام) اس کی اولاد کی جگہ (جبکہ وہ موجود نہ ہو) اس کا وارث ہوگا۔ لہٰذا اسے نہ فروخت کرے اور نہ ہی اسے غلام بنا کے رکھے (یعنی ایسا کرنا مکروہ ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کی شادی اپنے بھائی یا چچا سے یا اپنے چچا کے بیٹے یا اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دی۔ اور اس نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ تو اس بچہ کا کیا حال ہوگا؟ (آیا وہ کنیز کے آقا کا غلام متصور ہوگا؟) فرمایا: اگر وہ بچہ کسی طرح اس (آقا) کا وارث بنتا ہو تو (استحباباً) آزاد ہو جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

۳۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی رشتہ میں اپنے بھائی وغیرہ (بھانجے، بھتیجے وغیرہ) قرابتداروں کا مالک بن سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں اس قسم کے رضاعی قرابت داروں کا بھی تذکرہ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی اپنے رشتہ دار غلام کو فروخت کر سکتا ہے یا بطور غلام اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اسے فروخت نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی بطور غلام اپنے پاس رکھنا چاہئے کیونکہ وہ اس کا قرابتدار اور دینی (ونسبی یا

رضاعی) بھائی ہے۔ اوران (مالک ومملوک میں سے) جو مر گیا دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ مگر یہ کہ اس (آقا) کا اس سے زیادہ نزدیکی کوئی وارث (جیسے اولاد) موجود ہو (تو پھر اسے غلام بنا کر رکھ سکتا ہے)۔ (الفقیہ)

باب ۱۴

مملوک کا نان ونفقہ (مالک پر) واجب ہے۔ اور اگر اس کا آقا اسے آزاد کردے مگر اس کا کوئی کاروبار نہ ہو تو پھر اس کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا مستحب ہے۔ اور مملوک سے نیکی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے چھوٹے یا بہت بوڑھے یا ایسے زمین گیر غلام کو آزاد کرتا ہے جس کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے تو؟ امام نے (تحریراً) فرمایا جو شخص ایسے غلام کو آزاد کرے جس کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے مالدار ہونے تک اس کے نان ونفقہ کا اہتمام کرے۔ (پھر فرمایا) حضرت امیر علیہ السلام جب چھوٹے یا بے سہارا غلاموں کو آزاد کرتے تھے تو اسی طرح کرتے تھے (ان کے نان ونفقہ کا اہتمام کرتے تھے)۔ (الکافی، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھے برابر غلاموں کے بارے میں (حسن سلوک کی) وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ ان کے لئے کوئی خاص وقت مقرر کردیں گے کہ جب اس تک پہنچیں گے تو خود بخود آزاد ہو جائیں گے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عون بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب ابوذرؓ کو دو چادریں پیش کی گئیں۔ ایک انہوں نے خود اوڑھی اور کاندھوں پر (چادر کی بجائے ایک شملہ اوڑھ لیا) اور دوسری اپنے غلام کو اوڑھا دی۔ اور فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ غلاموں کو وہ کچھ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو لباس وہ پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ا ج ۴ از وقف، و باب ۱۱ از نفقات وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

چھوٹے غلام بچوں کا آزاد کرنا جائز ہے ہاں البتہ مستحب یہ ہے کہ اسے آزاد کیا جائے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بے نیاز کر سکے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص چھوٹے بچہ کو آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں حضرت امیر علیہ السلام نے بہت سے (غلام) بچوں کو آزاد کیا تھا۔(الفروع)

۲۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے۔ آیا وہ کسی بوڑھے بزرگ کو آزاد کرے یا بے ریش بروش نوخیز نوجوان کو؟ فرمایا: اسے آزاد کرے جو اپنے تئیں (دوسروں سے) بے نیاز سمجھے لہٰذا بوڑھا بزرگ جو کمزور بھی ہو وہ بے ریش نوخیز جوان سے افضل ہے (کہ اسے آزاد کیا جائے)۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کفارات (ج ۵، ب ۷) اور نفقات (ج ۱۵ باب ۱۳ و ۱۴ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب مشترکہ غلام کے آزاد کرنے کے باب ۷۰ میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

ولد الزنا (غلام) اور اس کے بچہ کو آزاد کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حرام زادے (غلام) کے آزاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس ولد الزنا غلام موجود ہے اور وہ اس کی شادی کنیز سے کر دیتا ہے اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو آیا وہ شخص خدا کی خوشنودی کی خاطر اس بچے کو آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر آزاد کرنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اسے آزاد کر سکتا ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (پہلے باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے

اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

مستضعف[1] کا آزاد کرنا جائز ہے اگرچہ واجبی کفارہ میں ہو۔ مگر مشرک اور ناصبی کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا مستضعفین میں سے کوئی غلام آزاد کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حسن بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا ایک نصرانی غلام آزاد کیا اور وہ آزاد ہوتے ہی مسلمان ہو گیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی تھی اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام (علم امامت سے) جانتے تھے کہ جب وہ اسے آزاد کیا جائے گا تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔

۳۔ ناجیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کو دیکھا جس نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے ایک غلام آزاد کیا تھا جو یہی (ناجیہ) ہے! (پھر کہا) میں کئی سالوں سے ایک خادمہ خریدنا چاہتا ہوں۔ مگر خرید نہیں سکا۔ فرمایا: (سابقہ) خادمہ کیا ہوئی؟ عرض کیا: وہ ہنوز زندہ ہے؟ فرمایا: اسے ہی دوبارہ کنیزی میں لے لو۔ تم آج ایک شخص کو آزاد کرتے ہو اور کل وہ آزادی اسکے خلاف منتج ہوتی ہے۔ تمہارے لئے مومن عارف کے علاوہ کسی اور کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں بعض ایسی روایات آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مجبوری کے تحت غیر عارف کو بھی آزاد کرنا جائز ہے اور اقرب یہ ہے کہ غیر عارف سے مراد (عام غیر مومن نہیں بلکہ) غیر مسلم اور ناصبی ہے۔

۴۔ قبل ازیں (ج ٦ باب ۴۳ ۷ میں) بروایت علی بن ابی حمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی یہ روایت گزر چکی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص وصیت کر گیا ہے کہ اس کی طرف سے ایک مسلمان کنیز آزاد کی جائے تو؟ فرمایا: عام اہل اسلام میں سے کوئی کنیز خرید کر (آزاد کر دیں) جو کہ ناصبیہ نہ ہو۔

---

[1] جسے کچھ عقل وخرد اور جہالت کی وجہ سے حق و باطل کی پہچان نہ ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سیف بن عمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک باایمان آدمی کیلئے جائز ہے کہ کسی مشرک غلام کو آزاد کرے؟ فرمایا: نہ۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۱۸

جو شخص مشترکہ غلام کو آزاد کرے تو اگر ایسا کرنے والا مالدار ہے یا اپنے شریک کار کو ضرر وزیاں پہنچانا چاہتا ہے تو اسے اپنے شریک کے حصہ کو خرید کر آزاد کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ورنہ غلام خود کوشش کر کے (شریک کی) باقی قیمت ادا کر کے مکمل آزاد ہو جائے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو حصہ کے مطابق شریک کی خدمت کرے گا۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا کہ ایک شخص چند آدمیوں کا مشترکہ غلام ہے۔ اور ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: ایسا کرنے سے دوسرے شرکاء کے لئے مفسدہ ہے۔ وہ اسے نہ بیچ سکتے ہیں! ورنہ اجرت پر دے سکتے ہیں (کیونکہ اس کا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہے)۔ لہٰذا اس کی قیمت مقرر کی جائے اور اس کی ادائیگی بطور سزا آزاد کرنے والے پر ڈالی جائے کیونکہ اس نے ہی فساد برپا کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دو آدمیوں کا مشترکہ غلام تھا۔ اور ایک شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو؟ فرمایا: اگر اس نے دوسرے شریک کو ضرر وزیاں پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ (ساتھی کا حصہ خرید کر) اسے پورا آزاد کرے ورنہ خود غلام سعی و کاوش کر کے مکمل آزادی حاصل کرے گا۔ (کتب اربعہ)

۳۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی غلام یا کنیز میں شریک ہو اور وہ اپنا حصہ فروخت نہ کرے بلکہ آزاد کر دے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شریک کا حصہ بھی خرید کر اسے مکمل طور پر آزاد کرے اور اگر اسے اس قدر مالی وسعت نہ ہو تو آزادی والے دن غلام کی قیمت مقرر کی جائے اور باقی ماندہ قیمت کی ادائیگی کا خود غلام انتظام کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک کنیز دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت تھی۔ اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو؟ فرمایا: اگر ایسا

کرنے والا مالدار ہے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ دوسرے کا حصہ بھی خرید کر اسے مکمل آزاد کرے۔ ورنہ اگر غریب ونادار ہے تو پھر خادمہ حصہ کے مطابق اپنے دوسرے آقا کی خدمت کرے گی (مثلاً اگر دونوں کا ادھار آدھا حصہ تھا تو وہ آدھی آزاد اور آدھی کنیز متصور ہوگی۔ لہٰذا ایک دن آزاد ہوگی اور ایک دن دوسرے مالک کا کام کرے گی)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۵۔ حسن بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے مشترکہ غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا آیا اس پر کوئی تاوان ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی دکھائی دیتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب آزاد کرنے والے نے قربۃ الی اللہ اسے آزاد کیا ہو۔ نہ کہ دوسرے شریک کو زیاں ونقصان پہنچانے کے ارادہ سے۔

۶۔ قاسم بن محمد علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص چند آدمیوں کا مشترکہ غلام تھا۔ جن میں سے بعض نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو؟ فرمایا: آزادی والے دن اس کی قیمت مقرر کی جائے گی۔ اور باقی قیمت کی ادائیگی کے لئے وہ شخص (غلام) کوشش کرے گا۔ مگر دوسرے شرکاء کو اس سے خدمت لینے یا اس سے ٹیکس وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (کیونکہ اس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ ابو الصلاح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ دو شخصوں کی ایک مشترکہ کنیز تھی۔ جس کا نصف ایک شریک نے آزاد کر دیا۔ اور کنیز نے دوسرے شریک سے کہا کہ تو مجھے آزاد نہ کر میں بدستور سابق تیری خدمت کروں گی۔ اور اب دوسرے شخص نے اس سے ہمبستری کرنا چاہی تو؟ فرمایا: وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عورت کی دو شرمگاہیں تو نہیں ہیں۔ (کہ ایک حرام ہو اور دوسری حلال) اور وہ اس سے خدمت بھی نہیں لے سکتا۔ بلکہ اسے چاہئے کہ اسے آزاد کر دے اور عورت کوشش کر کے اس کی قیمت ادا کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۱۹

غلام آزاد کرنے میں (مالک کا) صاحب اختیار ہونا شرط ہے۔
لہٰذا جسے آزاد کرنے پر مجبور کر دیا جائے اس کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہے)۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجبور و مکروہ کا آزاد کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس کی آزادی آزادی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس شخص کو طلاق دینے اور غلام آزاد کرنے پر مجبور کیا جائے اس کی طلاق اور آزادی کیسی ہے؟ فرمایا: نہ اس کی طلاق طلاق ہے اور نہ ہی اس کی آزادی آزادی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطلاق (ج ۱۵ باب ۳۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

غلام آزاد کرنے میں عقلمند ہونا شرط ہے لہٰذا دیوانہ آدمی کی آزادی صحیح نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ، محمد بن مسلم، برید بن معاویہ، فضیل، اسماعیل ازرق اور معمر بن یحییٰ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے عقل کی آزادی آزادی نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطلاق (باب ۳۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

مدہوش کا آزاد کرنا باطل ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدہوش آدمی کی طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نہ اس کی دی ہوئی طلاق صحیح ہے اور نہ ہی آزادی درست ہے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت بالکل بے عقل ہے، آیا اس کی بیع و شرا اور اس کا بطور تحفہ و ہدیہ اور صدقہ دینا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر مدہوش آدمی کے طلاق دینے اور غلام آزاد کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جائز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الطلاق میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

جب کسی غلام کا مثلہ کیا جائے (اس کی ناک کان وغیرہ کاٹا جائے) یا اسے عبرت ناک سزا دی جائے تو اس سے غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ مگر اسے خصی کرنے سے آزاد نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن محبوب سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ غلام جس کا مثلہ کیا جائے وہ آزاد ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے غلام کو عبرت ناک سزا دی تھی۔(اس کا مثلہ کیا تھا) یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ آزاد ہے اور اس (مالک) کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ جہاں چاہے جائے اور جس سے چاہے محبت کرے (ہاں البتہ جب (سابقہ مالک) اس کی جنایت کا ضامن ہو جائے تو وہ اس (سابقہ) غلام کا وارث بنے گا۔(التہذیب، الفروع، الاستبصار، الفقیہ، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وہ عورت جس نے اپنی کنیز کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تھے کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آزاد ہے اس کی مالکن کو اب اس پر کوئی حق ملکیت نہیں ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں باب الجہاد (ج ۶ باب ۵۰) میں خصی غلام کی بیع و شراء کے جواز پر اور اس کے شرائط پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

جب غلام اندھا ہو جائے یا زمین گیر ہو جائے یا کوڑھی ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے لیکن مشلول ہونے یا لنگڑا یا کانا ہونے سے آزاد نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غلام اندھا ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب غلام اندھا ہو جائے یا کوڑھی ہو جائے تو پھر غلام نہیں رہتا۔(آزاد ہو جاتا ہے)۔(ایضاً)

۳۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان

سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے (منت مان کر) اپنے اوپر غلام آزاد کرنا لازم قرار دیا۔ پھر ایک مشلول اور لنگڑے غلام کو آزاد کیا آیا وہ کافی ہے؟ فرمایا: جب اس کی خرید و فروخت جائز ہے تو اس کا آزاد کرنا بھی کافی ہے۔ مگر یہ کہ اس نے (منت مانتے وقت) کوئی مخصوص قسم کا غلام آزاد کرنے کا التزام کیا ہو تو پھر شرط کے مطابق عمل کرنا پڑے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے میں اندھا اور زمین گیر غلام کافی نہیں ہے۔ ہاں البتہ مشلول اور لنگڑا کافی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابوالبختری والی سابقہ روایت یوں روایت کی ہے فرمایا: آزاد کرنے میں اندھا اور کانا کافی نہیں ہے۔ (الفقیہ)........... (مگر پہلی روایت روایت و درایت کے قانون کے مطابق مقدم ہے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: باب الکفارات میں ایسی روایتیں گزر چکی ہیں جو کانا غلام کے آزاد کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ والی روایت کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ (کہ مستحب ہے کہ کانے غلام کو آزاد نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ اندھے کی طرح خود بخود آزاد تصور کیا جائے گا)...... واللہ العالم۔

باب ۲۴

جب غلام کو آزاد کر دیا جائے تو اس کے مال کا حکم کیا ہوگا؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مالک اپنے غلام سے مکاتبہ کرے یا اسے آزاد کرے یہ جانتے ہوئے کہ اس کے پاس مال موجود ہے اور مال کا استثناء نہ کرے (کہ مالک کا ہوگا۔ مثلاً) تو وہ مال غلام کا متصور ہوگا۔ (کتب اربعہ از امام جعفر صادق علیہ السلام)

۲۔ زرارہ نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسا غلام آزاد کیا ہے جس کے پاس مال تھا تو وہ مال کس کا متصور ہوگا؟ فرمایا: اگر آزاد کرنے والے کو اس مال کا علم تھا (مگر کوئی استثناء نہیں کیا کہ وہ میرا ہوگا) تو پھر تو غلام کا سمجھا جائے گا اور اگر اسے علم نہ تھا تو پھر مالک کا متصور ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود از جمیل بن دراج از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ یہ تتمہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے ایسے غلام کو فروخت کرے جس کے پاس مال ہو تو؟ فرمایا: اگر مالک کو اس کا علم ہو۔ (مگر کوئی استثناء نہ کرے) تو پھر وہ مال خریدار کا سمجھا جائے گا

اور اگر اسے علم نہ ہو تو پھر بیچنے والے کا متصور ہوگا۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے یہ جانتے ہوئے کہ غلام کے پاس مال ہے اسے آزاد کیا۔ اور پھر فوت ہو گیا۔ آیا وہ مال آزاد کرنے والے کا تصور ہوگا یا غلام کا؟ فرمایا: اگر اسے غلام کے مال کا علم تھا (اور پھر بلا استثناء) اسے آزاد کر دیا تو پھر تو وہ مال آزاد کردہ غلام کا متصور ہوگا۔ اور اگر اسے علم نہیں تھا تو اس (مالک) کی اولاد کا مال متصور ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے بیع الحیوان (ج ۶ باب ۳۲) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

اس شخص کا حکم جس نے ادھار پر کنیز خریدی اور اسے آزاد کرکے اس سے عقد و ازدواج کیا اور اس کے ہاں اس سے اولاد بھی ہوئی اور پھر (قیمت ادا کئے بغیر) مر گیا۔ اور اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں تھا؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا جبکہ میں وہاں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ کنیز ایک سال کے ادھار پر ایک شخص کے ہاں فروخت کی اور خریدار نے اسے اپنے قبضہ میں لینے کے دوسرے روز اسے آزاد کرکے اس سے عقد و ازدواج کر لیا۔ اور اس کا حق مہر اس کی آزادی کو قرار دیا۔ اور ایک ماہ کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو؟ فرمایا: اگر تو خریدار کے پاس اس قدر مال و متاع تھا جس سے اپنا قرضہ ادا کر سکے تو پھر تو اس کا کنیز کو آزاد کرنا اور اس سے نکاح کرنا سب جائز ہوگا اور اگر اس کے پاس مرتے وقت اس قدر مال و متاع نہ تھا تو پھر اس کا اسے آزاد کرنا اور اس سے نکاح کرنا سب باطل ہوگا کیونکہ اس نے اس (کنیز) کو آزاد کیا جس کا وہ مالک ہی نہ تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ کنیز بدستور سابق پہلے مالک کی ملکیت ہے! عرض کیا گیا کہ اگر وہ کنیز اس عقد و ازدواج کے نتیجہ میں حاملہ ہو جائے تو اس کے بچہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا: وہ بھی اس صورت میں اپنی ماں کی مانند (غلام) متصور ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے جب (خریدار) کنیز کی پوری قیمت کا نصف بھی نہ چھوڑ کر مرے جیسا کہ قبل ازیں باب الوصایا میں گزر چکا ہے کہ جب کوئی مقروض شخص

بیماری کی حالت میں غلام آزاد کرے (تو اگر بقدر نصف قرضہ مال چھوڑ جائے تو اس کا معاملہ درست ہے ورنہ باطل ہوگا)۔

باب ۲۶

اگر کوئی غلام کسی شخص کو اپنے پاس سے رقم دے کہ وہ اسے مالک سے خرید کر آزاد کر دے تو اس شخص کے لئے اسے قبول کرنا مکروہ ہے اور اس صورت کا حکم جب غلام اپنے مالک کو کچھ رقم دے تا کہ وہ اسے فروخت کر دے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک غلام کسی شخص کو اپنی جانب سے کچھ مال دیتا ہے تا کہ وہ اسے خرید کر آزاد کر دے تو؟ فرمایا: اس شخص کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو اس کی اصلی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کرتا ہے تا کہ وہ (خریدار کے ہاتھوں) آزاد ہو جائے۔ اور غلام مالک سے کہتا ہے کہ تو مجھ سے اس قدر رقم لے لے (اور مجھے فروخت کر دے) آیا وہ (مالک) وہ رقم اس سے لے سکتا ہے؟ فرمایا: وہ مفت ایسا کرے (نہ کہ قیمت لے کر) اور پھر اس (غلام) سے اس (مفت دینے کی) خواہش بھی کرے اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو پھر اسے چھوڑ دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جب (غلاموں اور کنیزوں کی) قیمت ارزاں ہو تو ان کو فروخت کر کے قیمت صدقہ کرنے سے ان کا آزاد کرنا مستحب ہے۔ اور جب ان کی قیمت گراں ہو تو پھر انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ دینا افضل ہے اور فاسق و فاجر اور شارب الخمر غلام کا آزاد کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ میرے پاس ایک ایسا غلام ہے جو شراب پیتا ہے اور دیگر ناپسندیدہ کام بھی کرتا ہے۔ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ آیا آپ کو اسے آزاد کرنا زیادہ پسندیدہ

فعل ہے یا اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کرنا؟ فرمایا: بعض اوقات آزاد کرنا افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات قیمت کا صدقہ کرنا افضل ہوتا ہے (پھر خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) جب لوگوں کا حال اچھا ہو (قیمت ارزاں ہو) تو ان کا آزاد کرنا افضل ہے۔ اور جب لوگوں کا حال سخت ہو (قیمت گراں ہو) تو پھر (ان کو فروخت کر کے) قیمت صدقہ کرنا افضل ہے اور جب صورت حال یہ ہو (جس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ غلام شارب الخمر ہے) تو اس صورت میں (آزاد کرنے کی بجائے) اس کا فروخت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۸ میں) آئینگی اور قبل ازیں باب الزکاۃ میں کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو آزاد کرنے کی بجائے قیمت کا صدقہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر وہ اسی تفصیل پر محمول ہوں گی جو یہاں مذکور ہے۔

باب ۲۸

غلام آزاد کرنے کا صیغہ؟ اور یہ کہ نیکوکار غلام کو آزاد کرنا مستحب مؤکد ہے اور اسے غلام بنائے رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ (مروی) ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔ اور وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا۔ جسے آپؑ نے اٹھایا اور دھویا۔ اور اسے اپنے غلام کے حوالہ کیا۔ کہ اسے میرے باہر آنے تک اپنے پاس رکھ۔ تاکہ میں اسے کھاؤں۔ چنانچہ جب آپ باہر تشریف لائے تو غلام سے فرمایا: وہ لقمہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! وہ تو میں نے کھالیا۔ فرمایا: جب ایسا لقمہ کسی شخص کے پیٹ میں قرار پکڑتا ہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جا تو خدا کی راہ میں آزاد ہے۔ کیونکہ میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ ایک جنتی شخص کو اپنا غلام بنائے رکھوں۔ (الفقیہ، عیون الاخبار)

۲۔ بشیر نبال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی نیکوکار غلام کو خوشنودیٔ خدا کی خاطر آزاد کرے۔ تو خداوند عالم اس (غلام) کو ہر ہر عضو کے عوض اس (آزاد کرنے والے) کے ہر ہر عضو کو آتش جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نکاح العبید (ج ۷ باب ۱۷ اور یہاں باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

لوگوں میں اصل اولیٰ یہ ہے کہ وہ (فطرۃً) آزاد ہیں جب تک ان کے اپنے اقرار یا دو گواہوں سے غلامی ثابت نہ ہو جائے اور جس شخص کو بازاروں میں فروخت کیا جائے اور وہ انکار نہ کرے یا پہلے خود اپنی غلامی کا اقرار کرے اور اس کا غلام ہونا ثابت ہو جائے اور پھر دعوائے حریّت کرے تو جب تک دو گواہ پیش نہ کرے تب تک وہ دعویٰ قبول نہ ہوگا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تمام لوگ (فطری طور پر) آزاد ہیں مگر وہ غلام یا کنیز جو بالغ (و عاقل ہو کر خود) اپنی غلامی کا خود اقرار کرے یا جس چھوٹے یا بڑے شخص کی غلامی کی شہادت دی جائے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (بظاہر) ایک آزاد آدمی ہے مگر وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ غلام ہے تو؟ فرمایا: اس کے اقرار کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے گا۔(التہذیب)

۳۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام آزاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے دعویٰ کے ثبوت پر کوئی بیّنہ (دو عادل گواہ) پیش نہیں کر سکا۔ آیا میں اسے خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: باب کے عنوان سے ان روایات کے درمیان جمع و توفیق کی وجہ معلوم ہو جاتی ہے اور عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان (ج ۱۲ باب ۳۰ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب القضاء (باب ۱۲) میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

اگر کوئی شخص اپنے ہر قدیم غلام کو آزاد کر دے یا وصیت کر جائے کہ میرے قدیم غلام کو آزاد کر دیا جائے تو اس طرح وہ غلام آزاد ہو جائے گا جو پورے چھ ماہ اس کی ملکیت میں رہ چکا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد نہدی اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی سعید مکاری حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (یہاں تک کہ) کہا کہ ایک شخص نے مرتے وقت کہا کہ

میرا ہر قدیم غلام لوجہ اللہ آزاد ہے۔ (اس سے کون سا غلام مراد لیا جائے گا؟) فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾۔ پس جو غلام اس کے ہاں چھ ماہ پورے کر چکے ہیں وہ آزاد ہو جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، عیون الاخبار، معانی الاخبار، تفسیر قمی)

۲۔ جناب شیخ مفیدؒ اپنی کتاب الارشاد میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی کہ اس کے ہر قدیم غلام کو میری موت کے بعد آزاد کر دیا جائے۔ جب اس کی وفات ہوگئی تو اس کا وصی نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کرے (کس کس غلام کو آزاد کرے) اس نے حضرت امیر علیہ السلام کی طرف رجوع کیا۔ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ غلام جو چھ ماہ سے اس کی ملکیت میں تھا اسے آزاد کر دیا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾ (ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ قدیم کھجور کے قدیم گچھے کی طرح ہو جاتا ہے)۔ فرمایا: یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کھجور کے گچھے کی جڑ جو ٹیڑھی ہوتی ہے اور گچھے کے کاٹنے کے بعد اور درخت کے خشک ہونے کے بعد باقی رہتی ہے وہ پھل لگنے کے بعد چھ ماہ کی مدت میں ہلال کی طرح قوس اور کمزور ہوتی ہے۔

باب ۳۱

جو شخص اس طرح منت مانے کہ جس بچہ کو کنیز پہلی بار جنم دے گی وہ اسے آزاد کر دے گا اور اتفاق سے وہ دو جڑواں بچوں کو جنم دے تو وہ دونوں کو آزاد کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن فضل ہاشمی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کی کنیز سے نکاح کیا اور منت مانی کہ وہ جس پہلے بچہ کو جنم دے گی وہ اسے آزاد کر دے گا اور اس نے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا تو؟ جناب نے فیصلہ فرمایا کہ وہ دونوں کو آزاد کرے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۲

جب غلام کی موت سامنے نظر آ رہی ہو تب اسے آزاد کرنا مکروہ ہے بلکہ اس حالت سے پہلے اس کی بیماری کی حالت میں آزاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت

امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک غلام کی موت کے آثار ظاہر ہیں۔ اس وقت اس کا مالک اسے آزاد کرتا ہے اور وہ آزاد ہو کر مرتا ہے۔ آیا اس میں مالک کے لئے کوئی اجر و ثواب ہے؟ یا اسے غلام رکھ کر دنیا سے رخصت کرنے میں اجر ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس حالت میں اسے آزاد کرنے میں مالک کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ اسے غلام رکھنے میں اجر ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن المبارک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک غلام بیمار ہو جاتا ہے۔ آیا اسے اس کی بیماری میں آزاد کر دینا زیادہ کارِ ثواب ہے یا اسے غلام رکھنا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس کی بیماری میں اسے آزاد کرنا زیادہ کارِ ثواب ہے۔ اس طرح خداوندِ عالم اس (غلام) کے ہر ہر عضو کے عوض اس (مالک) کے ہر ہر عضو کو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا۔ اور اگر اس کی موت کا وقت آ جائے تو اس حالت میں اس کا غلام رکھنا اسے آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از کتاب العتق میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

سات سال (کی غلامی کے بعد) مومن غلام کا آزاد کرنا مستحب مؤکد ہے اور اس کے بعد بھی اسے غلام رکھنا مکروہ ہے اور بیس سال کے بعد تو بہت ہی سخت کراہت ہے۔ اور جو شخص اپنے غلام کو مارے پیٹے اسے آزاد کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود آل اعین کے بعض افراد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو (غلام) مؤمن ہو وہ سات برس کے بعد آزاد ہو جاتا ہے خواہ اس کا مالک اسے آزاد کرے یا نہ کرے! اور سات برس کے بعد کسی (مومن) غلام سے خدمت لینا جائز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیس سال کی صحبت ایک قسم کی قرابت و رشتہ داری ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات سال (غلامی کرنے) کے بعد جب غلام اپنی قیمت مالک کو پیش کرے تو اس پر لازم ہے کہ اسے قبول کرے (اور غلام کو آزاد کر دے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب الوصایا (۳۹) اور باب الکفارات (باب ۳۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴

جو شخص (اپنے غلاموں میں سے ایک) غلام آزاد کرے اور پھر مر جائے اور غلام مشتبہ ہو جائے (کہ وہ کون ہے؟) تو قرعہ کے ذریعہ برآمد کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس کے بہت سے غلام تھے۔ کہا: جو مجھے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھائے وہ آزاد ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک غلام نے اسے آیت پڑھائی۔ بعد ازاں مالک مر گیا۔ اور پتہ نہ چل سکا کہ کس غلام نے اسے آیت پڑھائی تھی؟ فرمایا: اس شخص کو قرعہ کے ذریعہ برآمد کیا جائے گا۔ مگر یہ قرعہ اندازی امام کریں گے۔ کیونکہ وہ قرعہ اندازی کے وقت ایک خاص کلام کرتے اور ایک خاص دعا پڑھتے ہیں جسے ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب المواریث میں اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی اور یہ کہ یہ قرعہ اندازی امامؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (بلکہ دوسرے لوگ بھی کر سکتے ہیں) اور جناب یونس کا یہ کلام استحباب پر محمول ہے جبکہ امامؑ تک رسائی ممکن ہو۔ اور وہ مخصوص دعا باب القضا میں بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

جو شخص غلام آزاد کرے خواہ آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت اس آزاد کردہ کی وراثت اور وَلا اسی کو حاصل ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَلا (وراثت) اسے حاصل ہوگی جو آزاد[1]

---

[1] شرع اقدس میں میراث کی ایک قسم میراثِ وَلا بھی ہے اور اس کی پھر تین قسمیں ہیں: (۱) وَلا عتق، (۲) ولا ضامن جریرہ، (۳) وَلا امام۔ یہاں صرف پہلی قسم کی وَلا کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی آزاد کردہ غلام مر جائے اور سوائے اسکے آزاد کرنے والے کے اور کوئی اس کا وارث نہ ہو تو وہ آزاد کرنے والا تین شرطوں کے ساتھ اس کا وارث ہوگا۔ (۱) اس نے اسے قربۃً الی اللہ آزاد کیا ہو۔ (۲) اس کے جرم و جنایت کا تاوان ادا کرنے سے بیزاری ظاہر نہ کی ہو۔ (۳) اس آزاد کردہ کا نزدیک یا دور کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرے گا۔ (الفروع، التہذیب، المقنع)

۲۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے مرد غلام کو آزاد کیا۔ اس کی وَلا اور میراث کسے ملے گی؟ فرمایا: اسی کو جس نے اس کو آزاد کیا ہے مگر یہ کہ اس کا اور کوئی شرعی وارث موجود ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ نے یہ کس طرح فرمایا ہے کہ آدمی کا غلام اسی سے ہوتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ (غلام) اسی (مالک) کی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ بعد ازاں ان کے درمیان تفریق ڈال دی گئی۔ پھر قید و بند نے اسے اس کے پاس لوٹا دیا۔ پس اس نے اس (طینی یگانگت) کی وجہ سے اس پر مہربانی کرتے ہوئے اسے آزاد کر دیا۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (نکاح العبید والاماء میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کرے اور پھر اسے آزاد ہی کر دے یعنی اس کے جرم و جنایت کے تاوان ادا کرنے سے اپنی بیزاری ظاہر کر دے تو پھر وہ نہ اس کا ولی ہوگا اور نہ اسے اس کی میراث ملے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کوئی شخص (غلام) آزاد ہو جائے تو آیا اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے تئیں جہاں چاہے رکھے۔ اور جس سے چاہے محبت کرے؟ فرمایا: جب اسے خدا کی خوشنودی کے لئے آزاد کیا جائے تو وہ آزاد کرنے والے کا غلام ہے (اس کی موت کے بعد وہ اس کا وارث بنے گا)۔ اور جب اسے آزاد کرکے آزاد چھوڑ دیا جائے (اور آزاد کرنے والا اس کے جرم و جریمہ سے برأت کا اظہار کر دے) تو پھر اسے اپنے تئیں جہاں چاہے رکھنے کا اور جس سے چاہے محبت کی پینگیں لڑانے کا حق حاصل ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ (آزاد غلام) کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام

کو آزاد کرے اور اس سے دو گواہوں کے روبرو کہہ دے کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔ میں نہ تیری وراثت حاصل کروں گا اور نہ ہی تیرے کسی جرم کا تاوان ادا کروں گا۔ (الفقیہ، معانی الاخبار، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۱ و ۴۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

اگر غلام کا بیچنے والا اس کی وَلا (میراث پانے) کی شرط عائد کرے تو صحیح نہ ہوگی اور یہ خریدار کو حاصل ہوگی اگر وہ آزاد کرے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عائشہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بریرہ (جسے عائشہ نے خرید کر آزاد کیا تھا) کے سابقہ مالکوں نے اس کی وَلا کی شرط لگائی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَلا آزاد کرنے والے کے لئے ہوتی ہے (نہ کہ بیچنے والے کیلئے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بریرہ کنیز تھی اور اپنے خاوند کے ہمراہ رہ رہی تھی جسے عائشہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اپنے خاوند کے پاس رہے اور چاہے تو اس سے علیٰحدہ ہو جائے (کیونکہ اب وہ آزاد ہے)۔ اور اس کے جن مالکوں نے اسے عائشہ کے ہاتھ فروخت کیا تھا انہوں نے اس کے وَلا (وراثت پانے) کی شرط عائد کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَلا اس کو ملتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔ (اور وہ جناب عائشہ ہیں)۔ بریرہ کو کہیں سے صدقہ کا گوشت ملا۔ اور اس نے وہ گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔ جسے عائشہ نے یہ کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے کسی چیز پر لٹکا دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو لٹکا ہوا گوشت دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ اسے کیوں نہیں پکایا گیا؟ عرض کیا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا (جسے اس نے آپ کی خدمت میں ہدیہ کر دیا) اور آپ صدقہ کھاتے نہیں ہیں۔ فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ پس اس واقعہ میں تین[۱] سنتیں قائم ہوئیں۔ (الفقیہ)

---

۱ جو یہ ہیں: (۱) وَلا آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ (۲) صدقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام ہے۔ (۳) جسے کوئی چیز بطور صدقہ دی جائے اگر وہ کسی ایسی شخصیت کو ہدیہ کر دے جس پر صدقہ حرام ہے تو وہ اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۳۵ میں) اور باب النکاح (باب ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

اولاد کی وَلا (میراث) اس کو حاصل ہوتی ہے جو ان کے باپ یا دادا کو آزاد کرے جبکہ اب وجد کو آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی اور ان کو آزاد نہ کرے اور اگر کسی اولاد کو، کوئی ماں کو کوئی آزاد کرے اور باپ کو کوئی اور تو اولاد کی وَلا باپ کے آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگی۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جس کی ایک آزاد عورت سے اولاد ہے؟ فرمایا: اس کی اولاد کی وَلا اسے آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس غلام کے بارے میں جس کی زوجہ آزاد تھی۔ فرمایا: اس کی اولاد آزاد متصور ہوگی۔ (اور ماں کے ساتھ ملحق ہوگی) اور جب ان کا غلام باپ آزاد ہو جائے گا تو اولاد اس کے ساتھ ملحق ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس مکاتب کے بارے میں جس نے مالک سے مکاتبہ کیا تھا (کہ جب وہ اپنی مقررہ قیمت ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا)۔ اور مالک نے اس سے یہ شرط مقرر کی تھی کہ جب وہ آزاد ہو جائے گا تو اس کی وَلا وہ حاصل کرے گا پس اس نے (آزاد ہونے کے بعد) ایک شخص کی کنیز سے شادی کی اور اس سے اس کی اولاد کی وراثت میں اختلاف ہوا۔ کہ ان کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: وہ اپنے باپ کے آقا سے ملحق ہوں گے۔ وہ (شرط کے مطابق) ان کا وارث قرار پائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ نصر بن سوید ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے باپ جب آزاد ہو جائے تو وہ وَلا کو (آزاد کرنے والے کی طرف) کھینچ کر لے جاتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میری پھوپھی (کثیرہ) نے بیان کیا کہ میں خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھی ہوئی تھی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میرے پاس سے

گزرے، مجھے دیکھ کر رُک کے سلام کیا اور پوچھا: یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ عرض کیا: اپنے آزاد کردہ غلام کا انتظار کر رہی ہوں۔ آپؑ نے پوچھا: تم نے اسے آزاد کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں بلکہ ہم نے اس کے باپ کو آزاد کیا تھا۔ (دوسری روایت جو کہ بکر بن محمد سے مروی ہے کے مطابق کہا کہ ہم نے اس کے دادا کو آزاد کیا تھا)۔ فرمایا: پھر وہ تمہارا آزاد کردہ غلام نہیں ہے۔ بلکہ یہ تمہارا بھائی اور چچا کا بیٹا ہے۔ تمہارا آزاد کردہ وہ ہے جس پر تم نے احسان کر کے آزاد کیا ہو اور جب یہ احسان اس کے باپ دادا پر کیا ہے تو پھر یہ تمہارا عمزاد بھائی ہے۔ (کیونکہ مولا کے ایک معنی آزاد کردہ غلام کے بھی ہیں۔ مگر بقول حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس سے اس کی اولاد سے وَلا کی نفی لازم نہیں آتی ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ عبداللہ بن جندب مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مولیٰ (آزاد کردہ) وہ ہے جسے براہ راست آزاد کیا جائے۔ اس کا بیٹا عربی (اور آزاد) متصور ہوگا۔ اور بیٹے کا بیٹا انہی (آزاد کرنے والے) لوگوں میں سے سمجھا جائے گا۔ (الفروع)

۷۔ بکر بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ میرے ساتھ علی بن عبدالعزیز بھی تھا۔ امامؑ نے مجھ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ ہمارا آزاد کردہ غلام ہے۔ امامؑ نے پوچھا: کیا تم نے اسے یا اس کے باپ کو آزاد کیا ہے؟ عرض کیا: اسے نہیں۔ بلکہ اس کے باپ کو ہم نے آزاد کیا تھا۔ فرمایا: پھر یہ تمہارا آزاد کردہ نہیں ہے۔ جبکہ تمہارا بھائی اور چچازاد ہے۔ تمہارا آزاد کردہ غلام وہ ہے جس پر تم نے احسان کر کے آزاد کیا ہے۔ (اور وہ اس کا باپ ہے نہ یہ)۔

(الفروع، قرب الاسناد، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

باب ۳۹

جب کوئی عورت غلام آزاد کرے اور پھر مر جائے تو اس (آزاد کردہ غلام) کی وراثت اس عورت کے پدری رشتہ داروں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ نہ کہ غلام کی اولاد کی طرف۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وہ مرتے وقت آزاد کرنے کی وصیت کر جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جس نے ایک غلام آزاد کیا تھا اور اس کے وَلا (میراث) کی اپنے لئے شرط مقرر کی تھی وہ ایک بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ وَلا اس عورت کے ان

پدری رشتہ داروں کو دلائی تھی جو اس کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں۔[1] اور بچے کو نہیں دلوائی تھی۔

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حفص بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نابالغ بچی کو آزاد کیا۔ جبکہ اس آزاد کرنے والے شخص کی ماں نے مرنے سے پہلے اسے وصیت کی تھی کہ اس (ماں) کے مال سے خرید کر ایک شخص (مرد یا زن) کو آزاد کیا جائے۔ اس لئے اس نے ماں کے مرنے کے بعد وہی بچی خرید کر آزاد کر دی اب اس بچی کی وَلا (میراث) کسے ملے گی؟ فرمایا: اس آزاد کرنے والے کی ماں کے پدری رشتہ داروں کو ملے گی اور اس بچی کی بلوغت تک اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری بھی انہی لوگوں پر عائد ہوگی۔ اور جس نے ماں کی جانب سے اسے آزاد کیا ہے۔ اسے وَلا حاصل نہ ہوگی۔ (ایضاً)

باب ۴۰

جب آزاد کرنے والا مر جائے جبکہ وہ مرد ہو تو (غلام کی) وَلا اس کی اولاد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اگر کسی اور کے حکم کے ماتحت آزاد کرے تو پھر حکم دینے والے کی طرف منتقل ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک غلام آزاد کیا تھا اور اس کی وَلا کی اپنے لئے شرط کی تھی۔ اور پھر وہ اولاد ذکور کے بغیر صرف اولادِ اناث چھوڑ کر مر گیا۔ بعد ازاں وہ آزاد کردہ غلام کچھ مال چھوڑ کر مر گیا۔ جبکہ اس کے پدری رشتہ دار بھی موجود تھے۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی (آزاد کردہ کی) میراث اس کے ان پدری رشتہ داروں کو ملے گی جو جنایت کی صورت میں اس کی دیت ادا کرتے ہیں۔ (اور اس کے آقا کی بیٹیوں کو اس سے کچھ نہیں ملے گا)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ برید عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ غلام آزاد کرنا واجب تھا۔ مگر وہ یہ فرض ادا کرنے سے پہلے مر گیا۔ اس (مرحوم) کے بیٹے نے اپنی جیب سے غلام خرید کر اپنے والد کی جانب سے آزاد کر دیا۔ بعد ازاں اس آزاد کردہ غلام نے کچھ مال حاصل کیا۔ اور پھر وہ مال چھوڑ کر مر گیا۔ اب اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اگر وہ غلام آزاد کرنے والے کے باپ پر (کفارۂ) ظہار، یا ادائے شکر یا کسی

---

[1] شریعت کی اصطلاح میں ان لوگوں کو عاقلہ کہا جاتا ہے کہ جو قتل خطا میں قاتل یا جانی کی دیت ان پر عائد ہوتی ہے یعنی پدری رشتہ دار جیسے بھائی، چچا اور ان کی اولاد وغیرہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور وجہ سے واجب تھا تو پھر تو وہ آزاد کردہ "سائبہ" (بالکل مطلق العنان) ہے اس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے پھر فرمایا: اور اگر اس (آزاد کردہ غلام) نے اپنی موت سے پہلے کسی مسلمان سے عہد و پیان باندھا تھا کہ وہ اس کی جنایت وغیرہ کا ضامن ہوگا۔ تو پھر وہ معاہدہ والا شخص اس کا وارث ہوگا۔ بشرطیکہ اسکا کوئی قرابتدار موجود نہ ہو۔ اور اگر اس نے اس قسم کا کوئی عہد و پیان کسی سے نہیں کیا تھا تو پھر اسکی موت کی صورت میں امامؑ اسکے وارث ہوں گے۔ جبکہ اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو۔ (کیونکہ امامؑ ہر اس شخص کے وارث ہوتے ہیں جس کا کوئی وارث نہ ہو)۔ اور اگر یہ غلام اس آزاد کرنے والے کے والد کے ذمہ بطور استحباب تھا اور اس نے اپنے اس بیٹے کو آزاد کرنے کا حکم دیا تھا تو پھر اس صورت میں والد کے حکم سے اپنی گرہ سے غلام خرید کر کے آزاد کرنے والا اپنے دوسرے بہن بھائیوں میں سے ایک فرد متصور ہوگا اور اگر مرنے والے کے بیٹے نے والد کے حکم کے بغیر از خود اپنی گرہ سے غلام خرید کر بطور استحباب اپنے والد (کو ایصال ثواب کی خاطر) آزاد کیا ہو۔ تو پھر اس صورت میں اس (آزاد کردہ غلام) کی وَلا (میراث) اس کو ملے گی جبکہ اس آزاد کردہ غلام کا کوئی رشتہ دار وارث نہ ہو۔ (کتب اربعہ)

باب ۴۱

جو غلام آزاد کیا جائے اور وہ سائبہ (بالکل مطلق العنان ہو)۔ تو اگر کوئی شخص اس کی جنایت کا ضامن ہو جائے تو اس کی موت کی صورت میں اور کسی رشتہ دار کے نہ ہونے کی صورت میں وہ میراث اس ضامن کو ملے گی اور بصورت دیگر اس کی وَلا اور میراث امامؑ کی ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام کو بطور سائبہ آزاد کیا گیا تو؟ فرمایا: اسے یہ حق حاصل ہے کہ جس سے چاہے تعلق محبت قائم کرے (اور جس سے چاہے تعلق نہ رکھے)۔ اور جس سے وہ تعلقات قائم کرے گا اس کی جنایت کا ضامن وہی ہوگا اور اس کی موت کی صورت میں اس کی وراثت بھی وہی حاصل کرے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ خاموشی سے مر جائے (کسی سے تعلق یا عدم تعلق کے بارے میں کچھ نہ کہے)۔ تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس کا مال بیت المسلمین میں داخل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی غلام کو بطور سائبہ (بالکل مطلق العنان) آزاد کرے وہ نہ اس (آزاد کردہ) کی جنایت کا ضامن ہوگا اور نہ ہی اس کی موت کی صورت میں اس کا وارث ہوگا اور جو شخص جس سے تعلق محبت قائم کرے تو وہ اس کی جنایت کا ضامن ہوگا۔ اور اس

کی وراثت بھی پائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۰ و ۴۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب المواریث میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

وَلا کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا ھبہ کرنا یا اس کی بیع و شرا یا ھبہ کی شرط مقرر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: آیا حق الولا کی فروخت جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وَلا بھی نسب کی طرح ایک قسم کی قرابت ہے۔ جسے نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے۔

(التہذیب، الفقیہ)

۳۔ داؤد صرمی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے داؤد! یہ عامۃ الناس ہمارے غلام ہیں ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم خریدیں اور آزاد کریں۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! فلاں شخص نے اپنے (سابقہ) غلام سے کہا جسے اس نے آزاد کر دیا تھا کہ تو اپنے آپ کو میرے ہاتھ بیچ تا کہ میں تجھے خرید سکوں تو؟ فرمایا: جائز تو ہے مگر اسے چاہئے کہ اس کی وَلا کو خریدے۔ (التہذیب)

(چونکہ بظاہر یہ روایت سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں خریدنے سے اس کے مجازی معنی مراد ہیں۔ (ورنہ آزاد آدمی کی خرید و فروخت تو ناجائز ہے اور نہ ہی وَلا کی حقیقی خرید و فروخت مراد ہے بلکہ) اس سے مجازاً یہ مراد ہے کہ وہ سائبہ (بالکل مطلق العنان آزاد کردہ غلام) سے یہ معاہدہ کرے کہ تیری جنایت کا میں ضامن ہوں گا اور اس طرح تیری وراثت میں حاصل کرونگا۔

۴۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود نافع سے اور وہ بالواسطہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے وَلا کی خرید و فروخت اور اس کے بعد ھبہ کرنے کی ممانعت فرمائی۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۳

جو غلام واجبی طور پر بطریق سائبہ (مطلق العنان) آزاد کیا جائے اس کی وَلا (میراث) کسی کو حاصل نہیں ہے ماسوا اس کے جو اس کی جنایت کا ضامن ہو۔ یا امامؑ۔ اسی طرح اگر اس کا آزاد کرنے والا مالک اس کی جنایت سے بیزاری ظاہر کر دے (تو وہ اس کی وَلا نہیں پا سکے گا)۔ اور یہی حکم اس غلام کا ہے جس کا مالک اس کا مثلہ کرے اور وہ قہراً آزاد ہو جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سائبہ (مطلق العنان آزاد کردہ غلام) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: قرآن مجید میں دیکھو۔ اس میں جہاں یہ وارد ہو کہ ﴿فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ (کہ فلاں گناہ کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا جائے) پس وہ سائبہ ہے۔ اور خدا کے سوا اور کسی شخص کو اس کی وَلا (میراث) حاصل نہیں ہے۔ اور جس کی وَلا خدا کو حاصل ہو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی وَلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو وہ امام کو حاصل ہوتی ہے اور اس کی جنایت کا ضامن بھی امام ہوتا ہے اور اس کی میراث بھی امام پاتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ ابوالربیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص غلام کو آزاد کرے اور اس سے کہہ دے جہاں تیرا جی چاہے وہاں چلا جا۔ میں نہ تیری میراث حاصل کروں گا اور نہ ہی تیری کسی جنایت کا ضامن ہوں گا اور اس پر دو گواہ بھی مقرر کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المقنع، الکافی)

۳۔ ابو بصیر مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قسم یا ظہار کے کفارہ میں غلام آزاد کرتا ہے۔ اس کی وَلا (میراث) کسے حاصل ہوگی؟ فرمایا: جو اسے آزاد کرے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب آزاد کرنے والا اس کی جنایت کی ضمانت دے جیسا کہ فقیہ کی

روایت میں اس کی صراحت موجود: (اعتقه و ضمن جريرته)۔

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آزاد کرنے کے معاملہ میں سائبہ اور غیر سائبہ برابر ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اجر و ثواب میں، شرائط میں اور آزاد کرنے کے طریقہ کار میں برابر ہیں نہ یہ کہ وَلا اور میراث میں بھی برابر ہیں۔

باب ۴۴

جب آدمی کلام کرنے سے عاجز ہو تو پھر اشارہ سے غلام آزاد کر سکتا ہے اور عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنا غلام آزاد کرنا صحیح ہے۔ ہاں کے لئے شوہر سے اجازت حاصل کرنا مستحب ہے۔ اور مرض الموت میں آزاد کرنے یا آزاد کرنے کی وصیت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کہ مجھ سے میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے بیان فرمایا کہ اُمامہ بنت ابو العاص بن الربیع جن کی والدہ زینب ہیں جن سے حضرت علیؑ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے شادی کی تھی ان کو سخت درد لاحق ہوا جس کی وجہ سے ان کی زبان بند ہوگئی۔ اس اثنا میں حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے پاس گئے جبکہ وہ کلام نہیں کر سکتی تھیں اور انہوں نے ان سے کہنا شروع کیا۔ جبکہ مغیرہ ان کی اس گفتگو کو پسند نہیں کرتا تھا۔ کیا آپ نے اپنے فلاں غلام کو اور اس کی اہلیہ کو آزاد کر دیا ہے؟ اور وہ سر کے اشارہ سے ہاں کرتیں۔ پھر پوچھتے: آپ نے فلاں غلام کو آزاد کر دیا ہے۔ تو وہ کسی کے نام پر اشارہ سے ہاں اور کسی کے نام پر نہ کہتیں۔ راوی نے عرض کیا: کیا امامین علیہما السلام نے ان کے اس فعل کو نافذ کیا؟ فرمایا: ہاں۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت کو اپنے غلام کو آزاد کرنے، صدقہ دینے، اسے مدبر کرنے یا ھبہ کرنے یا اپنے مال سے منت ماننے کا کوئی حق نہیں ہے ماسوا زکوۃ ادا کرنے یا اپنے ماں باپ سے نیکی اور احسان کرنے یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث شوہر سے اجازت طلب کرنے کے استحباب پر محمول ہے اور اس موضوع پر

دلالت کرنے والی بعض حدیثیں قبل ازیں (باب ۴۹ میں) اور باب ۱۲۳ از مقدماتِ نکاح میں گزر چکی ہیں فراجع۔

باب ۴۵

صرف تحریر کرنے سے غلام کو آزاد کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ (قدرت رکھتے ہوئے) زبان سے بولنا شرط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے تحریر کے ذریعہ سے عورت کو طلاق لکھ کر بھیجی اور غلام کو آزادی کا پروانہ لکھ کر بھیجا۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہا تو؟ فرمایا: جب تک زبان سے نہ بولے (اور صیغۂ طلاق و آزادی ادا نہ کرے) تب تک یہ تحریر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ (التہذیب)

باب ۴۶

غلام کے لئے بھاگ جانا حرام ہے اور یہ حرکت تدبیر[1] کو باطل کر دیتی ہے اور اس بھاگنے کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خداوند عالم ان کی نماز قبول نہیں کرتا ان میں سے ایک بھگوڑا غلام ہے حتیٰ کہ لوٹ کر اپنے آقاؤں کے پاس واپس آئے۔ (الکافی)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس مدبّرہ کنیز کے بارے میں جو بھاگ گئی تھی۔ فرمایا کہ اس نے چونکہ خدا کی اور اپنے مالک کی حکم عدولی کی ہے اس لئے اس کے بھاگ جانے نے اس کی تدبیر کو باطل کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام بھاگ جائے مگر اپنے شہر کے حدود سے باہر نہ نکلے تو وہ (شرعاً) بھگوڑا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت

---

[1] تدبیر یہ ہے کہ مالک غلام سے کہہ دے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہوگا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علی! آٹھ قسم کے آدمی وہ ہیں کہ جن کی خدا نماز قبول نہیں کرتا۔ ان میں سے (۱) ایک وہ غلام ہے جو بھاگ جائے یہاں تک کہ واپس آ ئے، (۲) دوسری نافرمان بیوی جس کا شوہر اس پر ناراض ہو۔[۱] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از اذان، باب ۳۷ از جماعت، باب ۸۰ از مقدمات نکاح اور باب ۶ از نفقات وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ میں) آئیں گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۴۷

جس شخص کو غلام یا اونٹ کے بھاگنے کا اندیشہ ہو وہ انہیں باندھ سکتا ہے مگر اس سے اس کا نان ونفقہ ساقط نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحّام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو اپنے غلام کے بھاگنے کا اندیشہ ہے یا وہ پہلے بھاگ چکا ہے۔ آیا وہ اس کی گردن میں جھنڈا یا رسی ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: وہ بمنزلہ اس اونٹ کے ہے جس کے بھاگنے کا اندیشہ ہو۔ پس جب تمہیں اس قسم کا اندیشہ ہو تو تم اسے باندھ سکتے ہو۔ لیکن اسے پیٹ بھر کر کھانا بھی کھلاؤ اور کپڑے بھی پہناؤ۔ راوی نے عرض کیا: کس قدر پیٹ بھر کر کھلائے؟ فرمایا: ہم تو اپنے عیال کو دو مد کھجور دیتے ہیں۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب النفقات میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸

جو غلام بھاگ جائے اس کا آزاد کرنا حتیٰ کہ واجبی کفارہ میں بھی جائز ہے۔ جب تک اس کی موت کا علم نہ ہو جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

---

[۱] پوری حدیث یوں ہے: (۳) زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا، (۴) وضو کے بغیر نماز پڑھنے والا، (۴) بالغ لڑکی جو چادر کے بغیر نماز پڑھے، (۶) وہ پیشنماز جسے مقتدی ناپسند کریں، (۷) مدہوش، (۸) بول و براز کو روک کر نماز پڑھنے والا۔ (الفقیہ)

علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا ہے۔ آیا وہ قسم یا ظہار کے کفارہ میں اُسے آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اسے اس کی موت کا علم نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابو ہاشم بیان کرتے ہیں کہ نصر بن عامر قمی نے یہ سوال میرے ذمہ لگایا تھا کہ آپ سے دریافت کروں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ہلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میرے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ چنانچہ میرا ایک غلام بھاگ گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے؟ آیا اس کا آزاد کر دینا کافی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ہاں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۹

جو شخص کسی بھگوڑے غلام یا چوری شدہ غلام کو پکڑے تا کہ اسے اس کے مالک کے ہاں لوٹائے اور وہ اس سے بھاگ جائے یا اس کی کوتاہی کے بغیر ہلاک ہو جائے تو یہ ضامن نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: مسلمان بھگوڑے غلام کے انعام کے بارے میں فرمایا کہ اسے واپس مسلمان (مالک) پر لوٹائے۔ اور اس شخص کے بارے میں جس نے بھگوڑے غلام کو پکڑا اور پھر وہ اس سے بھاگ گیا۔ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حسن بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے بھگوڑا غلام ڈھونڈا اور پھر وہ اس سے بھاگ گیا تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: ایک شخص کے پڑوسی کی کنیز چوری ہو گئی تھی جو اسے مل گئی۔ اور اسے پکڑ کے چاہا کہ مالک کے حوالے کرے کہ وہ ہلاک ہو گئی تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا قضیہ پیش کیا گیا جس نے ایک بھگوڑے غلام کو پکڑا جو کچھ عرصہ اس کے پاس رہا اور پھر بھاگ گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھائیگا کہ اس نے نہ اس کے کپڑے اتارے ہیں اور نہ اسے

فروخت کیا ہے اور نہ ہی اس کے چھوڑنے میں کوئی چال چلی ہے۔ پس جب وہ اس طرح قسم کھائے گا تو ضمانت سے بری ہو جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث اس واقعہ کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب اس پکڑنے والے پر تفریط کا الزام عائد کیا جائے۔

باب ۵۰

بھگوڑے اور گم شدہ مال کے (ڈھونڈنے پر) انعام حاصل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ بھگوڑے غلام اور گم شدہ مال پر انعام حاصل کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے بھگوڑے مسلمان غلام کے انعام کے بارے میں فرمایا: اس (بھگوڑے مسلمان غلام) کو مسلمان مالک پر واپس لوٹائے۔ (اور افضل یہ ہے کہ اس سے انعام نہ لے اور اگر وہ دے تو اسے واپس لوٹا دے۔ بہرحال لینا جائز ہے حرام نہیں ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۵۱

جب غلام اپنے آقا سے کہے کہ مجھے سات سو درہم کے عوض فروخت کردے اور میں تمہیں تین سو درہم دیتا ہوں اور غلام کے پاس مال موجود ہو تو یہ شرط لازم ہے ورنہ نہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عارف شخص مجھ سے ایک عارف (حق) مسلمان غلام نے بیان کیا کہ اسے ایک شخص نے آزاد کیا تھا۔ اور جب اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو امامؑ نے اس شخص سے کہا یہ سندی (غلام) کون ہے؟ تو اس شخص نے بتایا کہ ایک معرفت حق رکھنے والا ہے جسے فلاں شخص نے آزاد کیا ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے کاش کہ میں نے اسے آزاد کیا ہوتا۔ اس پر سندی (غلام) نے عرض کیا کہ میں نے اپنے آقا سے کہا تھا کہ تو مجھے سات سو درہم کے عوض فروخت کردے! اور میں تمہیں تین سو درہم دیتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: جس دن تو

نے مالک سے یہ کہا تھا اگر اس دن تیرے پاس یہ رقم موجود تھی تو لازم ہے کہ ادا کرے۔ اور اگر تیرے پاس کوئی رقم نہیں تھی تو پھر تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۵۲

جب وارثوں میں سے ایک وارث گواہی دے کہ (مورث نے) غلام آزاد کر دیا تھا۔ تو اس کی گواہی اپنے حق میں تو نافذ ہوگی (اسے کچھ نہیں ملے گا)۔ مگر باقی وارثوں کے حق میں نافذ نہ ہوگی اور اگر یہ گواہ پسندیدہ شخص ہے تو دوسروں کے حصہ کا ضامن نہیں ہوگا بلکہ غلام سعی کر کے ان کا حصہ ادا کریگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کئی ورثہ میں ایک غلام چھوڑ کر مر گیا۔ اور ان میں سے ایک وارث نے گواہی دی کہ مورث نے اس غلام کو آزاد کر دیا تھا تو؟ فرمایا: اگر یہ گواہ پسندیدہ (قابل وثوق) آدمی ہے تو وہ دوسروں کے حصہ کا ضامن نہ ہوگا۔ مگر اس کی گواہی نافذ ہوگی (اسے غلام میں سے کچھ نہیں ملے گا) اور ورثہ کے حصہ کی ادائیگی کی غلام سعی و کوشش کرے گا (اور ادا کرے گا)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: باب الوصایا نمبر ۱۱ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۳

جب کسی کنیز کا مالک مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس (مرنے والے) کے مال سے اسے خرید کر آزاد کیا جائے گا تا کہ وہ اس کی وارث بن سکے اور یہی حکم دوسرے وارثوں کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ بعض حضرات سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تھا اور اس کی بیوی کنیز ہوتی تھی تو آپ اسے اس کے مال سے خرید کر آزاد کر دیتے تھے اور پھر اسے وراثت دلواتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باب المواریث (ج ۱۷ باب ۲۰۰ اور موانع ارث باب ۱، ۲، ۳، ۴ و ۷) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

جو شخص ایسے غلام کو آزاد کرے جس کے ذمہ کچھ قرضہ ہو تو وہ مالک پر لازم الاداء نہیں ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عجلان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس غلام کے بارے میں جس کے ذمہ کچھ قرضہ تھا فرمایا: اس کا قرضہ اسی کے ذمہ رہے گا اور مالک کا اسے آزاد کرنا اس کی خیر و خوبی میں اضافہ ہی کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ از وصایا اور باب ۳۱ از دین میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

غلام کے قرضہ کا حکم جبکہ اس کا مالک مر جائے یا اسے فروخت کر دے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اشعث سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص (مالک) کے بارے میں جو وفات پا گیا مگر اس پر قرضہ تھا۔ اور جس نے اپنے غلام کو کاروبار کرنے کی اجازت دی تھی اور اس غلام پر بھی قرضہ ہے فرمایا: مالک کے قرضہ سے ادائیگی کا آغاز کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ شریح حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس غلام کے بارے میں جس کے ذمہ قرضہ تھا مگر اسے فروخت کر دیا گیا۔ فرمایا: اس کا قرضہ اس پر ہوگا (وہ ادا کرے گا) جس نے اسے کاروبار کرنے کی اجازت دی تھی۔ اور اب اس کی قیمت کھا رہا ہے (یعنی مالک)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں باب التجارہ (باب ۳۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۶

دس سالہ بچہ (مالک) کا اپنے غلام کو آزاد کرنے کا حکم؟ اور چھوٹی بچی کے اپنی (مملوکہ) ماں کو آزاد کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو وہ اپنے مال سے غلام آزاد کرے یا صدقہ دے اور وہ معروف اور برحق طریقہ پر ہو تو وہ جائز (نافذ) ہے۔ (التہذیب، الکافی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص کوئی کنیز چھوڑ کر مر جائے .... (یہاں تک کہ فرمایا) ایک شخص ایک کنیز چھوڑ کر مر گیا۔ جس کے بطن سے اس کی چھوٹی سی بیٹی تھی جو کلام کر سکتی تھی (اور سمجھ سکتی تھی) اس نے اپنی ماں کو آزاد کر دیا۔ اس پر اس بچی کے باپ کے رشتہ داروں نے جھگڑا کھڑا کیا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس بچی کے اپنی ماں کو آزاد کرنے کو نافذ قرار دیا۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث ماں بیٹی کے ساتھ مختص ہے۔ ورنہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔ ماں باپ اولاد کی ملکیت میں داخل ہوتے ہی خود بخود آزاد ہو جاتے ہیں (یعنی وہ آزاد کرنے کے محتاج ہی نہیں ہوتے)۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں باب الصدقات اور باب الوصایا (نمبر ۲۷ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۷

جو شخص منت مانے کہ وہ اپنے پہلے غلام کو آزاد کرے گا اور وہ یکبارگی بہت سے غلاموں کا مالک بن جائے تو قرعہ کے ذریعہ اس ایک غلام کو برآمد کر کے آزاد کرے گا۔ اور یوں بھی جائز ہے کہ ان غلاموں میں سے کسی ایک کو پسند کر کے آزاد کر دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کہا تھا وہ جس پہلے غلام کا مالک بنے گا اسے آزاد کر دے گا۔ اور پھر یکبارگی سات غلاموں کا مالک بن گیا۔ فرمایا: ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے اور جس کا نام نکلے اسے آزاد کر دے۔ (التہذیب، المقنع، الفقیہ)

۲۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا (منت مانی) وہ جس غلام کا پہلی بار مالک بنے گا اسے آزاد کر دے گا اور وہ یکبارگی چھ غلاموں کا مالک بن گیا تو؟ فرمایا: اس کی نیت تو یہ تھی کہ ایک غلام آزاد کرے گا۔ لہٰذا وہ ان میں سے جس کو چاہے آزاد کر دے (منت پوری ہو جائے گی)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کی تصویر کشی بطور منت بھی ہو سکتی

ہے۔ اور ایسے بھی۔ اور احوط یہ ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ آزاد کیا جائے اور ویسے آزاد کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کما صرّح فی الکتاب۔

باب ۵۸

جو شخص تین غلاموں کو آزاد کرے جبکہ اس کے پاس اس سے زیادہ غلام موجود ہوں اور اس سے کہا جائے کہ "تو نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا" اور وہ کہے: "ہاں" تو صرف وہی تین غلام ہی آزاد متصور ہوں گے (نہ کہ زائد)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے (مخصوص) تین غلاموں سے کہا کہ تم آزاد ہو۔ جبکہ اس کے پاس کل چار غلام تھے۔ اس پر ایک شخص نے اس سے کہا: تو نے اپنے غلام آزاد کر دیئے؟ اور اس نے کہا: ہاں۔ تو آیا اس صورت میں وہی تین غلام آزاد متصور ہوں گے یا چاروں آزاد ہو جائیں گے؟ فرمایا: وہی (تین) آزاد ہوں گے جن کو اس نے آزاد کیا تھا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۴ و ۴۵ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۹

جو شخص منت مانے (یا قسم کھائے) کہ وہ جس اپنی کنیز سے مباشرت کریگا تو وہ آزاد ہوگی۔ مگر وہ اسے فروخت کر دے اور پھر خرید لے تو قسم پوری ہو چکی اب مقاربت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی کنیز تھی اس نے کہا: وہ جس دن اس سے مقاربت کرے گا وہ آزاد ہوگی۔ بعد ازاں اسے ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور پھر اسے خرید لیا۔ تو؟ فرمایا: اس سے مباشرت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (وہ آزاد نہیں ہوگی) کیونکہ وہ ایک بار اس کی ملکیت سے باہر چلی گئی تھی۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں کہ جب تک اس قسم کی

منت نہ مانی جائے تب تک یہ آزادی لازم نہیں ہوتی۔

باب ۶۰

اگر کوئی تقیۃً یا دفع ضرر کی خاطر اپنے غلاموں کے آزاد کرنے کا اقرار کرے اس سے وہ آزاد نہیں ہوں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن ہشام مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں شہر سے آرہا تھا اور میرے ساتھ میرے غلام بھی تھے جب محصول چنگی والے کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے بارے میں سوال کیا۔ تو میں نے کہا: یہ سب آزاد ہیں۔ اور جب مدینہ پہنچا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا؟ فرمایا: تجھ پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (کوئی غلام آزاد نہیں ہوا)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ و ۴۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۱

ولد الحرام غلام کی بیع وشرا اور اسے خادم رکھنا اور اس کی قیمت سے حج کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا: آیا ولد الزنا (غلام) کو بیچا اور خریدا جا سکتا ہے اور آیا اس سے خدمت لی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر جو گری پڑی بچی ملے اسے نہیں خریدا جا سکتا۔ (چونکہ وہ آزاد متصور ہوگی)۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری کنیز نے زنا کیا (اور اس کے نتیجے میں) جو بچہ پیدا ہوا کیا میں اسے فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: آیا اس کی قیمت سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب التجارہ مما یکتسب بہ باب ۲۲۲، باب ۱۴ از کتاب النکاح وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۲

جو بچہ گرا پڑا ہوا ملے اسے آزاد تصور کیا جائے گا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے وہ جس سے چاہے پیانِ محبت کرے وہی اس کی جنایت کا ضامن ہوگا اور اس پر خرچ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے گرے پڑے بچہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نہ بیچا جائے اور نہ خریدا جائے (کیونکہ وہ آزاد متصور ہوگا)۔(التہذیب)

۲۔ مثنّی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بچہ گرا پڑا مل جائے وہ آزاد ہے (بڑا ہو کر) اسے حق حاصل ہے کہ چاہے تو اس سے تعلقات کا عہد و پیمان باندھے جسے وہ ملا تھا اور چاہے تو کسی اور سے باندھے۔اور جس شخص نے اس کی پرورش کی ہے۔اگر وہ اخراجات کا مطالبہ کرے اور وہ (ملنے والا) مالدار ہو۔تو ادا کرے گا اور اگر نادار ہو تو پھر اس آدمی کا خرچہ صدقہ شمار ہوگا۔(التہذیب،الفقیہ)

۳۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بچی کے بارے میں جو گری پڑی ملے فرمایا: وہ آزاد ہے نہ اسے کنیز بنایا جائے اور نہ فروخت کیا جائے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے مگر اس میں یوں وارد ہے کہ نہ اسے خریدا جائے اور نہ ہی اسے بیچا جائے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (کتاب التجارہ باب ۹۶ از ما یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب اللقطہ (نمبر۲۲) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

جو شخص اپنے غلام کے آزاد کرنے کی منت مانے تو (کام ہونے پر) اس کا آزاد کرنا لازم ہوگا۔اگرچہ عارفِ (حق) نہ بھی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی ابن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت کا بچہ بیمار ہوا۔اور اس نے منت مانی کہ یا اللہ! اگر تو اس بچہ کو شفا دے تو میری فلاں کنیز آزاد ہے جبکہ وہ کنیز حق کی معرفت نہیں رکھتی۔اس حالت

میں اس کا آزاد کرنا افضل ہے یا اس کی قیمت کا نیکی کے کاموں میں صرف کرنا؟ فرمایا: اسے آزاد کرنے کے سوا اور کوئی بات جائز نہیں ہے (کیونکہ منت جو اسی طرح مانی گئی ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۷ میں) گزر چکا ہے کہ غیر عارف غلام کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے تو پھر یا تو یہ حدیث منت کے ساتھ مخصوص ہے یا پھر غیر عارف سے مراد وہ ہے جو ناصبی نہ ہو۔

باب ۶۴

جو شخص اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کرے وہ پورا آزاد ہو جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کر جائے اور اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال نہ ہو اور وارث اجازت نہ دے تو پھر صرف اس کا تیسرا حصہ آزاد ہوگا اور غلام سعی و کوشش سے باقی (دو حصوں کی قیمت) ادا کر کے (مکمل) آزاد ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم رازی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ مکمل طور پر آزاد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے (کہ کچھ اللہ کا ہو اور کچھ بندے کا)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حمزہ بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نصف حصہ آزاد کیا اور پھر اس پر تہمت زنا لگائی تو؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں اور بارگاہ ایزدی سے طلب مغفرت کرے، راوی نے عرض کیا: اگر کنیز اسے معاف کر دے تو؟ فرمایا: جب تک (حاکم شرع تک) مرافعہ نہ جائے تب تک اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ عرض کیا: آیا وہ اس سے سر چھپائے۔ کیونکہ اس نے اس کا نصف آزاد جو کر دیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور سر پر دوپٹہ لے کر نماز پڑھے۔ اور اس وقت تک دوسری جگہ شادی نہ کرے۔ جب تک اپنی (بقایا آدھی) قیمت ادا نہ کرے یا جب تک اس کا باقی نصف بھی آزاد نہ ہو جائے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کی دو تاویلیں کی ہیں: (۱) ممکن ہے وہ کنیز مشترکہ ہو اور وہ صرف اس کے نصف کا مالک ہو، (۲) ممکن ہے کہ وہ مکاتبہ ہو اور نصف قیمت ادا کر چکی ہو جیسا کہ روایت کے

اندر اس کا قرینہ موجود ہے کہ "جب تک اپنی (بقایا آدھی) قیمت ادا نہ کرے"۔

۳۔ حارثی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مرتے وقت اپنی کنیز کا ایک ثلث آزاد کر گیا تھا۔ (یعنی آزاد کرنے کی وصیت کی تھی) اور اس کے وصی نے تقسیم وراثت سے پہلے اس سے عقد ازدواج کر لیا تھا۔ فرمایا: اس کی قیمت مقرر کی جائے گی (جس کے دو ثلث) وہ اور اس کا خاوند ادا کریں گے۔ اور پھر جو صورت حال عورت اختیار کرے گی (آزادی یا کنیزی) اس کی اولاد پر بھی وہی حکم لاگو ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنع)

(چونکہ یہ روایت بھی بظاہر سابقہ ضابطہ کے خلاف نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب متوفی کا سارا ترکہ قرضہ میں چلا جائے باقی صرف یہ کنیز بچے اور کوئی چیز اس کی مملوکہ نہ ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت مرتے وقت اپنی خادمہ کا ایک ثلث آزاد کر گئی (یعنی وصیت کر گئی) آیا اس کے وارثوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کنیز سے مکاتبہ کریں (کہ جب وہ باقیماندہ قیمت ادا کر دے گی تو آزاد ہو جائے گی)؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ چونکہ اس کا ایک حصہ آزاد ہے اور دو حصے کنیز اسی نسبت سے وہ وارثوں کی خدمت کرے گی۔ (یعنی دو دن کام اور ایک دن چھٹی)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا (نمبر ۲۶ و ۷۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۵

جو شخص یہ وصیت کر جائے کہ اس کے ایک تہائی غلام آزاد ہوں گے ان کو قرعہ کے ذریعہ برآمد کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس کئی غلام موجود تھے اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ ان سے میں ایک تہائی کو آزاد کر دیا جائے تو؟ فرمایا: (ایسے مواقع پر) حضرت امیر علیہ السلام قرعہ اندازی کیا کرتے تھے (کہ کس کس غلام کو آزاد کیا جائے)۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے ساٹھ غلام

چھوڑ کر وفات پائی تھی۔ (اور ایک تہائی غلام آزاد کرنے کی وصیت فرمائی تھی)۔ تو میں نے قرعہ اندازی کر کے بیس غلاموں کو آزاد کیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ باب ٦٦ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۱۸ باب ۱۳ کیفیت حکم میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ٦٦

جو شخص ایک گردن آزاد کرنے کی وصیت کر جائے خواہ وصیت کرنے والا مرد ہو یا عورت تو کنیز کا آزاد کرنا کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ علقمہ بن محمد نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کی جانب سے ایک گردن آزاد کروں تو میں نے ایک عورت (کنیز) آزاد کر دی ہے آیا وہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں کافی ہے۔ پھر فرمایا: میری بیوی فاطمہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کی طرف سے ایک گردن آزاد کروں تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت آزاد کی۔ (التہذیب، الکافی، الفقیہ)

باب ٦٧

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے غلام کو آزاد کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد نے گویا مجھے ضرر و زیاں پہنچانے کے لئے میرے غلام کو آزاد کر دیا ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے خدائے تعالیٰ کی بخشش ہے۔ اور تو اپنے باپ کے ترکش کا ایک تیر ہے۔ خدا جسے چاہتا بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جوڑا جوڑا عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ تیرا باپ تیرے مال اور جان میں تصرف کر سکتا ہے۔ تو اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال و جان میں تصرف نہیں کر سکتا۔ (التہذیب)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر شرعی میزان کے منافی نظر آتی ہے۔ کیونکہ آدمی اسی غلام کو آزاد کر سکتا ہے۔ جس کا مالک ہو۔ اور یہ شرط یہاں مفقود ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ بیٹے کے لئے مستحب ہے کہ باپ کے آزاد کردہ کو آزاد کر دے۔ (۲) ممکن ہے کہ باپ اس غلام کی مالکیت میں شریک ہو۔ اگرچہ بیٹے کا حصہ زیادہ ہو۔ (۳) یا بیٹے کے چھوٹے ہونے کی صورت میں اس کی مصلحت کی خاطر اسے خرید کر آزاد کر دیا ہو۔ (۴) یا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۶۸

اگر کوئی غلام کسی شخص کو کچھ مال دے تا کہ وہ اس سے اسے مالک سے خریدے تو اسے چاہئے کہ اس کی خریداری میں صرف اسی غلام والی رقم سے نہ خریدے بلکہ اس میں کچھ رقم اپنی طرف سے بھی شامل کرے اگرچہ ایک درہم ہی ہو تا کہ اسے اس کا حق وَلا (وراثت) حاصل ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غلام نے اپنے آپ کو (مالک سے) خریدنے کے لئے یہ مخفی چال چلی کہ ایک شخص کو اپنی گرہ سے کچھ رقم دی تا کہ وہ اس سے اسے خریدے تو؟ فرمایا: اس کے لئے صرف اس رقم سے غلام خریدنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے چاہئے کہ بینہٗ و بین اللہ اس معاملہ کو جائز بنانے اور اس (غلام) کی وَلا (حق وراثت) حاصل کرنے کی خاطر اپنی طرف سے بھی کچھ مال شامل کرے اگرچہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی وجہ سے اسے اس (غلام) کی وَلا حاصل ہو جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۶۹

اس شخص کا حکم جو حاملہ کنیز کو آزاد کرے مگر حمل کا استثناء کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے حمل کا استثناء کر کے اپنی حاملہ کنیز آزاد کی تھی۔ فرمایا کہ کنیز بھی آزاد ہے اور اس کا حمل بھی آزاد ہے کیونکہ جو کچھ اس کنیز کے پیٹ میں ہے وہ بھی اسی کا حصہ ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۷۰

چھوٹا بچہ اسلام میں اپنے باپ کے تابع ہوتا ہے وہ خواہ آزاد ہو یا غلام مگر باپ اپنے بیٹے کے تابع نہیں ہوتا اور جس شخص کے ذمہ مؤمن غلام کا آزاد کرنا ہو اس کے چھوٹے بچہ کا آزاد کرنا کافی ہے جبکہ اس کے والدین میں سے کوئی ایک مومن ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن محمد سے اور وہ زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب کوئی باپ اسلام پر ہو تو اپنے (چھوٹے) بچے کو بھی اسلام کی طرف کھینچ کر لائے گا۔ (اسے بھی مسلمان ہی تصور کیا جائے گا)۔ پس اس کی اولاد میں جو بالغ ہوگا اسے اسلام کی دعوت دی جائے گی اگر اسے قبول کر لیا تو فبہا اور اگر انکار کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور جب کوئی بیٹا اسلام لائے تو اپنے والدین کو اسلام کی طرف کھینچ کر نہیں لاتا اور نہ ہی ان کے درمیان وراثت چلے گی۔(التہذیب)

۲۔ فضل بن مبارک اپنے باپ (مبارک) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص پر (کسی کفارہ کے سلسلہ میں) ایک مؤمن غلام آزاد کرنا واجب ہے مگر وہ اسے مل نہیں رہا تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: چھوٹے بچوں کو آزاد کرو (جن کے ماں باپ یا ان میں سے ایک مومن ہوں)۔ پس بڑے ہو کر اگر یہ مومن نکلے تو فبہا ورنہ بصورت دیگر تم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں بعض ایسی حدیثیں (باب الکفارات میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷۱

جب کوئی غلام اپنے مالک سے فروخت کرنے کا مطالبہ کرے۔ جبکہ مالک اس کے مزاج کے موافق ہو۔ اور اس پر محسن بھی ہو تو اس کے مطالبہ کو تسلیم کرنا نہ واجب ہے اور نہ ہی مستحب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کا غلام اس سے فروخت کرنے کا مطالبہ کرے جبکہ وہ (مالک) اس کے موافق ہو اور اس پر

احسان کرنے والا بھی ہو تو اسے بالکل فروخت نہ کرے اور نہ ہی اس کی کوئی وقعت ہے! (التہذیب)

باب ۲۷

اس بھگوڑے غلام کا حکم جو چوری کرے اور اپنے مالک کے پاس واپس آنے سے انکار کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے اور پھر چوری کرے تو اس حالت میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس حالت میں اس شخص کی مانند ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے۔ (تو جس طرح اسے سزا سے پہلے اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دی جاتی ہے) اسے بھی اپنے آقاؤں کی طرف واپس آنے اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔ پس اگر واپس آنے سے انکار کر دے تو پہلے چوری کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور پھر (ارتداد کی وجہ سے) قتل کیا جائے گا اور یہی حکم اس مرتد کا ہے جو ارتداد کی حالت میں چوری کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (ج ۱۵ باب ۳۵ از اقسام طلاق میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ غلام کا بھاگنا بمنزلہ ارتداد کے ہے۔

باب ۲۸

جب کسی کافر ذمی کا غلام مسلمان ہو جائے تو کسی مسلمان شخص کے ہاتھ اس کا فروخت کرنا لازم ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسٰی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک کافر ذمی کا ایسا غلام پیش کیا گیا جو مسلمان ہو گیا تھا۔ فرمایا: اسے لے جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے ہاتھ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اس کے مالک کو دو۔ اور خبردار! اسے اس (کافر مالک) کے پاس نہ رہنے دو۔ ﴿وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾۔ (التہذیب، النہایہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (کتاب التجارۃ باب ۲۸ از ابواب عقد بیع اور اس کے شرائط میں) گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

وہ دعا اور تحریر جو بھگوڑے غلام کے لئے مستحب ہے اور آزاد کرنے کے چند احکام۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھگوڑے غلام کے لئے یہ دعا پڑھو۔ اور اسے ایک پتہ پر لکھو۔ اور اس کے اردگرد چاروں طرف آیت الکرسی لکھ کر اسے اس کے سونے کی جگہ دفن کر دو۔ یا کسی بھاری پتھر وغیرہ کے نیچے رکھ دو۔ وہ دعا یہ ہے:

﴿اللھم السماء لک والارض لک وما بینھما لک فاجعل ما بینھما اضیق علی فلان من جلد جمل حتی تردّہ علی و تظفرنی بہ﴾۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھگوڑے غلام کی بازیابی کے لئے کسی پتہ یا کاغذ پر یہ دعا لکھو: **﴿بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ید فلان مغلولة الی عنقه اذا اخرجها لم یکد یراها ومن لم یجعل اللّٰه له نورا فما له من نور﴾** پھر اسے لپیٹ کر دو لکڑیوں کے درمیان باندھ کر اسے کسی تاریک گھر میں پھینک دو۔ جہاں وہ قیام کیا کرتا تھا۔ (الفقیہ، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے غلام آزاد کرنے کے بعض احکام اس سے قبل بیع حیوان (ج ۱۳ باب ۴ و ۵ و ۷ و ۸ اور ۹ وغیرہ) میں اور باب الوصایا (ج ۱۳ باب ۱۸ اور ۱۹، ۳۹ و ۴۳ وغیرہ میں) اور نکاح العبید والاماء (ج ۱۴ باب ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳ و ۱۴ وغیرہ) میں اور باب المھور (ج ۱۵) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب التدبیر والمکاتبہ وغیرہ میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

غلام آزاد کر کے اس سے پھرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی چیز بطور صدقہ دے دے اور وہ کسی طرح اسے واپس کر دی جائے تو اسے نہ کھائے۔ کیونکہ جو چیز خدا کے لئے مخصوص کر دی جائے تو خدا کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ چیز بمنزلہ غلام (یا کنیز) کے آزاد کرنے کے ہے جسے آزاد کرنے کے بعد پھر واپس نہیں لوٹایا جا سکتا۔ (التھذیب، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۶، باب ۱۱ از اوقاف و باب ۱۰ از ھبات وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

کتاب تدبیر[1] ومکاتبہ اور استیلاد

❁ تدبیر کے ابواب کا بیان ❁

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

مدبّر غلام کی فروخت اور آزادی جائز ہے۔ ہاں جب ضرورت نہ ہو مگر مدبر راضی ہو تو پھر اس کی فروخت مکروہ ہے۔ اور اس کا ھبہ کرنا اس کا حق مہر مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح مدبّرہ کنیز سے مباشرت بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ بعد ازاں اسے رقم کی ضرورت پڑ گئی۔ آیا اسے فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: وہ اس کا غلام ہے۔ چاہے تو اسے فروخت کرے اور چاہے تو آزاد کرے۔ اور چاہے تو اپنی موت تک اسے روکے رکھے۔ پس جب یہ (آقا) مر جائے گا تو وہ (غلام معاہدہ کے مطابق) اس کے ایک تہائی مال سے آزاد ہو جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ یونس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مدبر اور مدبرہ کے بارے میں فرمایا: ان کو فروخت کیا جا سکتا ہے یعنی ان کا مالک اپنی زندگی میں ان کو فروخت کر سکتا ہے اور (اگر فروخت نہ کیا) تو جب مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائیں گے۔

---

[1] تدبیر یہ ہے کہ مالک اپنے غلام یا کنیز سے کہہ دے کہ تم میری موت کے بعد آزاد ہو۔ اور مکاتبہ یہ ہے کہ غلام یا کنیز کی قیمت مقرر کرکے مالک اور غلام میں تحریری معاہدہ ہو جائے کہ جب غلام اپنی قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ پھر اس مکاتبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) مشروط۔ اس کا مطلب یہ ہے جب تک غلام اپنی پوری قیمت ادا نہیں کرے گا تب تک مکمل غلام رہے گا۔ اور (۲) مطلق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس قدر اپنی قیمت ادا کرتا جائے گا اسی نسبت سے آزاد ہوتا جائے گا۔ اور استیلاد کا مطلب یہ ہے کہ کنیز سے مقاربت کرکے اس سے اولاد حاصل کرنا تاکہ وہ ذات الولد بن جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کیونکہ تدبیر وعدہ ہی ہے کوئی واجب تو نہیں ہے۔ پس جب مالک مر جائے گا تو مدبر اس کے ترکہ کے ایک تہائی سے آزاد ہو جائے گا اور مدبرہ کنیز کی فرج تدبیر کرنے والے مالک کے لئے مباح ہے اور اگر مالک اپنی موت سے پہلے اسے فروخت کر دے تو خریدار کے لئے مباح ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل (بن دراج) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا آیا مدبر غلام کو فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس کی قیمت کی ضرورت ہو۔ (اور اگر ضرورت نہ ہو مگر) غلام راضی ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص تدبیر کے ذریعہ غلام کو آزاد کرنا چاہتا ہے مگر پھر (اپنے عین حیات میں) اسے اس کی قیمت کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو آیا اسے فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: بے شک فروخت کر دے۔ عرض کیا: اور اگر اسے قیمت کی ضرورت نہ ہو تو؟ فرمایا: جب غلام راضی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ باب ۱۸ و ۱۹ از وصایا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کچھ موافق اور کچھ بظاہر مخالف (باب ۲ و ۳ و ۴ وغیرہ میں) آئیں گی اور ہم وہاں اس کی وجہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

وصیت کی طرح تدبیر سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدبر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تدبیر بمنزلہ وصیت کے ہے (جس طرح اس سے عین حیات میں رجوع کیا جا سکتا ہے) اسی طرح تدبیر کرنے والا بھی جب چاہے اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مدبر غلام (مالک کے ترکہ کے) ایک تہائی سے آزاد ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ اور وصیت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی وصیت سے رجوع کر لے۔ خواہ وہ وصیت صحت کی حالت میں کی ہو یا بیماری کی حالت میں۔ (اور مدبر اس کا مال ہے۔ چاہے

تو اسے فروخت کرے، چاہے تو ھبہ کرے یا کوئی اور تصرف کرے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (سابقہ ابواب میں) اور باب الوصایا نمبر ۱۸ و ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالی۔

باب ۳

مدبر غلام کو اجرت (مزدوری) پر کام کرنے کے لئے بھی دیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مریم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو مدبر بنایا (جس سے عہد کیا تھا) کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گی) آیا اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ یا اپنے حین حیات میں مزدوری کے ذریعہ اس کی اجرت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ فرمایا: ان کاموں میں سے جو چاہے کر سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی زندگی میں اپنی کنیز کو مدبر بناتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ (مالک) چاہے تو اپنے حین حیات میں اس کی خدمات کو بیچ کر اجرت لے سکتا ہے۔ اور جب وہ مر جائے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی اور اگر اس نے اس سے مباشرت کی اور اس کے نتیجے میں کچھ اولاد کو جنم دیا تو وہ بھی بمنزلہ اپنی ماں کے ہوں گے (مالک کی موت پر) آزاد ہو جائیں گے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (پہلے باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی۔ اور جن بعض احادیث میں غلام مدبر کو فروخت کرنے کی ممانعت وارد ہے وہ یا کراہت پر محمول ہے یا اس صورت پر کہ جب فروخت کرنے سے اپنی تدبیر سے رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ (ورنہ بقصد رجوع ایسا کرنا مکروہ بھی نہیں ہے)۔

باب ۴

مدبر غلام سے مکاتبہ بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدبر غلام و کنیز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر مالک چاہے تو (تدبیر کو خیر باد کہہ کر) ان سے مکاتبہ بھی کر سکتا ہے۔ (باب اول کے آغاز پر تدبیر و مکاتبت کی تشریح کی جا چکی

ہے)۔(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مدبر غلام کو صرف اسی کے ہاتھ (اس سے قیمت) لے کر فروخت کیا جائے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس بات کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ نیز اس کی فروخت کے جواز پر اس سے پہلے (باب اول میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور اس سے مکاتبہ کرنے کے جواز پر اس کے بعد (مکاتبت کے باب ۱ و ۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اگر مدبرہ کنیز کے ہاں غلام سے اولاد پیدا ہو تو وہ بھی مدبر ہی سمجھی جائے گی جبکہ تدبیر کے بعد حمل ہو۔ یا تدبیر کے وقت حمل تھا مگر مالک نے کوئی استثناء نہیں کیا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو مدبر کیا۔ اور پھر اس کی ایک شخص سے شادی کر دی جس سے اس کی کچھ اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اس کا خاوند وہ اولاد چھوڑ کر مر گیا تو؟ فرمایا: اس مدبرہ عورت کی اولاد اپنی ماں کی مانند ہے۔ پس جب اس کا مالک مر جائے گا تو ماں کی طرح اولاد بھی آزاد ہو جائے گی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عثمان بن عیسیٰ کلابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنی کنیز کو مدبر کیا (کہ تو میری وفات کے بعد آزاد ہوگی)۔ اور اس تدبیر کے بعد اس نے ایک پیاری سی بچی کو جنم دیا۔ اب وہ عورت (مالکن) نہیں جانتی ہے کہ آیا وہ بچی بھی مدبرہ ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مدبرہ کنیز کو اس بچی کا حمل کب ہوا۔ تدبیر سے پہلے یا اس کے بعد؟ راوی نے عرض کیا: مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ مگر آپ دونوں شقوں کا جواب مرحمت فرما دیں؟ فرمایا: اگر تو تدبیر کے وقت کنیز حاملہ تھی مگر مالکن نے (لاعلمی کی وجہ سے) اس حمل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ تو کنیز مدبرہ ہوگی اور اس کی بچی کنیز۔ اور اگر تدبیر کے بعد حمل ہوا۔ (یا دوسری روایت کے مطابق مالک یا مالکن کو حمل کا علم تھا۔ مگر اس کا کوئی استثنیٰ نہیں کیا) تو پھر بچی بھی ماں کی طرح مدبرہ ہوگی (اور جب ماں آزاد ہوگی تو وہ بھی آزاد ہو جائے گی)۔(کتب اربعہ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کنیز مدبر ہونے کے بعد اولاد جنے وہ بمنزلہ اپنی ماں کے ہوں گے۔ ماں کنیز ہے تو وہ بھی غلام ہوں گے اور جب ماں آزاد ہوگی تو وہ بھی آزاد ہو جائیں گے۔ اور جو اس کے مدبرہ ہونے سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں وہ غلام متصور ہوں گے۔ ماں کے ساتھ غلام ہوں گے اور اس کے ہمراہ آزاد نہیں ہوں گے۔ (قرب الاسناد)

۴۔ علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری فلاں کنیز آزاد ہے (یعنی اسے مدبرہ کیا)۔ پھر وہ اس قدر مدت تک زندہ رہا کہ اس کنیز سے اس کی متعدد اولادیں ہوئیں بعد ازاں مر گیا۔ اب اس کنیز کا (اور اس کی اولاد) کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: کنیز آزاد ہو جائے گی۔ اور اس کی اولاد غلام رہے گی۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت سابقہ ضابطہ کے منافی ہے لہٰذا اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔

۵۔ نیز علی بن جعفر اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہتا ہے: او بھائی! یا او بیٹے تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جب کسی مدبر غلام کی تدبیر کے بعد اپنی کنیز سے اولاد ہو تو وہ (اولاد) بھی مدبر متصور ہوگی۔ اور اگر ان کا باپ (مدبر غلام) اپنے مالک سے پہلے مر گیا تو اس سے اولاد کی تدبیر باطل نہیں ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے ایسے غلام کو مدبر کیا۔ جو کہ کاروباری آدمی تھا اور سرمایہ کار۔ چنانچہ تدبیر کے بعد اس (غلام) نے ایک کنیز خریدی (جس سے اس کی اولاد ہوئی) اور پھر وہ اپنے مالک سے پہلے مر گیا تو؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ وہ (مدبر غلام) جس قدر مال و متاع چھوڑ کے مرا ہے اس کے مالک کو ملے گا۔ اور اس کی ام ولد کنیز اور اس کی اولاد اپنے باپ کی طرح مدبر متصور ہوں گے اور اپنے باپ کے مدبر کرنے والے

(مالک) کی وفات کے بعد آزاد ہو جائیں گے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ و ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جب کسی مدبرہ کنیز کی اولاد مدبر ہونے میں ماں کے تابع ہو۔ تو مالک ماں کے مدبر ہونے سے تو رجوع کر سکتا ہے مگر اولاد کے مدبر ہونے سے نہیں کر سکتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو مدبر قرار دیا۔ اور بعد ازاں ایک شخص سے اس کی شادی کر دی۔ جس سے اس کی متعدد اولادیں ہوئیں۔ پھر اس کا خاوند اولاد کو چھوڑ کر انتقال کر گیا تو؟ فرمایا: وہ اولادیں اپنی ماں کی طرح مدبر ہوں گی۔ اور جب مالک مر جائے گا تو وہ (اپنی ماں کی طرح) آزاد ہو جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا: جب تدبیر کرنے والا (مالک) محتاج ہو جائے تو اپنی تدبیر سے رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اگر ان بچوں کی ماں خاوند کی موت کے بعد بچے چھوڑ کر مر جائے تو آیا مالک کو حق حاصل ہے کہ تدبیر سے رجوع کر کے ان بچوں کو فروخت کرے؟ فرمایا: نہیں۔ یہ حق اسے صرف ان کی ماں کے بارے میں تھا۔ اور وہ بھی اس وقت جب وہ محتاج ہوتا اور مدبرہ کنیز بھی راضی ہوتی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۸

مدبر غلام اپنے مالک کے مرنے سے اس کے ترکہ کے ثلث سے خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدبر غلام (مالک کی موت کے بعد) اس کے ترکہ کے ایک ثلث سے آزاد ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن خالد سے اور وہ زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدبر غلام (مالک کی موت پر) اس کے ایک ثلث سے آزاد ہوگا۔ اور وہ (مدبر)۔ یا مکاتب یا مالک کی ام ولد کنیز اگر کوئی جنایت کریں گے تو ان کا مالک ان کا ضامن ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں باب ۴ میں اور باب ۱۹ از وصایا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جب کوئی شخص اپنے غلام کو مدبر کرے جبکہ اس کے ذمہ کچھ قرضہ ہو تو (اس کی موت پر) قرضہ کی ادائیگی تدبیر پر مقدم ہوگی۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب مالک مدبرہ کنیز کو کسی عورت کا حق مہر قرار دے اور پھر دخول سے پہلے بیوی کو طلاق دے دے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مدبر غلام کو فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وہ (غلام) اجازت دے (راضی ہو) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر مالک کے ذمہ قرضہ ہو اور اس حالت میں قرضہ کی ادائیگی سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے غلام کو مدبر کرے تو پھر یہ تدبیر تدبیر نہیں ہے (باطل ہے)۔ اور اگر اپنی صحت و سلامتی کے وقت تدبیر کرے تو یہ نافذ العمل ہے۔ اور قرض خواہ کو اس (غلام) پر کوئی سبیل نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب قرضہ پورے ترکہ پر حاوی نہ ہو۔ (بلکہ بقدر ثلث بچ جائے جس سے مدبر آزاد ہو سکے۔ ورنہ بصورت دیگر قرضہ مقدم ہوگا اور تدبیر باطل متصور ہوگی اور اسے بھی قرضہ میں دے دیا جائے گا)۔

۲۔ حسن بن علی ابن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا والد (علی) دو مدبر کنیزیں چھوڑ کر فوت ہو گیا ہے۔ اور میں خود ان کے مدبر ہونے کا گواہ ہوں جبکہ مرحوم پر بہت سا قرضہ ہے آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: خدا تمہارے باپ سے راضی ہو اور اسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کے ساتھ محشور فرمائے۔ اس کا قرضہ ادا کرنا بہتر ہے انشاء اللہ۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۲ میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ تدبیر ایک قسم کی وصیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرضہ کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہوتی ہے۔ اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں باب النکاح (ج ۱۴ باب ۵۳ از مہر و باب ۱۵ از نکاح العبید میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

غلام کے بھاگ جانے سے اس کی تدبیر باطل ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس اثنا میں اس کی اولاد ہو جائے تو وہ غلام متصور ہو گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مدبرہ کنیز اپنے آقا سے بھاگ گئی۔ اور کئی سالوں تک غائب رہی اور جب اس کا آقا مر گیا تو تب واپس آئی اور جب آئی تو بہت سا مال و متاع اور اولاد بھی ہمراہ لائی۔ اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس کے بھاگنے سے پہلے اس کے مالک نے اسے مدبر قرار دیا تھا تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ خود اور جو کچھ اس کے پاس ہے سب مرنے والے کے وارثوں کا مال ہے۔ راوی نے عرض کیا: (قاعدۂ تدبیر کے مطابق) مالک کے ترکہ کے ایک ثلث سے آزاد نہیں ہو گی؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ جب وہ اپنے خدا اور اپنے آقا کی نافرمانی کر کے بھاگ گئی تو اس کے بھاگنے نے اس کی تدبیر کو باطل کر دیا۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶ از ابواب عتق میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

غلام و کنیز کی تدبیر کو اس شخص کی موت پر بھی معلق کیا جا سکتا ہے جس کے سپرد غلام کی خدمت کی جائے۔ اور اگر غلام اس سے بھاگ بھی جائے تو اس کی تدبیر باطل نہیں ہو گی۔ اور اسے (کنیز کے) شوہر کی موت پر بھی معلق کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیبؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی خادمہ (کنیز) تھی۔ جس سے اس نے کہا جب تک فلاں شخص زندہ ہے یہ اس کی خدمت کرے گی۔ اور جب وہ مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائے گی۔ مگر وہ کنیز اس شخص کی موت سے پانچ چھ سال پہلے بھاگ گئی۔ بعد ازاں اس شخص کے وارثوں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ تو آیا وہ اسے کنیز بنا کر رکھ سکتے ہیں؟ فرمایا: جب وہ شخص مر گیا تو یہ آزاد ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا ایک آزاد آدمی سے عقد ازدواج کیا۔ اور کہا کہ جب اس کا شوہر مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائے گی۔ چنانچہ اتفاق

ایسا ہوا کہ اس کا شوہر مر گیا تو؟ فرمایا: پس وہ آزاد ہے وہ عدتِ وفات گزارے گی..... مگر اسے اس (شوہر) کی وراثت نہیں ملے گی۔ کیونکہ وہ شوہر کی موت کے بعد آزاد ہوگئی (اور اجنبیہ بن گئی)۔ (التہذیب)

باب ۱۲

کفارہ کے سلسلہ میں مدبر غلام کو آزاد کرنے کا حکم؟ تدبیر کے شرائط، اس کا استحباب، اس کا صیغہ اور دیگر چند احکام؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابان بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میری موت واقع ہوگئی تو وہ آزاد ہے۔ اور اس شخص (مالک) کے ذمہ قسم یا ظہار کے کفارہ کے سلسلہ میں ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا۔ آیا وہ اس مدبر غلام کو اس کفارہ میں آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: جس (مالک) نے تدبیر کی تھی اس کے لئے ایسا کرنا روا نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ اور یہ کہ کفارہ میں کسی اور غلام کا آزاد کرنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ (منت وغیرہ کی وجہ سے) یہ تدبیر واجب ہو۔ (جسے باقی رکھنا ضروری ہو) ورنہ قبل ازیں (ج ۱۴ باب ۹ از کفارات و ج ۱۳ از باب الوصایا میں) غلام آزاد کرنے کے شرائط اور اس کے احکام گزر چکے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ تدبیر بھی اسی آزادی کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا اس پر بھی وہی احکام لاگو ہوں گے۔

باب ۱۳

جب تک آقا زندہ ہے تب تک مدبر غلام بھی غلام ہی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ بعد ازاں اسے اس کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی تو؟ فرمایا: وہ اس کا غلام ہی ہے اگر چاہے تو اسے فروخت کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

مکاتبت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بائیس (۲۲) باب ہیں)

باب ۱

مسلمان غلام سے مکاتبت کرنا مستحب ہے۔ جبکہ اس کے پاس کچھ مال ہو یا کسب واکتساب ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ (اگر تم ان غلاموں میں کوئی خیر و خوبی دیکھو تو ان سے مکاتبہ کرو) فرمایا: یعنی اگر ان میں دین و دیانت اور مال و منال دیکھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: خیر یہ ہے کہ وہ گواہی دیں کہ خدا واحد لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور اس کے پاس کوئی کسب و اکتساب یا کوئی صنعت و حرفت ہو (جس سے اپنی مقررہ قیمت ادا کر سکے)۔ (الفقیہ، المقنع)

۳۔ کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ فرمایا: جب ان کو دیکھو کہ آل محمد علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں تو ان کے درجہ کو بلند کرو۔ (المقنع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب دیکھو کہ ان کے پاس کچھ مال ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱ و ۲ از ابواب عتق میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو غلام آزاد کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ مکاتبہ بھی اسباب آزادی میں سے ایک سبب ہے۔

باب ۲

غلام سے مکاتبت نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اگرچہ اس کے پاس مال نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام سے مکاتبت کرتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس (غلام) کے پاس کچھ بھی مال نہیں ہے تو؟ فرمایا: بے شک اس سے مکاتبہ کرے اگرچہ وہ (غلام) لوگوں سے سوال ہی کرتا ہو۔ اور یہ بات کہ اس کے پاس مال نہیں ہے۔ اسے مکاتبت سے باز نہ رکھے۔ کیونکہ خداوند عالم بعض بندوں کو دوسرے بعض کے ذریعہ روزی دیتا ہے۔ اور مومن تو سخت تکلیف میں ہوتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ جو محسن و نیکوکار ہوتا ہے وہ سخت تکلیف میں ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۳

کسی غلام سے چند غلاموں کے عوض مکاتبت جائز ہے جبکہ ان (غلاموں) کی صفت اور سن وسال متعین کر دیا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے غلام سے چند قابل خدمت غلاموں کے عوض مکاتبہ کرتا ہے اور کوئی ضامن اس کی ضمانت بھی دیتا ہے تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب یہ تعیین کر دی جائے کہ وہ غلام پانچ سالہ ہوں گے یا چار سالہ تو پھر جائز ہے (کتاب علی بن جعفر۔ مندرجہ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از عتق میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

مکاتب مطلق (اپنی مقررہ قیمت کا) جس قدر حصہ ادا کرتا جائے گا اتنا آزاد ہوتا جائے گا۔ اور مکاتب مشروط جب تک اپنی تمام قیمت ادا نہیں کرے گا تب تک مکمل غلام رہے گا۔ اور اگر تھوڑی سی قیمت بھی ادا نہیں کر سکے گا تو غلام ہی رہے گا۔ اور ہر جائز شرط کی پابندی لازم ہوگی اور کتابت کے بعض اور احکام؟

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے چند یتیموں کی خاطر اپنی کنیز سے مکاتبت (مشروطہ) کی۔ اور اس سے یہ شرط مقرر کی۔ کہ اگر وہ تھوڑی سی قیمت کی ادائیگی سے بھی عاجز آ گئی تو وہ بدستور کنیز رہے گی

اور اس کی ادا کردہ رقم میرے لئے حلال ہوگی تو؟ فرمایا: شرط کے مطابق تمہارے لئے روش و رفتار اختیار کرنا جائز ہے۔ ہاں اور تم سے یہ بھی کہا جائے گا کہ حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مکاتب جس قدر قیمت ادا کر دے وہ اس قدر آزاد ہو جاتا ہے تو تو کہنا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کا یہ ارشاد شرط و مشروط سے پہلے (مکاتب مطلق) کے بارے میں ہے اور جب لوگ شرطیں مقرر کرنے لگے تو اب (مکاتب مشروط) کے ساتھ اس کی شروط کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مکاتب (مطلق) کچھ (قیمت) ادا کر دے تو بقدر ادائیگی آزاد ہو جائے گا۔ مگر یہ کہ اس کے مالک یہ شرط مقرر کر لیں کہ اگر کچھ بھی (قیمت) باقی رہ گئی تو وہ بدستور غلام محسوب ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مکاتب کے بارے میں فرما رہے تھے کہ لوگ کبھی یہ شرط نہیں لگاتے تھے کہ اگر کچھ قیمت بھی باقی رہ گئی تو وہ غلام سمجھا جائے گا لیکن آج کل وہ اس قسم کی شرط عائد کرتے ہیں۔ اور مسلمان اپنی (جائز) شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اور اگر ایسے شخص (مکاتب) پر کسی جرم کے سلسلہ میں حد جاری کرنا پڑی تو وہ اس قدر جاری کی جائے گی جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہوگا۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکاتب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے جو (جائز) شرط طے کی جائے وہ جائز ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ (حمیری) باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس مکاتب کے بارے میں سوال کیا جس کے چند آدمی مالک تھے۔ اور بعض نے اپنا حصہ آزاد کر دیا مگر باقی لوگوں کے حصہ کی (قیمت کی) ادائیگی سے عاجز آ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جس قدر آزاد ہو گیا وہ تو ہو گیا۔ باقی ماندہ میں وہ سعی و کوشش کرے گا۔ (کہ وہ بھی ادا کر کے مکمل آزاد ہو جائے)۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

۶۔ نیز علی بن جعفر نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مکاتب (مطلق) نے اپنی قیمت کا نصف یا کچھ حصہ ادا کیا۔ اور پھر اولاد اور بہت سا مال و منال چھوڑ کر مر گیا تو؟ فرمایا: جب نصف قیمت ادا کر دے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ اور اس کی مکاتبت کی باقیماندہ قیمت اس کے ترکہ سے ادا کی جائے گی اور اس کی میراث اس کی اولاد کو ملے گی (نہ کہ مالک کو)۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن جعفر نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ غلام مکاتب نے جنایت کی۔ اس جنایت کا خمیازہ کون بھگتے گا؟ فرمایا: خود مکاتب۔ (ایضاً)۔

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مکاتب سے شرط مقرر کی جاتی ہے کہ اگر وہ (پوری) قیمت کی ادائیگی سے عاجز آ گیا تو بدستور غلام سمجھا جائے گا۔ اور وہ کچھ بھی ادا کرنے سے پہلے ہی عاجز ہو گیا تو؟ فرمایا: جب تک تین سال نہ گزر جائیں تب تک اسے غلامی میں نہیں لوٹایا جائے گا۔ (گویا عجز کی حد تین سال ہے)۔ اور جس قدر ادا کرتا جائے گا اسی قدر آزاد ہوتا جائے گا۔ اور جب کچھ مقدار ادا کر دے تو پھر وہ اسے غلامی میں نہیں لے سکتے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المقنع)

(بعض اخبار میں ایک سال، بعض میں دو سال اور بعض میں تین سال تک انتظار کرنے کا حکم وارد ہے)۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان روایات کے بارے میں (جو مکاتب مشروط کو غلام رکھنے کی نفی کرتی ہیں اور انتظار کا حکم دیتی ہیں) دو میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا پھر استحباب پر۔ بہرحال ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۵

اگر مکاتب قیمت ادا کرنے سے عاجز آ جائے تو اس کی حد یہ ہے کہ ایک قسط کو دوسرے سے ملا دے اور اگر غلام عاجز ہو تو مالک کے لئے صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث مکاتبہ کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عجز کی حد کیا ہے؟ فرمایا: ہمارے قاضی تو یہ کہتے ہیں کہ اگر غلام ایک قسط کو دوسری تک مؤخر کرنے سے بھی عاجز ہو جائے یہاں تک کہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ راوی نے عرض کیا: آپؑ خود کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس تاخیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔ جب شرط مقرر ہے۔ تو پھر اسے تاخیر کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مکاتبہ مشروطہ (عورت) کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی قیمت کے دو ثلث ادا کر دیئے تھے جس سے شرط یہ مقرر کی گئی تھی کہ اگر وہ

اپنی پوری قیمت ادا نہیں کر سکے گی تو اسے کنیز ہی تصور کیا جائے گا۔ اور اس صورت میں وہ جو کچھ ادا کر چکی ہوگی وہ ہمارے لئے حلال ہوگی؟ اور اس کی جو قسطیں ادا نہیں ہوئیں تو؟ فرمایا: اسے کنیزی میں لوٹایا جائے گا۔ اور جو کچھ وہ وصول کر چکے ہیں وہ ان کے لئے حلال ہوگا۔ اور جب ادائیگی کا وقت آجائے تو مالکوں کی رضامندی کے بغیر ایک ماہ کی تاخیر بھی جائز نہیں ہوگی۔ (ایضاً)۔

باب ۶

مکاتب غلام کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کرنا، حج کرنا اور قوت (لا یموت) سے زیادہ اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور مکاتبہ کنیز کی شادی کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس مکاتب غلام کے بارے میں جس نے اپنے مالک سے جان و مال کا مکاتبہ کیا تھا اور اس کی ایک کنیز بھی تھی جس کے متعلق اس سے شرط عائد کی گئی تھی کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گا۔ مگر اس نے اسے آزاد کرکے اس سے شادی کر لی۔ فرمایا: اس صورت میں سوائے قوت (لا یموت) کے اسے اپنے مال میں تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا نکاح باطل ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکاتب (مشروط) کیلئے غلام آزاد کرنا، کوئی چیز ھبہ کرنا، نکاح کرنا، گواہی دینا اور حج کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک اپنی مقررہ قیمت ادا نہ کر لے۔ جبکہ اس کے مالک نے اس سے شرط مقرر کی ہو کہ اگر وہ پوری قیمت ادا نہ کر سکا تو پھر وہ غلام ہی رہے گا۔ (یعنی مکاتب مشروط ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہی سابقہ روایت نقل کی ہے مگر اس میں نکاح، شہادت اور حج کا تذکرہ نہیں ہے البتہ اس میں یہ اضافہ موجود ہے کہ وہ خرید و فروخت کر سکتا ہے اور اگر کاروبار کے سلسلے میں وہ مقروض ہو جائے تو اس کا قرضہ مالک ادا کرے گا کیونکہ یہ اس کا غلام ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی آدھی کنیز آزاد کر دی۔ اور باقی نصف پر اس سے مکاتبہ کیا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) آیا وہ اس حالت میں نکاح کر سکتی ہے؟ فرمایا: جب تک اپنے نصف حصہ کی قیمت ادا نہ کر لے تب تک وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۷ از نکاح عبید میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

مکاتب مطلق کا جس قدر حصہ آزاد ہو جائے اس کی اولاد کا بھی اتنا ہی حصہ آزاد ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب پوری قیمت ادا کر دیں گے تو پھر مکمل آزاد ہو جائیں گے اور آزادی کی مقدار کے مطابق اپنے مورث کے وارث بنیں گے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ہزار درہم (کی قیمت) پر اپنے غلام سے (مطلق) مکاتبہ کیا۔ اور اس قسم کی کوئی شرط عائد نہیں کی کہ اگر وہ کچھ قیمت ادا نہ کر سکا تو پھر وہ بدستور سابق غلام رہے گا...... بعد ازاں اس (غلام) نے پانچ سو درہم ادا کر دیا پھر وہ کچھ مال اور ایک بالغ لڑکا چھوڑ کر وفات پا گیا تو؟ فرمایا: اس کے ترکہ میں سے نصف تو اس کے مالک کو دیا جائے گا جس نے اس سے مکاتبہ کیا تھا اور نصف اس کے بیٹے کو ملے گا۔ کیونکہ جب مکاتب نے وفات پائی تو وہ آدھا آزاد ہو چکا تھا۔ اور نصف غلام تھا۔ اور اس کا بیٹا بھی اپنے باپ کی مانند ہے۔ یعنی اس کا نصف آزاد ہے اور نصف غلام۔ پس جب وہ اپنے باپ کی باقیماندہ قیمت (پانچ سو درہم) ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور اس پر کسی انسان کی حاکمیت نہیں ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک (مطلق) مکاتب غلام نے اپنی مقررہ قیمت کا کچھ حصہ ادا کیا (اور کچھ مال اور کنیز سے ایک لڑکا چھوڑ کر وفات پا گیا ہے۔ فرمایا: اس کا بیٹا اس کی باقیماندہ قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا اور باقیماندہ مال میں سے بقدر آزادی نصف یا ثلث کا وارث بنے گا۔

(التہذیب، الفقیہ)

اور اگر وہ مکاتب مشروط تھا اور ہنوز کچھ قیمت کی ادائیگی باقی تھی کہ فوت ہو گیا تو اس کی اولاد بدستور غلام رہے گی۔

(عن مهزم عن الصادق علیه السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ از موانع ارث ج ۱۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

مالک کے لئے مکاتبہ کنیز کے ساتھ مباشرت کرنا حرام ہے۔ اور اگر ایسا کرے تو وہ جس قدر آزاد ہو چکی ہے اس کے مطابق اس پر حد جاری ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز سے اس طرح مکاتبہؑ (مطلقہ) کیا ہے کہ کنیز نے کہا کہ وہ جس قدر قیمت ادا کرتی جائے گی اسی قدر آزاد ہوتی جائے گی...... مالک نے اسے قبول کر لیا۔ اور بعد ازاں اس نے رقم کا کچھ حصہ ادا بھی کر دیا۔ اور اس کے بعد مالک نے اس سے مقاربت کی تو؟ فرمایا: اگر تو مالک نے اسے مجبور کر کے ایسا کیا (تو وہ حد سے بچ جائے گی) اور اس کا جس قدر حصہ (نصف یا ثلث وغیرہ) آزاد ہو چکا تھا اسی قدر مالک پر (نصف یا ثلث وغیرہ) حد جاری کی جائے گی۔ اور جس قدر اس کی کنیزی باقی تھی اتنی مقدار معاف ہوگی۔ اور اگر اس عورت نے برضا و رغبت یہ کام کیا تو اسی نسبت سے اس پر بھی حد جاری کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۴ باب ۹۷ از نکاح العبید میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

مالک کے لئے مستحب ہے کہ غلام مکاتب کی (اصلی قیمت جو کہ مالک کے دل میں ہے) سے کچھ معاف کر دے۔ نہ اس سے جو اس نے معاف کرنے کے ارادہ سے ہی زیادہ مقرر کی ہے اور افضل یہ ہے کہ چھٹا حصہ معاف کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿و آتوھم من مال الذی آتاکم﴾ (تم ان غلاموں) کو اس مال سے کچھ دو جو خدا نے تمہیں دیا ہے) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ (مکاتبہ) میں غلام کی جو قیمت تمہارے دل میں ہے (کہ اتنی ہے) اس سے کچھ اسے چھوڑ دو...... نہ یہ کہ زبان سے (زیادہ قیمت) مقرر کرتے ہوئے کہو کہ وہ پانچ ہزار ہے۔ اور پھر کہو کہ میں اس سے ایک ہزار کم کرتا ہوں۔

لیکن اپنے دل پر نگاہ کرو کہ جس قدر اس کی واقعی قیمت ہے اس سے کچھ کم کرو۔ (الفروع، المقنع، التہذیب)

۲۔ اس قسم کی دوسری روایت جو بروایت علا بن فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ سائل کے اس سوال پر کہ کس قدر کم کرے؟ فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے غلام کی چھ ہزار قیمت میں سے چھٹا حصہ (ایک ہزار) معاف کیا تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جب کوئی مالک اپنے مکاتب (مشروط) غلام سے یہ شرط مقرر کرے کہ اگر وہ کتابت والی (کچھ بھی) قیمت ادا کرنے سے عاجز آ گیا تو وہ بدستور غلام رہے گا اور اس کی ادا کردہ قیمت مالک کے لئے جائز ہوگی۔ تو یہ شرط جائز تصور ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مکاتبہ کنیز نے اپنی مقررہ قیمت کے دو ثلث ادا کر دیئے (اور باقی ادا نہ کر سکی)۔ اور اس سے یہ شرط مقرر کی گئی تھی کہ اگر وہ عاجز آ گئی تو وہ بدستور کنیز رہے گی۔ اور اس کی ادا کردہ قیمت مالکوں کے لئے حلال ہوگی...... اور اس کی دو قسطیں جمع ہو چکی ہیں تو؟ فرمایا: وہ کنیز سمجھی جائے گی اور جو رقم وہ لوگ لے چکے ہیں وہ ان کے لئے حلال ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جو شخص اپنے (غلام) باپ کی (مکاتبہ) بیوی کی اس کی قیمت ادا کرنے میں اس شرط پر اعانت کرے کہ جب وہ آزاد ہو جائے گی تو اسے اس کے باپ پر کوئی اختیار نہ ہوگا۔ تو شرط لازم ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا باپ غلام ہے۔ اور اس کے اس باپ کی بیوی مکاتبہ کنیز

ہے۔ جو اپنی کچھ قیمت ادا کر چکی ہے اس سے اس شخص کا بیٹا کہتا ہے کہ آیا تو اس شرط پر راضی ہے کہ میں تیری مکاتبہ والی قیمت ادا کرنے میں اس شرط پر امداد کروں کہ جب تو آزاد ہو جائے تو تجھے میرے باپ پر کوئی اختیار نہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں اس شرط کے مطابق اسے کوئی اختیار نہ ہوگا کیونکہ مسلمان اپنی (جائز) شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۴ باب ۵۴ از نکاح العبید والاماء میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

اس شخص کا حکم جو اپنی کنیز کا آدھا حصہ تو آزاد کر دے اور دوسرے نصف حصہ پر اس سے مکاتبہ کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نصف حصہ آزاد کر دیا اور باقی نصف پر اس طرح مکاتبہ (مشروطہ) کیا کہ اگر اس کی کچھ بھی قیمت باقی رہ گئی تو وہ اس حصہ میں بدستور کنیز سمجھی جائے گی تو؟ فرمایا: اگر وہ اس سے مکاتبہ نہ کرے تو ایک دن وہ اس (مالک) کی خدمت کرے گی اور ایک دن آزاد ہوگی۔ عرض کیا: وہ اس (مکاتبہ کی) صورت میں شادی کر سکتی ہے؟ فرمایا: جب تک اپنے آدھے حصہ کی قیمت ادا نہ کر لے تب تک نہیں کر سکتی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

مکاتبہ کی رقم مقررہ تاریخ سے پہلے کچھ قیمت کم کرنے کی شرط پر ادا کرنا جائز ہے بشرطیکہ لفظ ھبہ (بخشش) کے لفظ سے ہو نہ کہ حطّ (کم) کے لفظ سے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے مکاتبہ کیا۔ اور مکاتبہ کے بعد غلام نے (مالک

سے) کہا کہ اگر تو کچھ قیمت ھبہ کردے (بخش دے) تو میں وقت سے پہلے مکاتبہ کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔ آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اگر ھبہ (بخشش) ہو تو پھر جائز ہے۔ لیکن اگر یوں کہے کہ کم کردے (سب جلد ادا کرتا ہوں) تو پھر درست نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ باب ۱۲ از ابواب بیع سلف میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

جب کوئی مالک اپنی مکاتبہ کنیز سے مقاربت کرے تو اس پر مہر المثل لازم ہوگا اور اگر وہ حاملہ ہوگئی تو اس سے اس کی مکاتبت باطل نہ ہوگی اور اگر قیمت ادا نہ کر سکی تو پھر ام الولد سمجھی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی مکاتبہ کنیز سے مباشرت کی تھی۔ فرمایا: اس پر مہر المثل لازم ہے۔ اور اگر (اس کے نتیجہ میں حاملہ ہوکر) اس نے بچہ کو جنم بھی دیا تو اس کی مکاتبت بحال رہے گی اور اگر وہ قیمت ادا نہ کر سکی تو پھر بدستور کنیز رہے گی اور امہات الاولاد سے سمجھی جائے گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی۔

باب ۱۵

جو شخص یہ شرط مقرر کرے کہ وہ مکاتب غلام کا وارث بنے گا تو یہ شرط صحیح نہ ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو صاحب الکرابین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص نے اس شرط پر اپنے غلام سے مکاتبت کی کہ (آزادی کے بعد) اس کی میراث اسے ملے گی۔ تو جب مسئلہ حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس شرط کو باطل قرار دیا اور فرمایا: خدا کی شرط تیری شرط سے پہلے (مقدم) ہے۔ (کہ میراث حقیقی وارثوں کو ملے گی)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۳ باب ۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ از موانع ارث میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

مکاتب (غلام) اور اس کی اولاد کی وَلا (حق وراثت) کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مکاتب اپنے مالک سے پیشگی یہ شرط طے کرلے کہ جب وہ اپنی مکاتبت والی رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا تو اس کی وَلا کسی کو حاصل نہ ہوگی اور مالک بھی یہ تسلیم کرے تو پھر اس کی وَلا (وراثت) کسی کو حاصل نہ ہوگی۔ اور اگر مالک مکاتب سے وَلا کی شرط مقرر کرے اور وہ (غلام) بھی تسلیم کرے تو پھر اس (مالک) کو وَلا حاصل ہوگی۔(التہذیب،الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس غلام مکاتب کے بارے میں جس سے مالک نے یہ شرط طے کی تھی کہ جب وہ آزاد ہو جائے گا تو اس کی وَلا اس (مالک) کو حاصل ہوگی۔ اور اس اثنا میں اس (غلام) نے کسی شخص کی کنیز سے نکاح کیا اور اس سے اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اور وہ (کسی وجہ سے) آزاد بھی ہو گیا۔ اور پھر اس کا مکاتب باپ مر گیا تو اس کا یہ بیٹا اس کا وارث قرار پایا۔ پھر جب یہ بیٹا فوت ہوا تو اس کی وراثت میں اختلاف ہوا کہ کون حاصل کرے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو اس کے باپ کے مالکوں سے ملحق فرمایا (کہ وہ شرط کے مطابق اس کے وارث قرار پائیں گے)۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ از خیار ج ۱۲ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو (جائز) شرط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

جب کوئی غلام مکاتب (مقررہ مدت سے پہلے) جلدی اپنی قیمت ادا کرنا چاہے (اور جلد آزاد ہونا چاہے) تو مالک پر اس کی بات قبول کرنا لازم نہیں ہے بلکہ صرف مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپؑ نے اس مکاتب کے بارے میں جس نے اپنی آدھی قیمت ادا کر دی تھی اور باقیماندہ نصف کے بارے میں اپنے مالکوں سے کہا کہ یکمشت مجھ سے لے لو..... فرمایا: مالکوں کو چاہئے کہ وہ اس کی یہ پیشکش قبول کر لیں اور پھر وہ آزاد ہو جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک مکاتب (غلام) حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میرے مالک نے مجھ سے مکاتبہ کیا ہے اور مجھ سے یہ شرط مقرر کی ہے کہ ہر سال ایک قسط ادا کی جائے گی۔ مگر میں ساری قیمت یکمشت اس کے پاس لے کر گیا اور کہا کہ تمام قیمت یکمشت وصول کر کے مجھے آزاد کر دے۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس مالک کو بلا کر حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے (غلام کی) تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ اس نے صحیح کہا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو یکمشت رقم لے کر اسے آزاد کیوں نہیں کرتا؟ اس نے کہا کہ میں تو معاہدہ کے مطابق قسط وار ہی وصول کروں گا۔ اور اس سے میری غرض یہ ہے کہ (اگر وہ اس اثنا میں مر جائے تو) اس کی وراثت حاصل کر سکوں اس پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنے معاہدہ پر عمل کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ پہلی روایت اس بات کے جواز پر جبکہ دوسری اس کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اور قبل ازیں (باب ۱۱ و ۱۶ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو جائز شرائط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۸

غلام کے ساتھ اس کی (اصلی) قیمت سے زائد، برابر اور کمتر سے مکاتبہ جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس مالدار غلام تھا اور اس (غلام) نے اس سے معاہدہ کی خواہش کی آیا وہ اس کی اصلی قیمت سے زائد پر مکاتبہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

اگر مکاتب (مطلق) کچھ مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا جس قدر حصہ آزاد ہو چکا تھا اتنا اس کا ترکہ اس کے وارث کو اور جتنا غلام تھا اتنا اس کے مالک کو ملے گا۔ اور اگر ہنوز وہ کچھ بھی آزاد نہیں ہوا تھا تو پھر اس کا سارا مال مالک کو ملے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس غلام مکاتب کی وراثت کے بارے میں جو کچھ مال چھوڑ کر مر گیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا کہ وہ جس قدر آزاد ہو چکا تھا اتنا اس کے وارثوں کو اور جس قدر غلام تھا اتنا اس سے مکاتبہ کرنے والے مالکوں کو ملے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک ایسا مکاتب غلام جو اپنی کچھ قیمت ادا کر چکا تھا۔ وہ کچھ مال اور اپنی کنیز سے ایک بیٹا چھوڑ کر مر گیا تو؟ (اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟) فرمایا: اگر تو وہ اس طرح مکاتب (مشروط) تھا کہ اگر وہ پوری قیمت ادا نہ کر سکا تو وہ غلام ہی رہے گا تو پھر تو اس کا بیٹا اور کنیز (بیٹے کی ماں) مالک کے غلام متصور ہوں گے اور اگر وہ مشروط نہیں تھا (بلکہ مطلق تھا) تو پھر اس کا بیٹا باپ کی باقیماندہ قیمت ادا کرے گا اور جو اس سے بچ جائے گا اس کا وارث بنے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث اور اس جیسی بعض اور حدیثیں عنوان میں بیان کردہ ضابطہ کے بظاہر منافی نظر آتی ہیں۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان حدیثوں میں یہ صراحت نہیں ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی باقیماندہ رقم اصل ترکہ سے ادا کرے گا (جو بظاہر مستفاد ہوتا ہے) یا اس میں سے اپنے خصوصی حصہ سے (جس قدر باپ آزاد ہو چکا تھا......) اور پھر اس (خصوصی حصہ) سے قیمت کی ادائیگی سے بچ گیا تو ظاہر ہے کہ وہ بیٹے کو ہی ملے گا...... مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ (حدیث کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے اور پھر یہ تاویل کی جائے کہ) مالک کے لئے مستحب ہے کہ وہ مکاتب کی وارثت سے کچھ نہ لے۔ بلکہ وہ جو ترکہ چھوڑ کر جائے اس کا بیٹا پہلے اصل ترکہ سے اس کی باقیماندہ قیمت ادا کرے اور جو اس سے بچ جائے وہ خود بطور وراثت حاصل کرے۔ (وھو الاظھر)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک کنیز دو مالکوں کی مشترکہ

ملکیت تھی اور ایک شریک نے اس سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اب خادمہ کیا کرے گی؟ فرمایا: ایک دن دوسرے مالک کی خدمت کرے گی اور ایک دن اپنا کام کاج کرے گی! راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اس حالت میں کچھ مال چھوڑ کر مر جائے (جبکہ اس کا کوئی رشتہ دار وارث نہ ہو) تو؟ فرمایا: اس کے مال کو دو حصوں پر تقسیم کیا جائے گا آدھا آزاد کرنے والے کو (بطور حق وَلا) ملے گا اور آدھا دوسرے شریک کو۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب المیراث، ج ۱۷ باب ۲۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

وہ مکاتب (مطلق) جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو جس قدر آزاد ہے وہ اسی حساب سے (اپنے مورثوں کا) وارث بنے گا اور دوسرے اس کے وارث بنیں گے اور اگر وہ کوئی وصیت کرے یا اس کے لئے وصیت کی جائے تو بقدر آزادی نافذ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے مرتے وقت اپنی خادمہ (کنیز) کا ایک ثلث آزاد کیا۔ تو آیا اس (عورت) کے وارثوں پر لازم ہے کہ اس (خادمہ) سے مکاتبہ کریں (اور جب وہ اپنی قیمت ادا کر دے تو آزاد ہو جائے؟) اور اگر انکار کریں تو؟ فرمایا: ان پر ایسا کرنا لازم نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ ایک ثلث کی مالک ہے (آزاد ہے)۔ اور اس کے دو ثلث اس عورت کے وارثوں کے ہیں وہ اسی حساب سے اس سے خدمت لیں گے (یعنی دو دن) اور جس قدر آزاد ہے اس کا اتنا حق ہوگا (یعنی ایک دن)۔ (الفقیہ، المقنع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس مکاتب (غلام) کے بارے میں جس کی بیوی آزاد تھی۔ اور اس (بیوی) نے مرتے وقت اس (مکاتب غلام) کے حق میں کچھ (مالی) وصیت کی تھی۔ اور اس کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے کہا تھا کہ اس کی وصیت نافذ العمل نہیں ہے کیونکہ وہ شخص مکاتب (غلام) ہے جو ابھی (پورا) آزاد نہیں ہوا۔ اور نہ ہی وہ وارث بن سکتا ہے! آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر آزاد ہو چکا ہے اسی نسبت سے وہ وارث بھی بنے گا اور اسی حساب سے اس کے حق میں وصیت بھی نافذ ہوگی۔ اور آپؑ نے اس مکاتب کے بارے میں جس نے اپنی قیمت کا چوتھا حصہ ادا کیا تھا اور اس کا چوتھا حصہ آزاد ہوا تھا۔ اور اس کے حق میں کوئی وصیت کی گئی تھی۔ یہ

فیصلہ کیا تھا کہ اس وصیت کا چوتھا حصہ نافذ ہوگا۔ اور اس آزاد آدمی کے اس وصیت کے بارے میں جو اس نے اپنی اس مکاتبہ کنیز کے حق میں کی تھی جس نے اپنی قیمت کا چھٹا حصہ ادا کیا تھا یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ بقدر آزادی وصیت نافذ ہوگی (۱/۶)۔ اور اس مکاتب غلام کی وصیت کے بارے میں جس نے ہنوز مکاتبہ کا کچھ حصہ ادا کیا تھا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے اسی نسبت سے اس کی وصیت نافذ ہوگی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱۹ میں) اور کتاب الوصایا (ج ۱۳ باب ۸۰ و ۸۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب المیراث (ج ۱۷ باب ۱۹ از موانع ارث میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

مکاتب (غلام) کو صدقہ اور زکوٰۃ کی مد سے مال دیا جا سکتا ہے (تا کہ وہ اپنی قیمت ادا کر سکے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ہاشم سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مکاتب غلام ہے جو اپنی کچھ قیمت ادا کر چکا ہے اور باقی سے عاجز ہے تو؟ فرمایا: صدقہ (زکوٰۃ وغیرہ) کے مال سے (اس کی باقیماندہ قیمت) ادا کی جائے گی۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَفِي الرِّقَابِ﴾ (اور گردنوں کو آزاد کرانے میں زکوٰۃ صرف کرو)۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الزکوٰۃ (ج ۶ باب ۴۳ از ابواب الزکاۃ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

حدود، شہادات اور فطرانہ کے بارے میں مکاتب غلام کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکاتب پر اس قدر حد جاری کی جائے گی جس قدر وہ آزاد ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ آدھا آزاد ہو چکا ہو تو آیا طلاق میں اس کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اگر اس کے ہمراہ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو پھر نافذ ہوگی۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ علی بن جعفرؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مکاتب پر فطرہ واجب ہے یا اس کے مالک پر؟ اور آیا اس کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: فطرانہ اسی پر ہے اور اس کی گواہی نافذ نہیں ہے۔

(التہذیب، الفقیہ، بحار الانوار، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: فطرانہ والے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۶ باب ۵ از ابواب فطرہ میں) گزر چکی ہیں اور حد اور شہادت کے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۳ از شہادات میں) آئیں گی اور جو حدیثیں اس کی شہادت کے قبول نہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں (جیسے مذکورہ بالا روایت) وہ تقیہ پر محمول ہیں۔

تم باب المکاتبہ والحمد للّٰہ

استیلاد کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل آٹھ (۸) باب ہیں)

باب ۱

ام الولد اس وقت تک کنیز ہے جب تک اس کا مالک زندہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ام الولد (کنیز) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ کنیز[۱] ہی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی ام ولد کنیز سے اپنی کوئی عطا کردہ چیز از قسم خادم یا دیگر مال و متاع اس کی رضامندی کے بغیر لے لیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں جائز ہے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کی ماں ہے (اور کنیز ہے)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ باب ۱۵ از ابواب بیع الحیوان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱؎ کتب اہل سنت میں ام الولد کنیز کی خرید و فروخت علی الاطلاق حرام اور باطل ہے۔ اور ہمارے مذہب میں اگرچہ اس میں چونکہ حریت و آزادی کا کچھ شائبہ آ جاتا ہے اس لئے عام حالات میں اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے مگر بعض مخصوص حالات میں جائز ہے جیسے اس کا بیٹا اپنے باپ (کنیز کے مالک) کے حین حیات میں مر جائے، یا مالک اسی کنیز کی قیمت کے سلسلہ میں مقروض ہو اور ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہو۔ اور اس میں وراثت بھی جاری ہوگی۔ یعنی مالک کی موت کے بعد وہ اپنے بیٹے کے حصہ میں آئے گی اور آتے ہی آزاد ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی دیگر تفصیلات مرآۃ العقول وغیرہ کتب مبسوطہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲

جب مالک غریب و نادار ہو تو ام الولد کنیز کی قیمت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اسے فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: کر۔عرض کیا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے امہات الاولاد کنیزیں کس طرح فروخت کی تھیں؟ فرمایا: ان کی اپنی قیمتیں ادا کرنے کے سلسلہ میں! عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: جب کوئی شخص کنیز خریدے اور اس سے اس کا بیٹا بھی ہو جائے (یعنی کنیز ام الولد بن جائے) مگر ہنوز اس نے اس کی قیمت ادا نہ کی ہو۔اور نہ ہی اس نے کچھ مال چھوڑا ہو جس سے اس کی قیمت ادا کی جا سکے تو اس صورت میں اس کا بیٹا اس سے لے لیا جائے گا۔اور اسے اس کی قیمت کی ادائیگی میں فروخت کر دیا جائے گا۔راوی نے عرض کیا کہ اس (خاص شق کے علاوہ (مالک کے) قرض وغیرہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں بھی اسے فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔(الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیع الحیوان کے باب میں (ج ۱۳ باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

اگر کوئی کنیز اپنے مالک کی موت کے بعد اپنا حمل سقط کرا دے تو وہ ام الولد متصور ہوگی اور خود بخود آزاد ہو جائے گی اور اگر ام الولد کے لئے کوئی وصیت کی جائے تو اس کا حکم؟ اور رضاعی ام الولد کی فروخت کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس کنیز کے بارے میں جس کا مالک اس سے مقاربت کرتا تھا اور اس کی وفات کے تین ماہ بعد اس نے بچہ سقط کر دیا؟ فرمایا کہ وہ ام ولد ہے۔(الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود ابوالبختری اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کنیز اپنے مالک والا حمل (اس کی موت کے بعد) گرا دے تو

وہ (ام الولد محصور ہوکر) آزاد ہو جائے گی۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے کتاب الوصایا (باب ۸۲ ج ۱۳ میں) اور تیسرے پر دلالت کرنےوالی حدیثیں کتاب النکاح (ج ۱۴ باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جو شخص کسی کنیز سے شادی کرکے اس سے اولاد بھی حاصل کرے پھر اسے خرید لے تو اس سے وہ ام الولد کنیز نہیں بنے گی اور نہ ہی اس کی فروخت حرام ہوگی جب تک خریدنے کے بعد اس سے حاملہ نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مارد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک کنیز سے شادی کی۔ اور اس سے اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ پھر اسے خرید لیا۔ مگر بعد ازاں اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پھر اسے فروخت کرنا چاہا۔ فرمایا: وہ اس کی کنیز ہے چاہے تو اسے فروخت کرے اور چاہے تو آزاد کرے جب تک خریداری کے بعد حاملہ نہ ہو (ورنہ ام لولد سمجھی جائے گی۔ جس کی فروخت بالعموم حرام ہوتی ہے)۔

باب ۵

جب ام الولد کنیز کا بچہ اپنے باپ (مالک) سے پہلے مر جائے تو وہ عام کنیز سمجھی جائے گی جو مالک کی موت سے آزاد نہیں ہوتی اور اس حالت میں اس کی فروخت بھی جائز ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مخلد السرّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے اسماعیل، حقیبہ اور حارث نضری سے فرمایا کہ میرے لئے اس شخص سے جسے کد بانوچہ کہا جاتا ہے۔ ایک کنیز خرید کر لاؤ۔ جو (میری بیوی) ام فروہ کے ہمراہ رہے گی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہماری راہنمائی کی کہ سراجوں میں سے ایک شخص کے پاس کنیز ہے جس سے اس کا ایک بچہ ہوا تھا جو کہ مر گیا ہے۔ جب امام علیہ السلام کو ساری صورت حال بتائی گئی تو آپؑ نے اس کے خریدنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے خرید ا گیا۔ اور اس کا نام رسالہ تھا امامؑ نے اسے بدل کر اس کا نام سلمیٰ رکھا۔ اور اپنے غلام سالم سے اس کی شادی کر دی۔ یہی

حسین بن سالم کی ماں ہے۔ (الفروع)

۲۔ جس کنیز کا بچہ آقا کی زندگی میں مر جائے اور پھر اس کا مالک اسے آزاد کئے بغیر مر جائے آیا اس سے کوئی شخص عقد وازدواج کر سکتا ہے؟ یونس نے کہا: نہیں۔ وہ کنیز ہے جب تک وارث اسے آزاد نہ کریں تب تک کوئی شخص اس سے عقد نہیں کر سکتا۔ اور اگر (مالک کی موت کے وقت) اس کا بچہ ہو اور میت پر (کنیز کی خریداری کے سلسلہ میں) کوئی قرضہ بھی نہ ہو۔ تو وہ بیٹے کے حصہ میں آئے گی اور اس کی ملکیت میں آتے ہی خود بخود آزاد ہو جائے گی (کیونکہ اولاد شرعاً ماں باپ کی مالک نہیں بن سکتی) اور اگر اس کے کئی مالک ہوں۔ (اور ایک سے بچہ ہو) تو جس قدر بچہ کا حصہ ہے اس قدر آزاد ہو جائے گی اور باقی قیمت کی ادائیگی کی کدو کاوش کرے گی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ام ولد کنیز چھوڑ کر مر گیا۔ آیا کوئی شخص اس سے تزویج کر سکتا ہے؟ فرمایا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی ام اولاد کنیزوں کے بارے میں وصیت کی تھی کہ وہ تو اپنی اولاد کی وجہ سے آزاد ہوں اور جن کی کوئی اولاد نہیں ہے وہ (وصیت کی وجہ سے) آزاد ہیں۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے امہات الاولاد کو اس لئے ان کی اولاد کے حصہ سے آزاد قرار دیا۔ تا کہ جب تک وہ ملکیت میں ہیں تب تک اپنے مالکوں کی مرضی کے بغیر کہیں عقد وازدواج نہ کریں۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ باب ۲۴ از بیع الحیوان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جب ام الولد کنیز کا بچہ اپنے باپ کی وفات کے وقت زندہ ہو تو وہ اپنے بیٹے کے حصہ میں آ کر آزاد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کے آقا نے اسے پہلے آزاد نہ کر دیا ہو۔ یا اس کے آزاد کرنے کی وصیت نہ کی ہو۔ یا اس کے ذمہ اس قدر قرضہ نہ ہو جو تمام ترکہ پر حاوی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک بچہ دار یا حاملہ کنیز چھوڑ کر مر جائے یا اس (کنیز) کی اولاد نہ ہو۔ بہر صورت اگر مالک اسے آزاد کر جائے۔ تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور اگر آزاد نہ کر گیا ہو تو اس سلسلہ

میں کتاب اللہ کا حکم سب پر مقدم ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر ام الولد ہے تو وہ اپنے بچہ کے حصہ میں آئے گی (اور پھر خود بخود آزاد ہو جائے گی)۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ البتہ اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے کہ وہ بچہ کے حصہ میں آئے گی اور بچہ کے بالغ ہونے تک مرنے والے (مالک) کے وارث اسے روکے رکھیں گے تا کہ بڑا ہو کر وہ اسے آزاد کرے۔ اور جب تک وہ کنیز رہے گی وہ لوگ اس کے بچہ کے وارث رہیں گے اور بچہ بڑا ہو کر اسے آزاد کرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور اگر وہ (بچہ) اسے آزاد کرنے سے پہلے مر گیا۔ تو وارثوں کی مرضی پر منحصر ہوگا کہ وہ اسے کنیز بنائیں یا آزاد کریں۔ (الفقیہ، التہذیب)

(چونکہ ام الولد کو اس کے بچہ کے بالغ ہونے تک روکے رکھنا ظاہر میزان شرع کے خلاف نظر آتا ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مرنے والے (مالک) پر اسی کنیز کے سلسلہ میں قرضہ ہو جسے اس نے ادا نہ کیا ہو۔ کہ اس صورت میں بچہ کی بلوغت تک اسے روکا جائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد اگر اس نے باپ کا قرضہ ادا کر دیا تو یہ باپ کے حصہ سے آزاد ہو جائے گی ورنہ اسے فروخت کرکے قرضہ ادا کیا جائے گا۔

۳۔ علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ام الولد کنیز چھوڑ کر مر جاتا ہے آیا کوئی شخص اس سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا: کیا میں بتاؤں حضرت علی علیہ السلام نے اس سلسلہ میں کیا وصیت کی تھی؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ ہر ام ولد کنیز اپنی اولاد کے حصہ سے (آزاد) ہوگی۔ (کتاب علی بن جعفر، مندرجہ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ از عتق، بیع الحیوان باب ۱۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

ام الولد کنیز کو (آقا کی) خدمت کرنے اور بچے کو دودھ پلانے پر مجبور کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد العزیز بن محمد سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا یا فرماتے ہوئے سنا۔ کہ فرما رہے تھے کہ آزاد عورت کو بچہ کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ام الولد کنیز کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احکام الاولاد (ج ۱۵ باب ۶۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی آقا مر جائے اور اس کی ام الولد کنیز آزاد ہو جائے اور نصرانی مذہب اختیار کر کے کسی نصرانی شخص سے شادی کر کے اس سے اولاد کو جنم دے؟؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس کنیز کے بارے میں جو پہلے نصرانیہ تھی پھر ایک مسلمان مالک کے پاس اسلام لائی اور اس کے ہاں بچے کو جنم دیا۔ پھر اس کا آقا مر گیا۔ بعد ازاں وہ (بچہ کی وجہ سے) آزاد ہو گئی۔ پھر ایک نصرانی شخص سے شادی کر کے نصرانیہ ہو گئی اور دو بچوں کو جنم دیا اور تیسرا ہنوز اس کے پیٹ میں تھا۔ یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے (اگر مسلمان ہو جائے تو فبہا) اور اگر انکار کرے تو اس کے وہ دو بیٹے جو اس نے نصرانی سے جنے ہیں وہ اس کے پہلے مالک کے اپنے مسلمان بیٹے کی ملکیت ہیں۔ اور تیسرے بیٹے کی ولادت تک اسے قید کر دو۔ اور وضع حمل کے بعد اسے قتل کر دو۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باب الحدود میں مرتد کی حد کے اندر اس کی وجہ بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تم باب الاستیلاد والحمد للّٰہ۔

کتاب الاقرار

اقرار کے متعلق ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)

باب ۱
مرض الموت میں کیے گئے اقرار کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اقرار کیا کہ اس کے بعض وارثوں کا اس کے ذمہ کچھ قرضہ ہے تو؟ فرمایا: اگر مرنے والا قابل اعتماد آدمی ہے تو پھر اس شخص کو وہ مال دے دو جس کا اس نے اقرار کیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الوصایا (ج ۱۳ باب ۱۶ از وصایا میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲
جو شخص دو شخصوں میں سے بلا تعیّن ایک کے حق میں اقرار کر کے مر جائے تو جس کے پاس بیّنہ ہوگا مال اسے ملے گا ورنہ دونوں کو برابر ملے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مرتے وقت کہا کہ فلاں اور فلاں شخص میں سے ایک کا ایک ہزار درہم میرے پاس موجود ہے پھر (تعیّن کے بغیر) اسی وقت مر گیا۔ فرمایا: ان دو میں سے جو شخص بھی دو گواہ پیش کر دے وہ ہزار درہم اسی کو ملے گا۔ اور اگر کوئی بھی بیّنہ پیش نہ کر سکے تو پھر وہ مال دونوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

باب ۳
عاقل و بالغ آدمی کا اقرار کرنا صحیح ہے اور لازم۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب صفات الشیعہ میں باسناد خود محمد بن حسن عطار سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مومن اپنے بارے میں جو بات کرتا ہے وہ ستر مؤمن کے اس کے بارے میں بات سے زیادہ سچا ہوتا ہے۔(صفات الشیعہ للشیخ صدوقؒ)

۲۔ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے اپنی استدلالی کتابوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے[1] روایت کی ہے کہ فرمایا: عقلمندوں کا اپنے برخلاف اقرار کرنا جائز (نافذ) ہے۔(جامع المقاصد محقق کرکی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب القضاء وغیرہ میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴
جو شخص قید و بند، خوف و ہراس اور تہدید و وعید (دھمکی) کی وجہ سے اقرار کرے وہ لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری اپنی کتاب قرب الاسناد میں باسناد خود ابوالبختری اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قید و بند یا وعید و تہدید کی وجہ سے (کسی جرم کا) اقرار کرے اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں باب الحدود (باب ۷ وغیرہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵
بعض وارثوں کے کسی اور وارث موجود ہونے یا کسی غلام کے آزاد ہونے یا (میت) کے مقروض ہونے کے اقرار کا حکم؟؟ اور اقرار کے بعض احکام کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

---

[1] اس مقام پر فاضل محشی جناب آقای شیخ محمد رازی فرماتے ہیں کہ ہمیں علماء متقدمین کی کتابوں میں اس مقولہ اقرار ﴿اقرار العقلاء علی انفسھم جائز﴾ کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ ظاہر یہ ہے کہ باوجود علماء وفضلاء میں مشہور ہونے کے یہ حدیث نہیں ہے۔ ہاں البتہ ہمارے بعض علماء متاخرین جیسے محقق کرکی نے جامع المقاصد میں اس کا ذکر کیا ہے۔(کما قال المؤلف العلامؒ). واللّٰہ العالم بحقیقۃ الحال۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مر گیا تھا اور اس کے وارثوں میں سے ایک وارث نے متوفٰی کے ذمہ کچھ قرضہ ہونے کا اقرار کیا تھا...... فرمایا: اس اقرار کرنے والے کے حصہ میں سے[1] (بقدر حصہ) قرضہ لازم الاداء ہوگا۔ (کتب اربعہ)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اس پر اور اقرار کے بعض دیگر احکام پر دلالت کرتی ہیں وہ قبل ازیں باب الوصایا (ج ۱۳ باب ۱۶ و ۲۵ و ۲۶ وغیرہ از ابواب الوصایا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب القضا میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

اگر کوئی فاسق و فاجر شخص اپنے برخلاف اقرار کرے تو اسے قبول کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی فاسق و فاجر شخص کی شہادت قبول نہیں کرتا ماسوا اس شہادت کے جو وہ اپنے برخلاف دے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۱۸ باب ۳۰ و ۴۱ از ابواب الشہادات میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تم باب الاقرار والحمد للہ۔

---

[1] مثلاً مرنے والا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مر جائے اور صرف لڑکا اقرار کرے کہ مرحوم کے فلاں شخص کا اتنا قرضہ دینا تھا تو چونکہ لڑکا اس صورت آدھے ترکہ کا وارث ہے لہٰذا وہ آدھا قرضہ ادا کرے گا۔ اور اگر ایک لڑکی اقرار کرے تو چونکہ اس کا چوتھا حصہ ہے اس لئے وہ چوتھا حصہ ادا کرے گی...... یہ اقرار کا حکم ہے۔ لیکن اگر حاکم کے نزدیک دوسرے ذرائع سے قرضہ ثابت ہو تو پھر ہر شخص اس کی ادائیگی میں اپنے حصہ کے مطابق حصہ لے گا۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کتاب الجعالہ

انعام کے متعلق ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)

باب ۱

بھگوڑے غلام اور گم شدہ مال پر انعام مقرر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بھگوڑے غلام یا گم شدہ مال پر انعام مقرر کرنا (کہ جو ڈھونڈ کر لائے گا اسے اس قدر انعام دیا جائے گا) جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، قرب الاسناد، بحار الانوار)

باب ۲

جو کچھ پچھنے لگانے والے، نوحہ کرنے والی، کنگھی پٹی کرنے والی، ختنہ کرنے والی عورت کو انعام دیا جاتا ہے یا جسے پڑا ہوا مال مل جائے یا جو کچھ اسے دیا جاتا ہے اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حجام (پچھنے لگانے والے شخص) کا کسب و اکتساب کیسا ہے؟ فرمایا: اس کے لئے مک مکا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر تم کر لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس کے لئے مکروہ ہے تمہارے لئے نہیں۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجام کے ذریعۂ معاش کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا؟ فرمایا: اگر مک مکا نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ (ج ۱۲ باب ۹ وغیرہ از ابواب التجارہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ باب میں) آئینگی جو آخری حکم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

اس شخص کا حکم جو مخصوص اجرت پر کوئی کام کرنا قبول کرے اور پھر کچھ نفع پر آگے کسی اور کو دے دے اور انعام کے دوسرے بعض احکام؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسلم بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص (مخصوص اجرت) پر کوئی کام کرنا (جیسے مثلاً کپڑا سینا) قبول کرتا ہے اور پھر خود کچھ کام نہیں کرتا اور دوسرے کو کچھ نفع پر (یعنی کچھ اجرت بچا کر) دے دیتا ہے تو آیا یہ روا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ اس نے کچھ کام کیا ہو۔ (اور نفع پر تکمیل کسی اور سے کرائے)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو انعام کے بعض احکام پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے باب الاجارہ (ج ۱۳ باب ۲۳ از اجارہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

ماہر دلال کی کمائی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے اپنے باپ (سنان) کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھتے ہوئے سنا کہ بعض اوقات ہم ایک شخص کو حکم دیتے ہیں (جو اس کام کا ماہر ہوتا ہے کہ) وہ ہمارے لئے زمین، گھر، غلام یا کنیز خریدے اور پھر اسے کچھ رقم بطور انعام مقرر کر کے دیتے ہیں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۲ باب ۲۰ از کتاب التجارہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

کم یا بیش کھانا کھانے پر جو انعام مقرر کیا جاتا ہے اس کا (شرعاً) انعام ہونا ثابت نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں کچھ لوگوں نے کچھ لوگوں سے کہا کہ اگر تم یہ بکری کھا جاؤ۔ تو یہ تمہاری ہے اور اگر نہ کھا سکے تو پھر اس قدر تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ وہ کھا گئے .... حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کھانے کے سلسلہ میں یہ معاملہ باطل ہے...... کم ہو یا زیادہ...... اور اس سلسلہ میں تاوان لینے کی بھی ممانعت[1] فرمائی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۶

کسی کام کے سکھانے اور شرکت پر انعام کا مقرر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک شخص سے کہتا ہے کہ اگر تو مجھے اپنا کام سکھائے اور اس میں مجھے شریک کرے تو میں تمہیں (بطور انعام) دس درہم دوں گا آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب (مالک) راضی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں۔

تم باب الجعالہ والحمد للہ۔

---

[1] کیونکہ اس احمقانہ اقدام میں جان جیسی قیمتی چیز کے ضیاع و زیاں کا سخت اندیشہ ہے کہ مبادا آدمی اس لالچ میں آ کر اتنا کھا جائے کہ جس کے نتیجہ میں جان عزیز سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کتاب الایمان

قسموں والا باب

(اس سلسلہ میں کل باون (۵۲) باب ہیں)

باب ۱
سچی قسم کھانا مکروہ ضرور ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو خط لکھا کہ جس میں آپؑ کی طرف منسوب شدہ کسی بات کا تذکرہ کیا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: واللہ۔(بخدا) ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگرچہ میں کسی حالت میں بھی واللہ کہنا (قسم کھانا) ناپسند کرتا ہوں۔ مگر اس انہونی بات نے مجھے صدمہ پہنچایا (اس لئے قسم کھانا پڑی)۔(التہذیب، نوادر احمدؒ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حواریوں نے اکٹھے ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے معلم خیر! ہمیں کسی اچھے کام کی طرف راہنمائی فرمائیں! فرمایا: نبی خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمہیں حکم دیا تھا کہ خدا کے نام کی جھوٹی قسم نہ کھایا کرو مگر میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خدا کے نام نہ جھوٹی قسم کھایا کرو اور نہ سچی۔(الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خداوند عالم کو اس سے اجل وارفع سمجھے کہ اس کے نام کی (سچی) قسم کھائے (اور اگر اس کی وجہ سے اس کا کچھ مالی نقصان ہو گیا) تو خدا اسے اس سے بہتر معاوضہ عطا فرمائے گا۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم یہ ہوتی تھی ﴿لا واستغفر اللّٰہ﴾ (ایسا نہیں ہے اور میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (کتاب القضا والشہادۃ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان لفظوں سے قسم منعقد نہیں ہوتی۔ تو گویا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم سے احتراز کرتے ہوئے ان لفظوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔

۵۔ ابو سلام معتبد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ سدیر کو فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا کے نام کی جھوٹی قسم کھائے وہ کافر ہے اور جو سچی قسم کھائے وہ گنہگار ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ﴾ (خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ)۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (کفر والی بات تب ہے کہ جب آدمی) خدا کے نام کی جھوٹی قسم کا استخفاف کرے (اسے معمولی سمجھے)۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اپنی ناک دیوار سے رگڑے گا تو خدا اسے ایسی تکلیف میں مبتلا کرے گا کہ وہ ضرور اپنی ناک دیوار سے رگڑے گا اور جو شخص قسم کھائے کہ وہ دیوار سے سر نہیں ٹکرائے گا تو خدا ایک شیطان کو مؤکل فرماتا ہے جو اس کے سر کو دیوار سے ٹکراتا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان کسی باہمی تنازعہ کے بارے میں اصلاحِ احوال کی خاطر اگر کسی (تیسرے) شخص سے مدد طلب کرے تو پھر یوں نہ کہے کہ مجھ پر قسم ہے کہ میں ایسا نہیں کروں گا اور یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ نوادر احمد بن عیسیٰ میں باسنادِ خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بسا اوقات (بوقت ضرورت) واللہ کہا کرتے تھے۔ (نوادر احمد بن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جس شخص پر جھوٹا دعویٰ کیا جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ قسم کھانے کی بجائے تاوان ادا کر دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

آپؑ کے والد ماجد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) کے حبالۂ نکاح میں خوارج میں سے ایک عورت[1] تھی۔ غالباً فرمایا کہ وہ بنی حنیفہ میں سے تھی۔ ایک دن آپ کے ایک غلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے ہاں ایک ایسی عورت ہے جو آپ کے جدامجد (حضرت علی علیہ السلام) سے برأت ظاہر کرتی ہے...... میرے والد نے اسے طلاق دے دی۔ اس پر اس عورت نے حاکم مدینہ کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ امامؑ نے اس کا حق مہر ادا نہیں کیا۔ چنانچہ حاکم مدینہ نے امامؑ سے کہا: یا قسم کھائیں (کہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہے) یا پھر اسے حق مہر کی زر ادا کریں۔ چنانچہ میرے والد ماجد علیہ السلام نے مجھے حکم دیا: بیٹا! اٹھو اور اس عورت کو چار سو دینار دو...... میں نے عرض کیا: بابا جان...... میری جان آپؑ پر قربان! کیا آپ حق پر نہیں ہیں (کہ آپ اس کا حق مہر ادا کر چکے ہیں؟) فرمایا: ہاں۔ بیٹا۔ مگر میں خدا کی ذات کو اس سے اجل وارفع جانتا ہوں کہ (چند پیسے بچانے کی خاطر) اس کے نام کی قسم کھاؤں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص (قسم نہ کھائے) کوئی چیز خدا کیلئے چھوڑ دے تو وہ اسے مفقود نہیں پاتا۔ (بلکہ اسے اس کا بہترین معاوضہ مل جاتا ہے)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اگر کسی کا دعویٰ تیس (۳۰) درہم یا اس سے کم ہو تو پھر قسم کھانے پر تاوان ادا کرنے کو ترجیح دینا اور اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر قسم کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحکم سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے خلاف مال و زر کا کوئی جھوٹا دعویٰ کیا جائے اور وہ تم سے قسم لینا چاہے اور اس مال کی مقدار تیس درہم ہو تو رقم ادا کر دے اور قسم نہ کھا۔ اور اگر اس کی مالیت اس سے زیادہ ہو تو قسم

---

[1] آقائے فاضل شعرانی اس مقام پر لکھتے ہیں کہ جب ہمارے نزدیک خوارج خارج از اسلام ہیں جن کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے تو امامؑ نے کس طرح کیا؟ تو شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ عورت مستضعف تھی۔ اور چونکہ اس کی قوم اور اس کا قبیلہ پکا خارجی تھا جو حضرت امیر علیہ السلام سے برأت کرتا تھا۔ اس لئے (مجازاً) اسے خارجیہ کہہ دیا گیا...... اور پھر رفع تہمت کی خاطر اسے طلاق دے دی گئی۔ واللہ العالم. وهو في محله۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کھالے۔ مگر رقم ادا نہ کر۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں بنابریں بظاہر تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو قسم کھانی تھی اور رقم بچانی تھی چونکہ وہ چار سو دینار تھی۔ مگر آپؑ نے اپنی جلالت قدر کی بنا پر اس قدر خطیر رقم دینا گوارا کر لی۔ مگر خدا کے نام کی قسم کھانا گوارا نہ کی۔

باب ۴

سخت ضرورت اور مقام تقیہ کے بغیر جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل اُنیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ حذاء سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جھوٹی قسم کھانا اور قطع رحمی کرنا ان برے کاموں میں سے ہیں جو شہروں کو ویران اور قبرستانوں کو آباد کر دیتے ہیں اور رحموں کو ثقیل بنا دیتے ہیں یعنی رحم عقیم ہو جاتے ہیں جس سے نسلیں منقطع ہو جاتی ہیں۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

۲۔ یعقوب احمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے تو اس نے گویا خدا سے مقابلہ و مبارزہ کیا ہے۔ (الفروع، عقاب الاعمال، المحاسن للبرقی)

۳۔ جابر بن یزید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! جھوٹی قسم سے احتراز کرنا۔ کیونکہ یہ شہروں کو لوگوں سے خالی کر دیتی ہے۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

۴۔ فلیح بن ابوبکر شیبانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ جھوٹی قسم جو قید کر کے لی جائے اولاد و اعقاب کے فقر و فاقہ کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یمین غموس (ڈبونے والی قسم کے نتیجہ کا) چالیس راتوں تک انتظار کیا جاتا ہے (اس کے بعد اس کا اثر وضعی ظاہر ہو جاتا ہے)۔ (الفروع، المحاسن)

۶۔ حریز بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یمین غموس جو جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مسلمان کا حق دبانے کی خاطر جھوٹی قسم کھائے۔ (الفروع)

۷۔ ابراہیم بن عبدالحمید ایک بزرگ ابوالحسن سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ایک سفید رنگ کا ایسا مرغ خلق فرمایا ہے جس کی گردن عرشِ علا کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے (تحت الثریٰ میں) ہیں۔ اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ جب تک وہ آواز بلند نہیں کرتا تب تک دوسرے مرغ آواز بلند نہیں کرتے...... اور وہ جب آواز بلند کرتا ہے تو اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے

اور کہتا ہے سبحان اللہ! سبحان اللہ العظیم الذی لیس کمثلہ شیء ...... جب وہ یہ کہتا ہے تو خداوند عالم اسے جواب دیتا ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ (میں ایسا ہوں) وہ کبھی میرے نام کی جھوٹی قسم نہیں کھاتا۔[1]

(الفروع، الفقیہ، عقاب الاعمال، المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صلہ رحمی کرنا زندگی میں اضافہ کرتا ہے، پوشیدہ طور پر صدقہ دینا خدا کی آتش قہر و غضب کو بجھاتا ہے، اور قطع رحمی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا شہروں کو ویران کر دیتے ہیں اور رحم کو ثقیل کر دیتے ہیں اور ثقل رحم کا مطلب نسل کا قطع ہونا ہے۔ (معانی الاخبار)

۹۔ ابوعبیدہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جن کا وزر و وبال دیکھے بغیر آدمی مرتا ہی نہیں ہے: (۱) ظلم کرنا، (۲) قطع رحمی کرنا، (۳) اور وہ جھوٹی قسم کھانا جس سے خدا کا مقابلہ کیا جائے ...... اور تمام اطاعتوں میں سے وہ اطاعت جس کا ثواب وصلہ بہت جلد ملتا ہے وہ صلہ رحمی کرنا ہے۔ فرمایا: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ فاسق و فاجر ہوتے ہیں مگر وہ باہم صلہ رحمی کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے مال بڑھتے ہیں، وہ باہم نیکی اور بھلائی کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں اور جھوٹی قسم اور قطع رحمی کرنا شہروں کو ویران کر دیتے ہیں۔ اور رحموں کو ثقیل کر دیتے ہیں یعنی نسلوں کو قطع کر دیتے ہیں۔ (الخصال، عقاب الاعمال)

۱۰۔ میثم (میسم) مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے میں اپنی رحمت کبھی اس شخص کے شامل حال نہیں کرتا جو مجھے جھوٹی قسموں کا نشانہ بناتا ہے اور جو زناکار شخص ہے میں بروزِ قیامت کبھی اسے اپنا مقرب نہیں بناؤں گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۔ شیخ حسن (بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ) باسنادِ خود ابووائل سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنے مسلمان بھائی کا حق دبائے۔ تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ خدا اس پر غضبناک ہوگا۔ چنانچہ اس بات کی تصدیق خدا کے قرآن سے ہوتی ہے۔ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

---

[1] اسی مطلب کو ایک اور حدیث میں یوں ادا کیا گیا ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ ہے جس کا سر آسمان پر ہے اور پاؤں نچلی زمین پر ہیں .... اور چونکہ ملائکہ کے جسم مادہ سے مجرد ہوتے ہیں اس لئے وہ نظر نہیں آتے ...... اور نہ دوسرے اجسام کے مزاحم ہوتے ہیں اور نہ ہی ان سے ٹکراتے ہیں۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ میں...... اور اس سے بھی پہلے باب ۲۵ از آداب تجارت وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جو بات صحیح نہ ہو (بلکہ غلط ہو) اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اللہ جانتا ہے کہ یہ بات اس طرح ہے (صحیح ہے) جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس بات کے سلسلہ میں جسے خدا (صحیح) نہیں جانتا (کیونکہ وہ صحیح نہیں ہے) وہ کہہ دے کہ خدا جانتا ہے (کہ صحیح ہے) تو اس گناہ کی سنگینی کی وجہ سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ (الفروع، التھذیب)

۲۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ جھوٹا ہو اور اس کے باوجود وہ یہ کہے کہ اللہ جانتا ہے (کہ میں سچا ہوں) تو خداوند عالم فرماتا ہے: تجھے میرے سوا اور کوئی نہیں ملا جس پر (افترا پردازی کر کے) جھوٹ بولتا؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۸ از احکام عشرت ج ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

شرعی قسم پر راضی ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قسم نہ کھاؤ۔ مگر خدا کے نام کی۔ جو خدا کے نام کی قسم کھائے۔ اس کی تصدیق کی جائے۔ اور جو اس کی تصدیق نہیں کرے گا اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جس (مدعی) کے واسطے خدا کے نام کی قسم کھائی جائے اسے چاہیئے کہ وہ راضی ہو جائے اور اگر وہ راضی نہیں ہوگا تو اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اس شخص کو برا جانتا ہے جو اس کے نام کی (جھوٹی یئ) قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (ج ۱۸ باب ۹ از کیفیت حکم میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۷

اگر خدا و رسولؐ سے برأت و بیزاری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائی جائے تو وہ حرام ہے۔ اور منعقد بھی نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن ابی عمیر سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں محمدؐ کے دین (اسلام) سے بیزار ہو جاؤں اگر...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: افسوس ہے تیرے لئے اگر تو محمدؐ کے دین سے بیزار ہو گیا تو پھر کس کے دین پر ہوگا؟ پھر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اس قدر ناراض ہوئے) کہ اس کی موت تک اس سے کلام نہیں کیا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ یونس بن ظبیان بیان کرتے ہیں کہ اماموں علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے یونس! ہم سے برأت و بیزاری کی قسم نہ کھا۔ کیونکہ جو شخص ہم سے بیزاری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائے گا وہ ہم سے بیزار ہی تصور کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن الحسن نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جو شخص خدا و رسولؐ سے برأت و بیزاری کی قسم کھائے اور پھر اسے توڑ دے اس کا کفارہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہر مسکین کو ایک مد طعام...... اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الکفارات میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی کہ غیر اللہ کے نام کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔

باب ۸

ائمہ اطہار علیہم السلام سے برأت و بیزاری کی قسم کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ آیت مبارکہ ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ﴾ (کہ میں ستاروں کے گرنے کے مقامات کی قسم کھاتا ہوں اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے) کی تفسیر (باطنی) میں فرما رہے تھے کہ اس سے مراد ائمہ اہل بیتؑ سے برأت کی قسم کھانا ہے کہ یہ بات خدا

کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

عمداً جھوٹ بولتے ہوئے گزشتہ وقت کی کسی بات پر قسم کھانا حرام ہے جس سے کفارہ لازم نہ آتا ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حدید سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسمیں تین قسم کی ہیں: (۱) ایک وہ قسم جس پر کفارہ نہیں ہے۔ (۲) وہ قسم جس میں کفارہ ہے۔ (۳) تیسری وہ ڈبونے والی قسم جو دخول جہنم کا باعث ہے۔ پس وہ قسم جس پر کفارہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قسم کھائے کہ وہ فلاں نیکی کا کام نہیں کرے گا اس کا کفارہ صرف یہ ہے کہ وہ نیکی کا کام کرے۔ اور وہ قسم جس پر کفارہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی برائی کے کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھائے اور پھر کر گزرے۔ پس اس پر کفارہ واجب ہے اور یمین غموس جو دخول جہنم کا باعث ہے یہ ہے کہ کسی مسلمان کا مالی حق دبانے پر قسم کھائے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس سے کہا گیا تھا کہ تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ اور اس نے حلفیہ طور پر کہا تھا بخدا میں نے نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اس نے کیا تھا...... فرمایا: یہ جھوٹ ہے جو اس نے بولا۔ خدا سے مغفرت طلب کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حدید سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ یمین غموس (ڈبونے والی) قسم جو انسان کو جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہوتی ہے یہ ہے کہ آدمی کسی مسلمان آدمی کا مالی حق دبانے پر قسم کھائے۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

اولاد، بیوی اور غلام کی قسم (باپ، شوہر اور مالک) کی اجازت کے بغیر منعقد نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: اولاد کی، باپ کی، عورت کی، شوہر کی اور غلام کی مالک کی اجازت کے بغیر کوئی قسم نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے اولاد کی، والد کی، بیوی کی، شوہر کی اور غلام کی مالک کی اجازت کے بغیر کوئی قسم نہیں ہے اور گناہ کے کام میں کوئی منت نہیں ہے۔ اور قطع رحمی کے بارے میں کوئی قسم نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۱

معصیت اور گناہ کے کاموں میں جیسے حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے یا قطع رحمی کے بارے میں قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل اُنّیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ دودھ چھٹنے (دو سال مکمل ہونے کے بعد) رضاعت نہیں ہے، روزوں میں (شب و روز کا) وصال نہیں ہے، بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے، شام تک چپ کا روزہ نہیں ہے، ہجرت کے بعد پھر بدو بننے کا کوئی جواز نہیں ہے، اور فتح (مکہ کے) بعد ہجرت نہیں ہے، نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے، ملکیت سے پہلے آزاد کرنا نہیں ہے اولاد کی باپ کی موجودگی میں، غلام کی آقا کی موجودگی میں اور بیوی کی شوہر کی موجودگی میں (ان کی اجازت کے بغیر) کوئی قسم نہیں ہے۔ گناہ میں کوئی منت نہیں ہے اور قطع رحمی میں کوئی قسم نہیں ہے۔ (الفقیہ، الامالی)

۲۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے قسم کھائی کہ اگر اس نے اپنی بہن سے کلام کیا تو اس کا تمام مال ہدیہ (فی سبیل اللہ) ہو جائے گا۔ اور اس کا ہر غلام آزاد ہو جائے گا؟ فرمایا: بے شک اس سے کلام کرے۔ کیونکہ اس قسم کی قسمیں اور باتیں شیطان کے نشانات قدم میں سے ہیں (جن کی پیروی کرنے کی اہل ایمان کو ممانعت کی گئی ہے)۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو الربیع شامی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو قسم حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائے یا جو قطع رحمی کرنے کے بارے میں کھائی جائے وہ قسم (صحیح) نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ عمرو بن البراء ایان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ ایک شخص

نے (قطع رحمی کرتے ہوئے) زبردست قسم کی قسم کھائی کہ اگر وہ اپنے باپ سے کلام کرے، یا اس کے سامنے کھانا کھائے یا اس کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھائے، یا کسی مکان کی چھت کے نیچے اس کے ساتھ اکٹھا ہو تو وہ پیدل چل کر خانہ کعبہ جائے گا اور وہاں قربانی کرے گا...... تو؟ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: آیا اس نے کوئی چیز باقی چھوڑی ہے؟ راوی نے عرض کیا: نہیں۔ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: جس سے قطع رحمی ہوتی ہو (قسم وغیرہ) وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غصہ کی حالت میں کھائی ہوئی قسم اور قطع رحمی کے بارے میں کھائی ہوئی قسم قسم نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے رشتہ داروں سے کلام نہیں کرے گا۔ فرمایا: یہ قسم کوئی چیز نہیں ہے بے شک ان سے کلام کرے جن سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ (الفروع، التہذیبین)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو قسم خدا کی نافرمانی کرنے اور قطع رحمی کرنے کے بارے میں کھائی جائے وہ کوئی قسم نہیں ہے۔

(التہذیب، تفسیر عیاشی)

۸۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی قسم کھائی ہے تو؟ فرمایا: یہ شیطان کے نقش پا میں سے ہے۔ (جس کی اتباع کرنے کی اہل ایمان کو مناہی کی گئی ہے)۔ (ایضاً)

۹۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ﴾ (خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی قسم کھائے کہ اپنے بھائی، یا ماں یا اس قسم کے قرابتداروں سے کلام نہیں کرے گا...... (بلکہ ضرور کرے...... کیونکہ یہ قسم منعقد نہیں ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

۱۰۔ جناب احمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو قسم خدا کی کسی نافرمانی کے بارے میں کھائی جائے خواہ طلاق کے متعلق ہو یا کسی اور بات کے وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۵ باب ۱۸ از مقدمات طلاق اور یہاں باب ۱ و ۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مقامِ تقیہ میں جیسے ظالم کے ظلم سے اپنی جان و مال یا کسی اور مومن کی جان و مال کی حفاظت کی خاطر جھوٹی قسم کھانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل اُنیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو (جابر) حاکم نے طلاق وغیرہ کی قسم دلوائی اور اس نے کھالی تو؟ فرمایا: اس پر کوئی گناہ نہیں ہے..... عرض کیا: اگر کوئی شخص حاکم (جابر) سے اپنے مال پر ڈرتا ہو اور اس سے بچنے کی خاطر قسم کھائے تو؟ فرمایا: کوئی گناہ نہیں ہے۔ عرض کیا: جس طرح کوئی شخص اپنے مال کی حفاظت کی خاطر قسم کھا سکتا ہے۔ آیا اسی طرح اپنے (دینی یا دنیوی) بھائی کے مال کی حفاظت کی خاطر بھی کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو الصباح بیان کرتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے نبی (اعظم) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کی تنزیل و تاویل کا علم پڑھایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب کچھ حضرت علی علیہ السلام کو پڑھایا۔ اور بخدا پھر وہ علم ہمیں پڑھایا گیا ہے۔ پھر فرمایا: تم مقام تقیہ میں جو کام کرو یا جو قسم کھاؤ تمہارے لئے اس میں گنجائش ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے شک خدا کے نام کی جھوٹی قسم کھالو۔ مگر اپنے بھائی کو قتل ہونے سے بچالو۔[1] (التہذیب)

---

[1] جیسے کوئی مظلوم کسی شخص کے ہاں پناہ گزین ہو اور کوئی ظالم اسے ضرر و زیاں پہنچانے کے ارادہ سے صاحب خانہ کے پاس آئے اور اس سے دریافت کرے کہ فلاں (مظلوم شخص) تو یہاں نہیں ہے۔ تو اس صورت میں اگر اسے جھوٹ بولنا پڑے کہ نہیں۔ تو نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے اور اگر اس طرح اسے جھوٹی قسم بھی کھانی پڑے تو جائز ہے۔ بدنام تو صرف شیعہ ہیں کہ وہ تقیہ کرتے ہیں۔ مگر بنظر غائر حالات کا جائزہ لیا جائے تو ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والا ہر شخص فطرۃً بوقت ضرورت تقیہ کرتا ہے۔ ابھی اوپر جو مثال پیش کی گئی ہے صاحب نصائح کافیہ نے بعینہٖ یہی مثال پیش کر کے لکھا ہے کہ یہاں جھوٹ بول کر مظلوم کی جان بچانا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ و لنعم ما قیل. دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ مسعدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص خدا پر ایمان نہیں لایا جو اُن (ظالموں کے پاس تقیۃً) قسم کھا کر اسے پورا کرے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کچھ لے کر چونگی والوں کے پاس سے گزرتے ہیں اور وہ ہم سے قسم کھانے کا تقاضا کرتے ہیں (کہ ٹیکس کے قابل تو کوئی چیز نہیں ہے) تو؟ [1] فرمایا: بے شک (اپنے مال کی حفاظت کی خاطر) قسم کھالو۔ کہ یہ قسم کھجور اور شہد سے بھی زیادہ حلال (یا زیادہ شیرین) ہے۔

(الفقیہ، نوادر احمد بن عیسیٰ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر ضرورت کے وقت تقیہ جائز ہے اور ہر ضرورت مند بہتر جانتا ہے کہ اس کی ضرورت کہاں ہے؟ (الفقیہ)

۷۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ ﴿التقیة واجبة﴾ (بوقت ضرورت) تقیہ واجب ہے اور اگر کوئی شخص ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے (تقیۃً) قسم کھائے تو اس کی خلاف ورزی پر قسم توڑنے والے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ (عیون الاخبار)

۸۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حاکم (جابر) کے سامنے (تقیۃً) بیوی کو طلاق دینے، غلام آزاد کرنے (اور اپنا مال صدقہ کرنے) کی قسم کھاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس کی تلوار اور سطوت کے خوف سے ایسا کرے تو اس پر (قسم کی پاسداری وغیرہ) کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اے ابوبکر! خدائے تعالیٰ تو معاف کر دیتا ہے مگر بندے معاف نہیں کرتے۔ (محاسن و نوادر احمد بن عیسیٰؒ)

۹۔ صفوان بن یحییٰ اور احمد بن محمد بن ابونصر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو قسم کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور وہ مجبور ہو کر بیوی کو طلاق دینے، غلام آزاد کرنے اور اپنا مال صدقہ کرنے کی قسم کھاتا ہے تو آیا اس پر قسم کے مطابق عمل کرنا لازم ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت سے چند چیزیں اٹھالی گئی ہیں (۱) ایک وہ چیز جس پر اسے مجبور کیا

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اس محکمہ والے اس قدر سختی نہیں کرتے تھے جس قدر آج کل کی جاتی ہے۔ آج کل تو چنگی والے اور ان کے گماشتے جامہ تلاشی لیتے ہیں اور کسی قول و قسم پر اعتبار نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی شخص رسید نہ کٹوائے اور پھر پکڑا جائے تو گیارہ گنا زیادہ وصول کرتے ہیں حالانکہ یہ محکمہ ہی غیر شرعی ہے۔ اللّٰہ یحکم بالحق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جائے، (۲) جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں، (۳) اور وہ کام جو غلطی سے کریں۔ (المحاسن)

۱۰۔ جناب احمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مقام تقیہ میں قسم کھائے تو (اس کی خلاف ورزی کرنے سے) اسے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ جب وہ مجبور و مضطر ہو۔ پھر فرمایا: ہر وہ چیز جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے اسے مضطر و مجبور کے لئے حلال قرار دیا ہے۔ (نوادر احمد بن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ باب ۲۴ از امر بالمعروف و نہی عن المنکر، و باب ۹ از وقوف و ج ۱۳ باب ۱۶ از وصیۃ، و ج ۱۵ باب ۳۷ از مقدماتِ طلاق میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو شخص منت مانے یا قسم کھائے کہ وہ اپنے اہل و عیال کیلئے کوئی چیز نہیں خریدے گا تو بے شک وہ خریدے (کوئی حرج نہیں ہے) اگرچہ بقدر ضرورت خرید و فروخت کرنے والا کوئی اور شخص موجود ہو اور اس کے قسم پر عمل کرنے سے اسے کوئی نقصان بھی نہ ہو۔ اور یہی حکم اُدھار پر خریدنے کا ہے جبکہ اسے ترک کرنے میں سخت مشقت ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے یہ منت مانی ہے کہ اگر میں اپنے اہل و عیال کے لئے کوئی چیز اُدھار پر خریدوں تو میں پیدل چل کر خانہ کعبہ جاؤں گا...... تو؟ فرمایا: اس کی اس منت ماننے سے گھر والوں کو مشقت اور تکلیف کا سامنا ہے؟ عرض کیا: ہاں! اگر وہ ادھار پر سودا سلف نہ لے تو یہ بات ان کے لئے سختی کا باعث ہے! فرمایا: بے شک ان کے لئے ادھار پر خریدے۔ اس پر کوئی (کفارہ یا گناہ وغیرہ) نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بڑی زبردست قسمیں کھاتا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے کوئی چیز نہیں خریدے گا تو؟ فرمایا: ان کے لئے ضرور خریدے اور قسم کی وجہ سے اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص قسم کھاتا ہے کہ گھر والوں کی ضرورت کی کوئی چیز وہ بازار سے نہیں خریدے گا تو؟ فرمایا: بے شک وہ ان کے لئے خریدے۔ راوی نے عرض کیا: ایک اور شخص خریدنے والا ہے تو؟ فرمایا: پھر بھی خریدے۔ عرض کیا: جو دوسرا شخص ہے وہ اس سے بھی بہتر سودا سلف خرید سکتا ہے تو؟ فرمایا: بایں ہمہ پھر بھی وہ خریدے۔[1] (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

طلاق دینے، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہر وہ قسم جس کے کھانے میں قصد قربت نہ کیا جائے وہ طلاق کی ہو یا عتاق کی (غلام آزاد کرنے کی)۔ وہ قسم نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ منصور (دوانیقی) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ آپ کا غلام معلی بن خنیس لوگوں کو آپ کی (امامت) کی طرف دعوت دیتا ہے اور آپ کے لئے لوگوں سے مال جمع کرتا پھرتا ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم ایسی کوئی بات نہیں ہے! منصور نے کہا: میں اس (قسم) پر مطمئن نہیں ہوں۔ جب تک آپ طلاق، عتاق اور صدقہ وغیرہ کی قسم نہ کھائیں! فرمایا: کیا تم مجھے خدا کے شریکوں کی قسم کھانے کو کہتے ہو؟ (پھر فرمایا) جو شخص خدا کے نام کی قسم پر مطمئن نہیں ہے۔ اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص یوں کہتا ہے کہ اگر میں نے فلانہ (کنیز) یا فلاں (غلام) کو خریدا تو وہ آزاد ہے اور اگر یہ کپڑا خریدا تو وہ مسکینوں کا مال (صدقہ) ہے۔ اور اگر فلانہ عورت سے نکاح کیا تو اسے طلاق ہے؟ تو؟

---

[1] یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس شخص کی منت یا قسم منعقد ہی نہیں ہوئی کیونکہ ان کے منعقد ہونے کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے یا قسم کھائی جائے اس میں کوئی شرعی یا عقلی رجحان ہونا چاہیے۔ بنابریں ظاہر ہے کہ گھر والوں کے لئے سودا سلف نہ خریدنے میں کوئی رجحان نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات مرجوح ہے اور راجح یہ ہے کہ اس کی خورد و نوش اور دیگر ضروریات زندگی کی خرید و فروخت کی جائے۔ پس جب یہ قسم اور منت منعقد ہی نہیں ہوئی تو پھر اس کی خلاف ورزی پر کفارہ یا گناہ کیا ہوگا؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ کچھ بھی نہیں ہے۔ طلاق اسے دی جاتی ہے جس سے عقد ہو چکا ہو۔ صدقہ اس چیز کا دیا جاتا ہے جو ملکیت میں داخل ہو...... اور آزاد اسے کیا جاتا ہے جو پہلے غلام ہو۔ (مگر یہاں تو ہنوز کچھ بھی نہیں ہے تو طلاق، عتاق وغیرہ چہ معنی دارد؟)۔ (التہذیب، نوادر احمد بن محمد)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم پر (توڑنے کی وجہ سے) کفارہ ہے۔ ماسوا طلاق، عتاق اور عہد و میثاق کے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ محمد بن عذافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے غلام آزاد کرنے کی قسم کھائی مگر اس کا ضمیر (باطن) اس کے (ظاہر) کے ساتھ نہ تھا (حسب ظاہر قسم کھائی دل و دماغ سے نہیں کھائی)...... تو؟ فرمایا: جو شخص اس قسم کی کوئی قسم کھائے اور اس میں خدا کی خوشنودی بھی ہو تو وہ بینہٗ و بین اللہ لازم ہے۔ مگر جسے قسم کھانے پر مجبور کیا جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ حسب ظاہر یہ روایت سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔ ورنہ ہم نے واضح کر دیا ہے عتاق (غلام آزاد کرنے) کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ قسم منعقد ہوتی ہے جس میں ضمیر کا ساتھ نہ ہو۔

۶۔ عبد الاعلیٰ مولیٰ آل سام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی طلاق نہیں مگر وہ جو کتاب اللہ کے موافق ہو...... اور کوئی غلام آزاد نہیں مگر وہ جو خوشنودی خدا کیلئے ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۲، باب ۴۵ از ما یکتسب بہ۔ و ج ۱۵ باب ۱۸ و باب ۶ از کتاب الظہار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۱۷ از کتاب النذر میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

غیر اللہ کے نام کے ساتھ قسم منعقد نہیں ہو سکتی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے کہا کہ اگر اس نے اپنا کوئی مال و متاع فلانہ عورت کو عاریۃً دیا تو اس کا تمام مال بیت اللہ کے لئے ہدیہ ہو جائے گا۔ پس اس کی اجازت کے بغیر اس کے

بعض گھر والوں نے اس کا کچھ مال اس عورت کو عاریۃً دے دیا تو؟ فرمایا: اس طرح اس کا مال بیت اللہ کیلئے ہدیہ نہیں ہوگا...... کعبہ کا ہدیہ وہی ہے جسے خدا نے کعبہ کیلئے قرار دیا ہے۔ اسے پورا کیا جائے گا۔ باقی رہی اس قسم کی قسمیں تو یہ کچھ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں خدا کا کوئی تذکرہ کیا گیا ہے۔ نیز امام علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص احرام کی حالت میں کہتا ہے: مجھ پر ایک ہزار اونٹنی ہے۔ ایک ہزار حج ہیں؟ فرمایا: یہ شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے (جن کی پیروی کرنے کی اہل ایمان کو ممانعت کی گئی ہے...... پھر پوچھا گیا کہ ایک شخص کہتا ہے: اس پر احرامِ حج لازم ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ پوچھا: اگر یوں کہے کہ میں یہ طعام ہدیہ کروں گا؟ فرمایا: یہ بھی کچھ نہیں۔ کیونکہ طعام ہدیہ نہیں کیا جاتا۔ یا ایک شخص اس اونٹ کے بچے کے بارے میں جو نحر کیا جا چکا ہے۔ کہتا ہے: یہ بیت اللہ کا ہدیہ ہے؟ فرمایا: زندہ اونٹ ہدیہ کئے جاتے ہیں۔ نہ اس وقت جب (نحر ہو کر) گوشت بن چکے ہوں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ معصوم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص یوں قسم کھاتا ہے ﴿لا و ابی﴾۔ نہیں! مجھے اپنے باپ کی قسم؟ فرمایا: خدا سے مغفرت طلب کرے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص کہے: میں قسم کھاتا ہوں؟ میں حلف اٹھاتا ہوں؟ تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جب تک یوں نہ کہے کہ میں خدا کے نام کی قسم کھاتا ہوں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۴۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو کہ اس آیت مبارکہ ﴿لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ (کہ شیطان کے نقوش پا کی پیروی نہ کرو) کی تفسیر میں فرما رہے تھے کہ ہر وہ قسم جو خدا کے نام سے نہ کھائی جائے (خواہ جتنی بڑی متبرک چیز کی ہو) وہ شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا: ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا﴾ (کہ خدا کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اپنے آباء و اجداد کا کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت) فرمایا: جاہلیت کے زمانہ والے لوگ (قسم کھاتے وقت) یوں کہتے: ﴿کلا و ابیک و بلی و ابیک......﴾ تو ان کو حکم دیا گیا کہ یوں کہا کرو: ﴿لا واللہ و بلی و اللہ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۵ باب ۱۸ از مقدماتِ طلاق، اور یہاں باب

امیں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ و باب ۳۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

غیظ وغضب اور جبر واکراہ کی حالت میں قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غیظ وغضب، قطع رحمی اور جبر واکراہ میں کوئی قسم نہیں ہوتی۔ راوی نے عرض کیا: اصلحک اللہ! جبر اور اکراہ میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: جبر تو حاکم (جابر) کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور اکراہ بیوی اور ماں باپ کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔ اور یہ (شرعاً) کوئی چیز نہیں ہے (اس پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا)......

(الفروع، الفقیہ، معانی الاخبار، التہذیب)

۲۔ سعد بن ابی خلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے چھپ چھپا کر ایک کنیز خریدی اور جب اسے اس کی اطلاع ملی تو وہ میرا گھر چھوڑ کر اپنے میکے میں چلی گئی اور واپس آنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ اور اس سے کہا کہ تمہیں جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے۔ اور جس نے بھی یہ اطلاع دی ہے وہ تمہارا دشمن ہے جس نے تمہیں نفرت دلانے کی خاطر یہ حرکت کی ہے۔ مگر اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ اب تمہارے اور میرے درمیان اس وقت تک صلح صفائی نہیں ہوسکتی جب تک یہ قسم نہ کھاؤ کہ تمہاری ہر کنیز آزاد ہے۔ اور تمہارا وہ مال صدقہ ہے اگر تم نے اس سے کنیز خریدی ہے۔ چنانچہ میں نے یہ قسم کھائی۔ اس نے پھر یہ قسم دھرائی اور کہا: یوں کہو: اس وقت میری جو کنیز ہے وہ آزاد ہے چنانچہ میں نے یہی الفاظ دھرائے۔ اس کے بعد (گھر واپس آکر) میں اس کنیز سے علیحدہ ہو گیا۔ اور ارادہ یہ کیا کہ اسے آزاد کرکے اس سے شادی کروں گا۔ کیونکہ وہ مجھے پسند تھی۔ امام علیہ السلام نے (میری یہ تمام داستانِ غم سن کر) فرمایا: جو حلف تمہاری بیوی نے تم سے لیا ہے۔ اس کی وجہ سے تم پر کچھ نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ غلام کا آزاد کرنا ہو یا صدقہ دینا ہو وہ صرف وہ صحیح ہوتا ہے جو خدا کی خوشنودی اور اس کے ثواب کے حاصل کرنے کی خاطر کیا جائے (نہ وہ جو کہ بیوی یا کسی اور کے دباؤ کے تحت مجبور ہو کر اس کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے)۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسناد خود اپنے نوادر میں اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس امت سے چھ چیزیں اٹھالی گئی ہیں:

(۱) خطا ولغزش، (۲) سہو ونسیان، (۳) جس کام کے کرنے پر مجبور کئے جائیں، (۴) جس چیز کا انہیں علم نہ ہو۔ (۵) جس کام کی طاقت وقدرت نہ رکھتے ہوں، (۶) اور جس کام واقدام کیلئے مضطر ہوں۔

(نوادر احمد بن محمد...... الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ باب ۵۶ از جہاد نفس اور ج ۱۵ باب ۱۸ از ابواب مقدماتِ طلاق اور یہاں باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۷

قصد وارادہ کے بغیر قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس ارشاد خداوندی ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ (لغو قسموں پر خدا تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا) کے بارے میں فرما رہے تھے کہ ''لغو قسم'' سے وہ قسم مراد ہے جو کوئی بلا قصد وارادہ (صرف بطور تکیۂ کلام) لا واللہ، بلی واللہ کہتا ہے۔ (الفروع، تفسیر عیاشی، التہذیب)

۲۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کا قرضہ دینا تھا اور اس نے اسے پکڑ لیا۔ اور اس نے (اپنی گلا خلاصی کرانے کیلئے) یوں قسم کھائی ہر حلال اس پر اس وقت تک حرام ہے جب تک یہاں سے اٹھنے سے پہلے تمہیں راضی نہ کرے۔ اور پھر اسے راضی کئے بغیر اٹھ کر چلا گیا اور اب اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کی قسم کا کیا بنے گا؟ جب کہ اس کی کوئی نیت نہیں تھی؟...... فرمایا: یہ کام و اقدام کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ مفسر عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد ایزدی کے بارے میں سوال کیا کہ ﴿لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ (خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ)؟ فرمایا: اس سے مراد آدمی کا (بلا قصد وارادہ) یہ کہنا ہے: لا واللّٰہ، و بلی واللہ۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور قبل ازیں (باب ۱۵ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی تھیں اور وہ استحباب پر محمول تھیں۔

باب ۱۸

جو شخص کسی بات کی قسم کھائے اور پھر دیکھے کہ اسے پورا کرنے کی بجائے اس کی خلاف ورزی کرنا بہتر ہے تو اس کے لئے اس کی خلاف ورزی نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اس پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کام کی قسم کھاتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرنا بہتر ہے اور سمجھتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوگا...... آیا اس کی خلاف ورزی کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جب اپنی قسم سے بہتر کوئی چیز دیکھو تو اسے (قسم کو) چھوڑ دو۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن سنان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی شخص کسی کام کی قسم کھائے اور پھر دیکھے کہ اس کی خلاف ورزی کرنا اس (قسم کے پورا کرنے) سے بہتر ہے تو بے شک ایسا کرے کہ یہ اس کی قسم کا کفارہ ہے اور اس کے لئے ایک نیکی بھی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا ایک شخص نے سخت قسم کی خدا کے نام کی قسم کھائی کہ وہ کبھی بھی اپنی کنیز فروخت نہیں کرے گا مگر اب اسے اس کے فروخت کرنے کی ضرورت ہے تو؟ فرمایا: قول و قسم کی خدا سے وفا کر۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں یہ استحباب پر محمول ہے (کہ وفا مستحب ہے)۔ یا اس صورت پر کہ جب سخت ضرورت نہ ہو۔ نیز اس میں تقیہ کا بھی احتمال ہے۔

۴۔ احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) بعض اوقات قسم کھاتے تھے کہ وہ فلاں ام ولد کنیز کو سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے جائیں گے اور اگر لے گئے تو ایک ایسا غلام آزاد کریں گے جس کی قیمت سو دینار ہوگی۔ چنانچہ وہ اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور مجھے حکم دیا۔ اور میں نے ایک سو دینار میں غلام خریدا جسے انہوں نے آزاد کیا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی استحباب پر محمول ہے (ورنہ بوقت ضرورت ایفاء قسم لازم نہیں ہے)۔ بصورت دیگر امام معصومؑ تو کوئی مرجوح (اور مکروہ) کام بھی نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ شرعی قسم توڑنے جیسا فعل حرام جس پر کفارہ لازم آئے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قسم کی دو قسمیں ہیں...... (یہاں تک کہ فرمایا)...... وہ قسم کہ جس کے توڑنے پر نہ کوئی کفارہ ہے اور نہ اجر۔ وہ یہ ہے کہ آدمی کوئی کام کرنے کی قسم کھائے اور بعد ازاں اس سے بہتر صورت حال پیش آ جائے۔ تو بے شک وہ قسم کو چھوڑ کر بہتر کام کو انجام دے۔ (الفقیہ)

۶۔ سعد بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص قسم کھاتا ہے کہ فلاں فلاں نرخ پر اپنا مال فروخت نہیں کرے گا۔ مگر بعد میں اس میں مصلحت دیکھتا ہے تو؟ فرمایا: بے شک فروخت کر دے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

پاک اور پاکیزہ چیزوں کے ترک کرنے پر قسم کھانے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن ابراہیمؒ (قمی) اپنی تفسیر میں باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (خدا کی پاک و پاکیزہ چیزوں سے اپنے آپ کو محروم نہ کرو) کے بارے میں فرمایا کہ یہ حضرت امیر علیہ السلام، جناب بلالؓ اور جناب عثمان بن مظعونؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے قسم کھائی وہ کبھی رات کو نہیں سوئیں گے (بلکہ رات خدا کی عبادت کریں گے)، جناب بلالؓ نے قسم کھائی کہ کبھی دن میں روزہ افطار نہیں کریں گے اور جناب عثمان بن مظعونؓ نے قسم کھائی کہ وہ کبھی نکاح نہیں کریں گے (اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کریں گے)۔ (یہاں تک کہ فرمایا) کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (بیت الشرف سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا: سب لوگ نماز کیلئے مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ چنانچہ جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کی پاک و پاکیزہ چیزوں سے محروم کر رہے ہیں۔ جبکہ میں رات کو سوتا بھی ہوں۔ دن کو افطار بھی کرتا ہوں

(ہمیشہ روزہ نہیں رکھتا) اور عورتوں سے مباشرت بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ﴾۔ (تفسیر قمی)

۲۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے۔ اور اس کے غلام آزاد ہو جائیں۔ اگر وہ کبھی حرام یا حلال چیز پئے تو؟ فرمایا: قسم کھائے یا نہ کھائے حرام کے تو بالکل قریب نہ جائے...... اور جہاں تک حلال کا تعلق ہے اسے ترک نہ کرے کیونکہ تمہیں حلال خدا کو حرام کرنے کا کیا حق ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۱ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسی قسم جس کی خلاف ورزی میں رجحان پایا جائے منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

قسم مظلوم کی نیت کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ ظالم کی نیت کے مطابق واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے جبکہ ان سے یہ پوچھا گیا تھا کہ قسم کھانے میں کون سی نیت جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ فرمایا: ایک مقام پر جائز ہے اور دوسرے مقام پر جائز نہیں ہے؟ پس وہ جو جائز ہے وہ مظلوم کی نیت ہے پس وہ جو نیت کرے اور نیت کرکے قسم کھائے وہ جائز ہے۔ لیکن اگر وہ ظالم ہو۔ تو پھر مظلوم کی نیت کے مطابق قسم واقع ہوتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۱ میں) آئینگی اور کچھ ایسی بھی آئینگی جو بظاہر اس کی منافی ہیں اور ہم وہاں ان کی توجیہہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

قسم کھاتے وقت اگر نیت اور لفظ میں اختلاف ہو جائے تو قسم نیت کے مطابق واقع ہوگی بشرطیکہ قسم کھانے والا ظالم نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اس طرح قسم کھائی کہ لفظ اور تھے اور دل میں ارادہ اور تھا تو؟ فرمایا: قسم ضمیر (ارادہ) کے مطابق ہوگی۔(الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

قسم کھانے اور دوسرے سے قسم لینی ہو اس سلسلہ میں اپنے علم و یقین کے سوا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص قسم نہ کھائے مگر اپنے علم و یقین کے مطابق۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے قسم نہ لے مگر اپنے علم کے مطابق۔(ایضاً)

۳۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص کسی سے قسم نہ لے مگر اپنے علم کے مطابق اور قسم واقع ہی نہیں ہوتی مگر علم و یقین پر۔ خواہ کوئی قسم لے یا نہ لے۔(ایضاً)

باب ۲۳

واجب کام کی بجاآوری اور حرام کام کے ترک کرنے پر قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر اس کی خلاف ورزی کی گئی تو کفارہ واجب ہوگا اور اس کی مقدار؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ان قسموں، ان منتوں کے بارے میں سوال کیا جن سے خدا کی اطاعت ہوتی ہے؟ فرمایا: اگر کوئی شخص (قسم یا نذر کے سلسلہ میں) از قسم طاعت خدا اپنے اوپر لازم قرار دے تو اسے پورا کرے۔ اور اگر اسے

پورا نہ کر سکے تو پھر اس کا کفارہ ادا کرے۔ اور اگر گناہ کے معاملہ میں کوئی قسم کھائی جائے تو وہ کچھ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ قسم جو کسی ایسے کام کے نہ کرنے کی کھائی جائے جس میں آدمی کا دنیوی یا اخروی فائدہ ہو۔ اگر آدمی اس کی خلاف ورزی کرے تو اس میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔ کفارہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب آدمی کسی فعل حرام کے نہ کرنے کی قسم کھائے جیسے یوں کہے: بخدا میں زنا نہیں کروں گا، بخدا میں شراب نہیں پیؤں گا، بخدا میں چوری نہیں کروں گا اور بخدا میں خیانت نہیں کروں گا وھکذا اور بخدا گناہ نہیں کروں گا اور پھر (اس کی خلاف ورزی کرکے) وہ گناہ کر گزرے تو اس پر کفارہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ میسرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ قسم جس کی وجہ سے کفارہ واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز تم پر حرام ہے تم قسم کھاؤ کہ اسے نہیں بجالاؤ گے۔ (سابقہ حدیث میں مذکورہ مثالوں کی طرح) اور پھر اس کا ارتکاب کرو...... تو تم پر کفارہ لازم ہے اور جو کام کرنے کا ہے جیسے واجب کام اور تم قسم کھاؤ کہ نہیں کروگے اور پھر کرو۔ تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کام کا کرنا خدا کی اطاعت ہے (لہٰذا وہ قسم سرے سے منعقد ہی نہیں ہوئی)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کفارہ کی مقدار پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے باب الکفارات (ج ۱۵ باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

قسم منعقد نہیں ہوتی مگر مستقبل پر اور اس بات پر جس میں کوئی (عقلی و شرعی) رجحان ہو۔ پس اگر اس کی خلاف ورزی کرے گا تو گنہگار ہوگا اور کفارہ بھی لازم ہوگا۔ لیکن اگر راجح کے ترک کرنے یا مرجوح کام کے کرنے کی قسم کھائے تو وہ منعقد ہی نہیں ہوگی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر قسم (کی خلاف ورزی پر) کفارہ نہیں ہوتا۔ پس ہر وہ کام جس کا کرنا خدا نے تم پر واجب قرار دیا ہے اور تم قسم کھاؤ کہ وہ نہیں کروگے (مثلاً نماز نہیں پڑھوگے) تو

(چونکہ یہ قسم منعقد ہی نہیں ہوئی) لہٰذا اس کی خلاف ورزی کرنے (نماز پڑھنے پر) کوئی کفارہ نہیں ہے۔ مگر وہ کام جس کا کرنا واجب نہیں تھا (صرف مباح تھا) اور تم اس کے نہ کرنے کی قسم کھاؤ۔ اور پھر اسے کرو۔ تو تم پر کفارہ لازم ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کون سی قسم پر کفارہ واجب ہے؟ فرمایا: اگر کسی نیکی کے (رجحان والے) کام کے کرنے کی قسم کھاؤ (مثلاً نافلہ پڑھوں گا، غریب مومن کی امداد کروں گا وغیرہ وغیرہ) اور پھر وہ کام نہ کرو تو اس کی خلاف ورزی پر کفارہ لازم ہوگا...... اور اگر کسی گناہ کے کام کرنے کی قسم کھاؤ (مثلاً شراب پیئوں گا، چوری کروں گا وغیرہ وغیرہ) تو اس کی خلاف ورزی کرنے (فعل حرام نہ کرنے پر) کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (کیونکہ یہ قسم منعقد ہی نہیں ہوئی) اور اگر کسی ایسے کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاؤ جس میں نہ کوئی نیکی ہو اور نہ برائی (یعنی اس میں) کوئی شرعی رجحان نہ ہو تو وہ قسم کچھ بھی نہیں ہے۔ (منعقد ہی نہیں ہوئی)۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس قسم کی قسم پر کفارہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جس کام کا کرنا تم پر واجب تھا اور تم قسم کھاؤ کہ وہ کام نہیں کرو گے۔ تو اس کے کرنے پر کچھ نہیں ہے (کیونکہ وہ قسم سرے سے منعقد ہی نہیں ہوئی)...... اور جس کام کا کرنا تم پر واجب نہ تھا۔ اور تم قسم کھاؤ کہ اسے نہیں کرو گے...... اور پھر کرو۔ تو اس کا کفارہ لازم ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے مباح پر محمول کیا ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہوتا ہے۔ الغرض جس کام کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہو (جیسے مستحبات) اور اس کے نہ کرنے کی قسم کھائی جائے تو اس کی خلاف ورزی پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (کیونکہ ایسی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

قسم ہو یا کوئی اور کلام اس میں مشیت ایزدی کا استثناء کرنا (انشاء اللہ کہنا) مستحب ہے:

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلام بن مستنیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴾ (ہم نے جب آدمؑ سے کچھ عہد و پیمان لیا جسے وہ بھول گئے اور ہم نے ان کا عزم بالجزم نہ پایا) کے بارے میں فرمایا:

جب خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا اور پھر خدا نے ان کو وہ درخت دکھا بھی دیا۔ اس پر جناب آدم علیہ السلام نے کہا: بھلا میں کس طرح اس کے قریب جا سکتا ہوں۔ جبکہ تو نے مجھے اور میری زوجہ کو اس سے روک دیا ہے؟ خدا نے دونوں سے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ یعنی اس کا پھل نہ کھانا۔ جس پر جناب آدم اور ان کی زوجہ نے کہا: اے ہمارے پروردگار ہم اس کے قریب نہیں جائیں گے اور اس کا پھل نہیں کھائیں گے۔ مگر اس قول و قرار کے ساتھ مشیت الٰہی کا استثناء نہ کیا۔ (یعنی انشاء اللہ نہ کہا) پس خدا نے ان دونوں کو ان کے نفسوں کے حوالے کر دیا (جس کا جو نتیجہ برآمد ہوا وہ سب کو معلوم ہے)۔ اور خداوند عالم نے اپنے (آخری) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ (ہرگز کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ کل میں فلاں کام کروں گا۔ مگر یہ کہو کہ اگر خدا نے چاہا (ان شاء اللہ)۔ یعنی میں کل فلاں کام کروں گا۔ مگر یہ کہ خدا نہ چاہے کہ میں کروں تو پھر خدا کی مشیت مقدم ہوگی۔ اسی لئے خداوند عالم نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ﴾ جب بھول جاؤ کہ اپنے پروردگار کو یاد کرو۔ یعنی جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر کہہ دو۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص پوشیدہ طور پر قسم کھائے وہ پوشیدہ طور پر انشاء اللہ کہے اور جو کھلم کھلا قسم کھائے وہ کھلم کھلا انشاء اللہ کہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

تحریر میں مناسب موقع پر انشاء اللہ لکھنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمرہ کے ارادہ سے مکہ جاتے ہوئے معتب[1] کے گھر قیام فرمایا: امامؑ نے ایک تختی اٹھا کر دیکھی جس میں (معتب کے) اہل و عیال کے لئے خرچ اخراجات کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ جس میں لکھا تھا کہ فلاں نہ فلاں اور فلاں (کے لئے اس قدر ہے) اور اس میں انشاء اللہ نہیں تھا۔ امامؑ نے فرمایا: جس نے یہ تحریر لکھی

[1] جناب معتب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دس غلاموں میں سے بہترین غلام تھے۔ (جامع الرواۃ وغیرہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے اور اس میں انشاء اللہ نہیں لکھا وہ کس طرح گمان کرتا ہے کہ یہ تحریر اپنی تکمیل کو پہنچے گی؟ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (سابقہ باب میں) اور کچھ باب العشرۃ (ج ۸ باب ۹۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

وعدہ وغیرہ میں انشاء اللہ کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک بار قریش نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسائل دریافت کئے جن میں اصحابِ کہف کا قصہ بھی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں کل تمہیں بتاؤں گا۔ مگر اس (وعدہ) کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ چنانچہ چالیس دن تک وحی کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ غمناک ہو گئے اور کچھ اصحاب کو شک لاحق ہو گیا۔ جب چالیس دن کے (وقفہ) کے بعد سورۂ کہف نازل ہوئی...... (تو خدا نے اس میں فرمایا) ﴿لَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ﴾ تو خدا نے بتایا کہ چالیس دن وحی اس لئے نازل نہیں ہوئی کہ آپؐ نے قریش سے یہ کہا کہ میں کل تمہیں بتاؤں گا اور اس کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: جناب عیاشی نے اپنی تفسیر میں اس مضمون کی بکثرت روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح جناب احمد بن محمد نے اپنے نوادر میں۔ (فراجع انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۲۸

جب قسم میں مشیت ایزدی کا استثناء کر دیا جائے یعنی استثناء کے ارادہ سے انشاء اللہ کہا جائے تو وہ قسم منعقد نہیں ہوتی اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہہ دے نہ وہ قسم (خلاف ورزی کرنے سے) ٹوٹتی ہے۔ اور نہ اس پر کفارہ لازم آتا ہے (کیونکہ وہ منعقد ہی نہیں ہوئی)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال

کیا کہ ایک شخص قسم کھاتا ہے مگر ساتھ انشاء اللہ بھی کہہ دیتا ہے اس کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: وہ انشاء اللہ کے مطابق ہے۔ (یعنی اس کی قسم متزلزل نہیں ہے بلکہ منعقد ہی نہیں ہے)۔ (بحار الانوار)

باب ۲۹

جب کوئی شخص بطور تبرک قسم میں انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو چالیس دن کے بعد بھی یاد آ جائے تو انشاء اللہ کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ﴾ (جب بھول جاؤ تو جب یاد آئے تو اپنے پروردگار کا ذکر کرو)...... کا مفہوم پوچھا؟ فرمایا: یہ قسم کے بارے میں ہے کہ جب کہو کہ خدا کی قسم میں یہ نہیں کروں گا وہ نہیں کروں گا...... پس جب بھی یاد آ جائے کہ تم نے انشاء اللہ نہیں کہا تو اس وقت کہہ دو انشاء اللہ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص قسم میں انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر کہہ دے اگرچہ چالیس دن کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ﴾۔ (الفروع)

۳۔ حلبی زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ﴾ کے بارے میں فرمایا: جب کوئی شخص قسم کھائے اور (تبرکاً) انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے تو اسی وقت انشاء اللہ کہہ دے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جب کوئی شخص (قسم وغیرہ میں) انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو چالیس دن تک یاد آنے پر انشاء اللہ کہہ سکتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

(شرعی) قسم صرف خدا کے ذاتی نام (اللہ) یا اس کے صفاتی ناموں کے ساتھ جائز ہے اور وہی منعقد ہوتی ہے یا جیسے لعمرو اللہ و لاھا اللہ[1] کے ساتھ۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ یہ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ (مجھے قسم ہے رات کی کہ جب چھا جائے)۔ ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾ (مجھے قسم ہے دن کی کہ جب روشن ہو جائے)۔ ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾ (مجھے قسم ہے تارے کی جب گرے) یہ اور اس قسم کی قسمیں کیا ہیں؟ فرمایا: خدا کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھائے۔ مگر اس کی مخلوق کے لئے اس کی ذات (وصفات) کے سوا کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں غیر اللہ کے نام کی قسم کھانے کی ممانعت فرمائی۔ اور کتاب اللہ کی کسی سورہ کی قسم کھانے کی مناہی فرمائی اور فرمایا: جو شخص قرآن کے کسی سورہ کی قسم کھائے اس پر اسی سورہ کی ہر ہر آیت کے تعداد کے برابر قسم والا کفارہ ہے اب جس کا جی چاہے وہ اسے پورا کرے اور جس کا جی چاہے وہ برائی کرے۔ اور اس بات کی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص یوں قسم کھائے: ﴿لا و حیاتک و حیوٰۃ فلاں﴾ (نہیں تیری اور فلاں شخص کی زندگی کی قسم)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی شخص کیلئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ خدا کے نام کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائے۔ اور جہاں تک کسی شخص کے اس طرح قسم کھانے کا تعلق ہے کہ ﴿لاب[2] لشانیک﴾ تو یہ جاہلیت کے زمانہ والی بات ہے اور اگر لوگ اس قسم کی قسمیں کھانے لگ جائیں تو پھر خدا کے نام کی قسم تو متروک ہو جائے گی۔ اور آدمی کا (بطور تکیۂ کلام) یا

---

[1] لاھا اللہ۔ بنابریں معلوم ہوتا ہے کہ "ھا" حرف قسم ہے۔ جیسے واؤ و با و تا لہٰذا جس طرح کہا جاتا واللہ باللہ تاللہ۔ اسی طرح لاھا اللہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یعنی لا و اللہ۔ (نہیں خدا کی قسم)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] یہ جملہ ﴿لا اب لشانیک﴾ کا مخفف ہے جس کا ترجمہ ہے: "تیرے دشمن کا باپ نہ ہو یعنی مر جائے"۔ جاہلیت کے زمانہ میں عام لوگ بطور تکیۂ کلام یہ جملہ بولتے تھے (یعنی خدا کرے تیرے دشمن کا باپ مر جائے)۔ اس طرح اس جملہ میں صرف "لا" ضروری ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿ھـنـاۃ و یا ھناہ﴾ (خوراک خوشگوار ہو) کہنا جوکہ محض بھولے ہوئے نام کو یاد کرنے کے لئے اثناءِ کلام میں کہا جاتا ہے۔اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اور جہاں تک ﴿لعمرو اللّٰہ﴾ اور ﴿لاھا اللّٰہ﴾ کا تعلق ہے تو یہ تو خدا کے نام کی قسم ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، قرب الاسناد)

۴۔ ابو جریر قمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپ جانتے ہیں کہ میں پہلے آپ کے والد ماجد سے اور بعدازاں آپ سے کس قدر خلوص رکھتا ہوں پھر میں نے ان کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق کی اور فلاں فلاں (ائمہ طاہرین علیہم السلام) کے حقوق کی یہاں تک کہ ان کے حق کی قسم کھائی کہ آپ مجھ سے جو بات فرمائیں گے وہ باہر نہیں نکلے گی۔ مجھے بتائیں کہ آپؑ کے والد ماجدؑ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں؟ فرمایا: بخدا وفات پا گئے ہیں۔ (یہاں تک کہ کہا) میں نے پوچھا: اس وقت آپؑ امام ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (الکافی)

۵۔ محمد بن یزید طبری بیان کرتے ہیں کہ میں خراسان میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سرہانے کھڑا تھا کہ...... (یہاں تک کہ کہا) امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ سب لوگ ہمارے بندے (غلام) ہیں۔ فرمایا: نہیں۔ مجھے قسم ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم[1] سے اپنی قرابت کی۔ نہ میں نے کبھی یہ بات کی ہے۔ اور نہ ہی کبھی اپنے باپ دادا سے یہ بات سنی ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ عام لوگ اطاعت کرنے میں ہمارے غلام ہیں اور دین میں ہمارے بھائی ہیں حاضر غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالعزیز بن مسلم حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے امام علیہ السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ امام کا انتخاب کر سکتے ہیں ان کی رد فرماتے ہوئے فرمایا: کیا لوگ ایسا امام منتخب کر سکتے ہیں جو ان کا منتخب شدہ امام ان کمالات و صفات کا حامل ہو سکتا ہے؟ انہوں نے حد سے تجاوز کیا ہے۔ ﴿و بیت اللّٰہ الحق﴾ (خدا کے برحق گھر (خانہ کعبہ) کی قسم)۔ اور خدا کی کتاب (قرآن) کو پس پشت ڈال دیا۔ (الکافی، عیون الاخبار، الامالی)

۷۔ جناب شیخ مفیدؒ اپنی کتاب العیون والمحاسن میں باسناد خود میسرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار

---

[1] سابقہ روایت میں ابو جریر قمی کے حق رسول کی قسم کھانے اور اس حدیث میں امام رضا علیہ السلام کے قرابت رسول کی قسم کھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ علی الاطلاق غیر اللہ کے نام کی قسم حرام نہیں ہے۔ بلکہ جائز ہے یعنی قسم کھانے والا گنہگار نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ چونکہ یہ شرعی قسم نہیں ہے لہٰذا اس کی خلاف ورزی پر کفارہ لازم نہ ہوگا واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی)

حضرت امیر علیہ السلام قصابوں کے کوچہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو یوں قسم کھاتے ہوئے سنا: ﴿لا والذی احتجب فی سبع طباق﴾ (نہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جو سات طبقوں میں چھپا ہوا ہے)۔ جناب امیر علیہ السلام نے درّہ بلند کر کے فرمایا: افسوس ہے تیرے لئے۔ نہ کوئی چیز اس کو پوشیدہ کر سکتی ہے اور نہ ہی وہ کسی چیز سے پوشیدہ ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں اس قسم کا کفارہ ادا کر سکتا ہوں۔ فرمایا: نہ۔ کیونکہ تو نے غیر اللہ کے نام کی قسم کھائی ہے (جس کی یہ صفت ہے کہ وہ سات حجابوں میں چھپا ہوا ہے وہ خدا نہیں ہے)۔

(العیون والمحاسن)

۸۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (اکثر لوگ اس حالت میں خدا پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں) فرمایا: اسی (شرک خفی) میں سے یہ بات بھی ہے کہ آدمی اس طرح قسم کھائے۔ نہیں تیری زندگی کی قسم۔ (تفسیر عیاشی)

۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: شرک اطاعت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اس طرح قسم کھائے: ﴿لا واللہ و فلان﴾۔ (خدا کی اور فلاں کی قسم بات اس طرح نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ باسناد خود اپنے نوادر عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ قسم (جس کے توڑنے پر) کفارہ دیا جاتا ہے وہ وہ ہے جو ﴿لا واللہ﴾۔ یا اس قسم کی (خدا کے ذاتی یا صفاتی نام کے ساتھ) کھائی جائے۔ (نوادر احمد بن محمد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ان حدیثوں میں جو غیر اللہ کی قسم کھائی گئی ہے وہ نفی حرمت پر محمول ہیں یعنی ایسی قسم کھانا حرام نہیں ہے۔ اگرچہ وہ نہ منعقد ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی خلاف ورزی کرنے پر کفارہ لاگو ہوتا ہے اور نہ ہی شرعی دعویٰ میں کفایت کرتی ہے۔

باب ۳۱

ستاروں، محترم ہستیوں اور مکہ و مدینہ اور حرم وغیرہ کی قسم کھانا نہ جائز ہے اور نہ ہی منعقد ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ﴾ کے بارے میں فرمایا: جاہلیت کے دور

والے لوگ ستاروں کی قسم کھایا کرتے تھے اس لئے خدا نے فرمایا: ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ﴾ فرمایا: اس شخص کا معاملہ کس قدر سخت ہے جو ان (ستاروں) کی قسم کھاتا ہے اور جاہلیت والے محرم کی تعظیم کرتے تھے مگر اس کی قسم نہیں کھاتے تھے اور نہ ہی رجب کی قسم کھاتے تھے (حالانکہ اس کی بھی تعظیم کرتے تھے) اور ان میں کسی آنے جانے والے سے تعرض نہیں کرتے تھے اگرچہ وہ ان کے باپ کا قاتل بھی ہوتا تھا اور جو چیز حرم کے اندر ہوتی تھی۔ گھوڑا ہو، بکری ہو یا اونٹ وغیرہ اس کے بھی درپے نہیں ہوتے تھے۔ پس خدا نے فرمایا: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ ۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ ان لوگوں کی جہالت (اور ضلالت) اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ مہینے کے دنوں کی تو تعظیم کرتے تھے کہ اگر ان کی قسم کھاتے تھے تو اسے پورا کرتے تھے۔ مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کو (انہی مقدس مہینوں میں) جائز جانتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ارشاد خداوندی ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ستاروں کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ فرمایا: دور جاہلیت کے لوگ حرم کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے مگر اس کی قسم نہیں کھاتے تھے۔ اور اس میں خدا کی ہتک حرمت کرتے تھے (اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے) مگر جو اس میں داخل ہو جاتا اس سے تعرض نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس سے کسی جانور کو نکالتے تھے۔ پس خدا نے فرمایا: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ ۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ فرمایا: وہ شہر کی تو تعظیم کرتے تھے مگر اس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک حرمت کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

کافروں سے خدا کے نام کے علاوہ ان کے نزدیک محترم چیزوں کی قسم کھلانے کا حکم؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی کو خدا کے نام کے علاوہ کسی چیز کی قسم نہ کھلائی جائے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ (ان کے درمیان خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کرو)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے علاوہ) دوسرے ملل و مذاہب کے لوگوں سے کس طرح قسم کھلائی جائے؟ فرمایا: ان سے خدا کے نام کے علاوہ کسی چیز کی قسم نہ لو۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک یہودی سے اس توراۃ کی قسم کھلائی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے امام علیہ السلام کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے کہ جب وہ دیکھیں کہ اس کے عقیدہ کے مطابق اس سے قسم لینا زیادہ مفید ہے تو وہ لے سکتے ہیں (اور جناب شہید ثانی نے مسالک میں ذکر کیا ہے کہ شیخ نے نہایہ میں اور محقق حلی نے شرائع میں ہر حاکم شرع کیلئے ایسا کرنا جائز قرار دیا ہے)۔ اور بعض فقہاء نے اس حلف برداری کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب وہ غیر مسلم خدا کے نام کی قسم کی خلاف ورزی کو جائز جانتا ہو اور اپنے عقیدہ والی قسم کی خلاف ورزی کو ناجائز جانتا ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے (قسم کے) احکام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر اہل دین پر اس کی قسم نافذ ہوگی۔ (الفقیہ) (اس کی وہی توجیہ کی جائے گی جو سابقہ حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے)۔

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام یہود و نصاریٰ سے ان کے معابد اور کنیسوں میں قسم کھلاتے تھے اور مجوسیوں سے ان کے آتشکدہ میں لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے مفاد کے لئے (قسم لینے میں) ان پر شدت و سختی کرو۔ (قرب الاسناد)

۶۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام یہود و نصاریٰ سے ان کی کتابوں (توراۃ و انجیل) کی قسم لیتے تھے اور مجوسیوں سے ان کے آتشکدہ کی قسم لیتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ ایک روایت صادقی کے مطابق حضرت امیر علیہ السلام نے یہودیوں کے ایک بزرگ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ آیات اور معابد وغیرہ کی قسم لی۔[1] (ایضاً)

---

[1] امام علیہ السلام اپنی تکلیف شرعی کو تمام کائنات سے بہتر جانتے ہیں مگر انہوں نے چونکہ ہمیں بہرحال اہل کتاب وغیرہ کفار و مشرکین سے خدا کے نام کی قسم لینے کا حکم دیا ہے لہٰذا ہمارے لئے صرف انہی اخبار و آثار پر عمل درآمد کرنا واجب و لازم ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۸۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کافر ذمی سے کس طرح قسم لی جائے؟ فرمایا: ان سے خدا کے نام کے سوا کسی چیز کی قسم نہ لو۔ (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب احمد بن محمدؒ نے مذکورہ بالا حدیثوں میں سے اکثر کو اپنے نوادر میں روایت کیا ہے۔

باب ۳۳

ظالم شخص سے خدا کی قوت و طاقت سے بیزاری کی قسم لی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار منصور دوانیقی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ آپؑ کا غلام معلیٰ بن خنیس لوگوں کو آپ کی طرف بلاتا ہے اور آپ کے لئے رقم اکٹھی کرتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بخدا ایسی کوئی بات نہیں ہے...... (یہاں تک کہ) منصور نے کہا: میں اس مخبری کرنے والے کو یہاں بلاتا ہوں اور آپؑ کے روبرو بات کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص آ گیا۔ (اور اپنا بیان دہرایا تو) امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے فلاں! کیا تو اپنے اس بیان پر قسم کھائے گا؟ اس نے کہا: ہاں! اور ساتھ ہی یوں قسم کھائی: ﴿واللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ الرحمن الرحیم لقد فعلت﴾ (مجھے اس خدائے رحمٰن و رحیم کی قسم جو عالم الغیب والشہادہ بھی ہے اور جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ آپؑ نے ایسا کیا ہے)۔ امام نے فرمایا: افسوس ہے تیرے لئے تو جب خدا کی مدح و ثنا کرتا ہے تو اس کو تجھے سزا دینے میں حیا مانع ہوتی ہے۔ البتہ تو یوں قسم کھا کہ "میں خدا کی قوت و طاقت سے بیزار ہو کر اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے"۔ چنانچہ اس شخص نے اسی طرح قسم کھائی اور ابھی اس کی قسم مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ گرا اور واصل جہنم ہو گیا۔ اس وقت منصور نے امام سے کہا آج کے بعد آپ کے برخلاف کسی کی شکایت نہیں سنوں گا۔ اور پھر امام علیہ السلام کو انعام و اکرام سے واپس کیا۔ (الفروع)

۲۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی ظالم سے قسم لینا چاہو تو اس سے خدا کی قوت و طاقت سے بیزاری کی قسم لو...... کیونکہ اگر وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو اسے جلد سزا مل جائے گی اور اگر خدا کی حمد و ثنا کر کے قسم کھائے گا تو اس حمد و ثنا کی وجہ سے اسے جلد سزا نہیں ملے گی۔ (نہج البلاغہ)

باب ۳۴

کوئی یوں قسم کھائے کہ اگر اس نے فلاں کام نہ کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہوگا تو یہ قسم منعقد نہ ہوگی اور خلاف ورزی کرنے پر کوئی کفارہ نہ ہوگا اور یہی حکم اس قسم کا ہے کہ اگر اس نے فلاں کام نہ کیا تو وہ حج کا احرام باندھے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے یوں قسم کھائی ہے کہ اگر وہ فلاں کام نہ کرے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے تو؟ فرمایا: اس نے بہت بری بات کہی ہے مگر اس پر کوئی (کفارہ وغیرہ) نہیں ہے۔ (کیونکہ یہ قسم منعقد ہی نہیں ہے)۔(التہذیب)

۲۔ زرارہ اور عبدالرحمٰن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے یوں قسم کھائی کہ اگر اس نے فلاں کام نہ کیا تو وہ حج کا احرام باندھے گا۔اور وہ کام نہیں کیا تو؟ فرمایا: یہ (قسم) کچھ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

جو شخص اپنی بیوی یا کنیز کے حرام ہونے کی قسم کھائے تو (خلاف ورزی کرنے سے) وہ حرام نہ ہوں گی اور نہ ہی کفارہ لازم ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو؟ فرمایا: نہ اس پر کوئی کفارہ ہے اور نہ ہی طلاق۔(الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو؟ فرمایا: اگر میرا اس پر بس چلے تو میں اس کی پشت پر دُرّے ماروں۔ اور اس سے کہوں کہ جب اللہ نے اسے تجھ پر حلال کیا ہے تو پھر اسے حرام کس چیز نے کیا ہے؟ پس امام علیہ السلام نے اس شخص کی تکذیب کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں فرمایا۔(ایضاً)

۳۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِکُمْ﴾ پس خدا نے اسے قسم قرار دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا کفارہ[1] ادا کیا۔ راوی نے عرض کیا کہ کس قدر ادا کیا؟ فرمایا: دس مسکینوں کو کھانا کھلایا۔ ہر مسکین کو ایک مد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ استحباب پر محمول ہے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطلاق (ج ۱۵، باب ۱۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

جنگ میں مخالف کو دھوکہ دینے کی خاطر علانیہ قسم کھانا اور آہستہ طور پر انشاء اللہ کہنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عدی بن حاتم کے بیٹے سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جس دن بمقام صفین علی علیہ السلام و معاویہ کے لشکر کی مدبھیڑ ہوئی تو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ہمراہیوں کو سنا کر فرمایا: بخدا میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کروں گا اور پھر آہستہ آواز سے فرمایا: انشاء اللہ۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپؑ نے قسم بلند آواز سے کھائی اور انشاء اللہ آہستہ آواز سے کہا۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ فرمایا: ﴿الحرب خدعة﴾ (جنگ ایک دھوکہ ہے جس میں دھوکہ جائز ہے)۔ اور میں جھوٹ بھی

---

[1] پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس چیز کو اپنے لئے حرام قرار دیا تھا۔ اس میں دو روایتیں ہیں: (۱) ایک یہ ہے کہ شہد میں پانی ملا کر (کچی بنا کر) پینا آپ کا مرغوب مشروب تھا۔ مگر بعض امہات المومنین کے یہ کہنے سے کہ آپؐ کے منہ میں 'مغافیر' (ایک قسم کی بدبودار گوند) کی بو آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تمہیں اذیت ہوتی ہے تو بخدا میں اسے استعمال نہیں کروں گا۔ (۲) دوسری روایت یہ ہے کہ آپؐ اپنی کنیز ماریہ قبطیہ کے ہمراہ کسی اور محترمہ کے حجرہ میں اقامت پذیر تھے۔ جس کا موصوفہ نے برا منایا۔ تو آپؐ نے فرمایا: بخدا میں ماریہ سے مباشرت نہیں کروں گا۔ اس مقام پر کہا جاتا ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے تو آپ نے حلال خداوندی کو حرام کیوں قرار دیا۔ اور خدا نے ان کو عتاب کیوں کیا؟ اور پھر کفارہ دینے کی نوبت کیوں آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیز شرعاً ناجائز ہے وہ ہے علی العموم کسی حلال چیز کو حرام قرار دینا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی صفات اجل وارفع ہے۔ ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾۔ مگر کسی مصلحت کی خاطر کسی حلال چیز سے اپنے آپ کو محروم کرنا۔ جس طرح بیمار آدمی پرہیز کے سلسلہ میں بعض حلال چیزوں سے اجتناب کرتا ہے۔ شرعاً حرام نہیں ہے تو یہ خدائی عتاب نہیں بلکہ شفقت ایزدی کا اظہار ہے کہ آپ اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں اور کسی کی دلجوئی کی خاطر اس مرغوب چیز یا حلال چیز سے کیوں محروم کرتے ہیں۔ جیسے ارشاد قدرت ہے: ﴿طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی﴾۔ اور کفارہ جائز قسم پر بھی ہوتا ہے جیسے ایلا (جس میں بیوی سے ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھائی جائے۔ تو یہ قسم بھی جائز ہے۔ اور چونکہ چار ماہ میں ایک بار مباشرت واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا کفارہ ادا کر کے مباشرت کی جائے گی...... اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی گناہ و عصیان ہے۔ واللہ العالم والعاصم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہیں بولتا۔ (اس لئے انشاء اللہ کہا۔ کہ اگر مخالف قتل نہ بھی ہو سکے تو میری صداقت پر حرف نہ آئے) اور قسم اس لئے کھائی کہ اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھار سکوں، جوش دلا سکوں۔ تاکہ وہ بزدلی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اس طرح میں ان کو فقہی مسائل بھی سمجھا رہا ہوں۔ جس سے بعد ازیں فائدہ اٹھایا جائے گا۔ پھر فرمایا: جب خدا نے جناب موسیٰ و ہارون کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ان سے کہا تھا: ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (جاؤ اور جا کر اس سے نرم نرم باتیں کرو۔ شاید اسے نصیحت حاصل ہو جائے یا اس کے اندر خوف خدا پیدا ہو جائے)۔ خدا جانتا تھا کہ فرعون نہ نصیحت حاصل کرے گا اور نہ ہی اس کے اندر خوف پیدا ہوگا۔ یہ محض اس لئے فرمایا تھا کہ جناب موسیٰ کو اس کے پاس جانے پر حرص دلایا جائے۔ (الفروع، تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں باب الجہاد (ج ۱۱، باب ۵۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت ہیں کہ جنگ میں خدعہ (دھوکہ) جائز ہے۔

باب ۳۷

جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ بکری کا دودھ نہیں پیئے گا اور اس کا گوشت نہیں کھائے گا تو آیا یہ حکم اس کی بکری کے بچوں پر بھی لاگو ہوگا یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اپنی اس بکری کا نہ دودھ پیوں گا اور نہ ہی اس کا گوشت کھاؤں گا اس کے بعد میں نے اسے فروخت کر دیا۔ مگر اس کے بچے میرے پاس ہیں تو؟ فرمایا: ان کا بھی دودھ نہ پیو اور گوشت نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ اسی کا حصہ ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حکم میں یہ احتمال ہے کہ اس شخص نے قسم کھاتے وقت اس بات کا ارادہ کیا ہو (کہ اس بکری کی اولاد کا بھی دودھ اور گوشت استعمال نہیں کروں گا)۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے کراہت پر محمول کیا جائے۔ اور احوط یہ ہے کہ اسے اپنے ظاہر پر باقی رکھا جائے۔

باب ۳۸

جو شخص اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائے اس کے لئے معاف کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ اور جو غلام کو مخصوص تعداد میں کوڑے وغیرہ مارنے کی قسم کھائے وہ اتنی لکڑیاں اکٹھی کر کے مار سکتا ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نجیۃ العطار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام کے ہمراہ مکہ کا سفر کیا۔ امام علیہ السلام نے اپنے غلام کو کسی بات کا حکم دیا۔ مگر اس نے اس کا الٹ کیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے غلام بخدا میں تمہیں ضرور ماروں گا! مگر میں نے دیکھا کہ آپ نے اسے مارا نہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ نے اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائی تھی مگر آپ نے اسے مارا نہیں؟ فرمایا: کیا خدا یہ نہیں فرماتا کہ ﴿وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (کہ اگر معاف کر دو تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ اپنے غلام کو اتنی تعداد (کوڑے وغیرہ) مارے گا۔ تو اگر وہ اتنی لکڑیاں اکٹھی کر کے ایک بار مار دے تو اس طرح کرنا کافی ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

جو شخص مصحف کے رب کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد ہو جائے گی۔ اور اس قسم کے توڑنے سے ایک کفارہ واجب ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص یوں قسم کھائے: ﴿لا و رب المصحف﴾ (قرآن مجید کے رب کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا)۔ اور اگر اسے توڑ لے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۴۰

جو شخص اپنے قرض خواہ کیلئے قسم کھائے کہ وہ اسے بتائے بغیر شہر سے باہر نہیں جائے گا جبکہ اس کے لئے ایسا کرنا نقصان دہ ہو تو یہ قسم منعقد نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے ذمہ کسی شخص کا قرضہ ہے اور قرض خواہ اس سے بڑی قسمیں لیتا ہے کہ یہ اسے بتائے بغیر شہر سے باہر نہیں جائے گا تو؟ فرمایا: پھر اسے بتائے بغیر باہر نہ جائے۔

راوی نے عرض کیا کہ اگر اسے بتایا تو وہ اسے نہیں چھوڑے گا (باہر نہیں جانے دے گا) تو؟ فرمایا: اگر اسے بتانے میں (اور شہر سے باہر نہ جانے میں) اس کے لئے ضرر و زیاں ہے تو پھر بے شک (بغیر اطلاع کے) باہر چلا جائے۔ اس پر کچھ (کفارہ وغیرہ) نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۱

جب کوئی مرنے والا اپنے مال کی کسی کیلئے وصیت کر جائے یا کسی کے حق میں اقرار کر جائے (کہ اس نے اس کا دینا ہے اور وارث جھگڑا کرے تو اس کے لئے قسم کھانا جائز ہے کہ مرنے والے کا کوئی مال نہیں ہے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بیاع السابری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت نے کسی شخص کے پاس اپنا کچھ مال امانت کے طور پر رکھا۔ اور جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے امین کو بلا کر کہا کہ میرا وہ مال جو تمہارے پاس ہے وہ فلاں عورت کا ہے (یعنی اسے دے دینا)۔ اس کے بعد اس عورت کا انتقال ہو گیا اور اس کے وارث اس (امین) شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہماری مرنے والی کا کچھ مال تھا جو ہمارا خیال ہے آپ کے پاس ہے (اور اگر نہیں ہے) تو آپ قسم کھائیں! آیا وہ قسم کھائے؟ فرمایا: اگر وہ عورت امین تھی (سچ کہا تھا کہ وہ مال اس عورت کا ہے جس کے حق میں اقرار کیا تھا) تو پھر تو قسم کھائے۔ اور امین نہیں تھی...... تو پھر قسم نہ کھائے۔ اور معاملہ کو جوں کا توں رہنے دے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے مال میں ایک ثلث کی مالک ہے (اس میں وصیت کر سکتی ہے اور باقیماندہ مال اس کے وارثوں کا ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۲

جو شخص کسی اور کیلئے قسم کھائے کہ وہ ضرور ایسا کرے گا تو یہ قسم منعقد نہ ہوگی اور ان دونوں میں سے کسی پر کچھ عائد نہ ہوگا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص وغیرہ اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو قسم دیتا ہے (کہ وہ ایسا کرے) تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے صرف قسم دینے والے نے اس کا احترام کیا ہے (کہ اسے قسم دی ہے)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے کو قسم دیتا ہے کہ وہ (اس کے ساتھ) کھانا کھائے مگر وہ نہیں کھاتا۔ تو اس پر کفارہ ہے؟ (فرمایا: نہ)۔ پھر کس قسم پر کفارہ واجب ہے؟ فرمایا: کفارہ اس قسم پر ہے جو کسی مال و متاع کے بارے میں کھائے کہ اسے نہ بیچے گا اور نہ خریدے گا؟ اب اگر اسے خریدنا یا بیچنا چاہے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے (دینی) بھائی کو کوئی کام کرنے کی قسم دے۔ اور وہ نہ کرے تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت سابقہ ضابطہ کے بظاہر منافی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ وغیرھم نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن معلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے وجہ اللہ کا واسطہ دے کر طلاق کا مطالبہ کیا تو؟ فرمایا: شوہر کو حق پہنچتا ہے کہ (اس غلط روش پر) اسے مارے یا چاہے تو معاف کر دے۔

(الفقیہ، نوادر)

۵۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود نقل کرتے ہیں کہ مختار کے دادا کی بہن اپنی بیمار بہن کے پاس گئی۔ اور اس (بیمار بہن) نے اس سے کہا کہ آج روزہ یہاں افطار کر۔ اس نے انکار کر دیا۔ جس پر اس (بیمار بہن) نے کہا: اگر تو نے یہاں افطاری نہ کی تو میری کنیز آزاد ہو جائے۔ یا پھر کبھی تجھ سے بات نہیں کروں گی...... اس پر دوسری بہن نے کہا: اگر میں یہاں افطار کروں تو میری کنیز آزاد ہو جائے...... اس پر پہلی نے کہا: اگر تو نے میرے ہاں افطار نہ کیا تو مجھ پر پیدل چل کر بیت اللہ جانا واجب اور میرا سب مال راہِ خدا میں صدقہ۔ اس پر دوسری نے کہا: یہ سب کچھ مجھ پر عائد ہو جو اگر میں یہاں افطاری کروں؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: بے شک اس سے کلام کرے (اور کچھ بھی لازم نہیں کیونکہ) یہ شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

دعویٰ میں اپنے حق کے حاصل کرنے اور ظالم قاضیوں کے ظلم سے بچنے کی خاطر واقعہ کے خلاف قسم کھانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوالصلاح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میری والدہ نے ایک گھر میں سے جو ان کا حصہ تھا مجھے ھبہ کر دیا میں نے ان سے کہا کہ قاضی اس کی اجازت نہیں دیں گے لہٰذا تو یہ لکھ دے کہ میں نے اپنا حصہ اس (بیٹے) کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ جس پر اس (والدہ) نے کہا: جو تیرا جی چاہے وہ کر۔ تو میں نے وثیقہ لکھوا لیا۔ اس پر بعض ورثہ (میرے بہن بھائیوں) نے مجھ سے کہا کہ تم قسم کھاتے ہو کہ تم نے قیمت ادا کی ہے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: قسم کھا لے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۴

جو شخص اپنے بیٹے کو نحر (ذبح) کرنے کی قسم کھائے تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور یہی حکم اس قسم کا ہے جو لوگوں کے درمیان صلح نہ کرانے کے بارے میں کھائی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی قسم کھائی ہے تو؟ فرمایا: یہ شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اگر تمہیں دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے کہا جائے ﴿والصلح خیر﴾ تو تو یہ نہ کہہ کہ میں نے تو صلح نہ کرانے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ (کیونکہ وہ قسم لغو ہے اور منعقد نہیں ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

اگر کوئی عورت شوہر کیلئے قسم کھائے کہ وہ اس کے بعد شادی نہیں کرے گی تو یہ قسم منعقد نہ ہوگی۔ اور یہی حکم عورت کی اس قسم کا ہے کہ وہ اس کی خاطر شہر سے باہر نہیں نکلے گی؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے سامنے قسم کھائی کہ اس کی موت کے بعد اگر وہ شادی کرے تو اس کے غلام آزاد اور جانور قربانی ہو جائیں۔ مگر (اس کی موت کے بعد) اس کا ارادہ ہو گیا کہ شادی کرے تو؟ فرمایا: وہ اپنے غلام فروخت کر دے۔ کیونکہ مجھے اس کے بارے میں شیطان کا اندیشہ ہے۔ مگر حق (شرع) کے لحاظ سے اس پر کچھ بھی نہیں ہے (یعنی یہ قسم منعقد ہی نہیں ہے)......اور اگر قربانی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ (التہذیب، النوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہاں شیطان سے مراد حاکم جائز ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے شیطان کا وسوسہ مراد ہو۔ مگر نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ کی روایت میں یہاں لفظ سلطان وارد ہے۔

۲۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے (جو ایک شہر میں رہتی ہے اور اس کا شوہر دوسرے شہر میں) قسم کھائی کہ اگر وہ شوہر کے پاس گئی تو وہ اپنا سارا مال مسکینوں پر صدقہ کر دے گی......اور پھر چلی گئی تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

اس شخص کا حکم جو قسم کھائے کہ وہ تول کر ہاتھی کا وزن معلوم کرے گا؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن سعید سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے قسم کھائی کہ وہ ہاتھی کا وزن معلوم کرے گا؟ آنجنابؑ نے اس سے فرمایا: ان باتوں کی قسم کیوں کھاتے ہو جس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر اس کا وزن معلوم کرنے کا ایک مشکل سا طریقہ تعلیم دیا۔ (یہ اس دور کی بات ہے جب سائنس نے موجودہ ترقی نہیں کی تھی مگر آج تو ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ ہاتھی سے کئی گنا زیادہ وزنی چیزوں کا وزن چند سیکنڈ میں

معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کما لا یخفیٰ)۔(التہذیب)

باب ۴۷

اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ حق لینا ہو مگر وہ دینے سے انکاری ہو۔ اور اتفاقاً اس کا کچھ مال اس لینے والے شخص کے ہاتھ لگ جائے تو اس سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے اور اگر اسے قسم کھانی پڑے کہ اس کا کوئی مال اس کے پاس نہیں تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر ارمنی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے ایک شخص سے چند درہم لینے تھے مگر اس نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں اتفاقاً اس کے کچھ درہم میرے ہاتھ لگ گئے۔ تو آیا میں ان سے اپنا حق وضع کر سکتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے قسم لے کہ اس کا کوئی مال میرے پاس نہیں ہے تو قسم کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں تو وضع کر سکتا ہے اور اگر وہ تجھ سے قسم لے تو تو قسم کھا سکتا ہے کہ اس کا کوئی مال میرے پاس نہیں ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸

اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ مال لینا ہو اور وہ انکار کر دے اور یہ اس سے حلف لے۔ اور وہ حلف دے دے تو پھر یہ شخص اس کے مال سے اپنا حق وضع نہیں کر سکتا۔ جبکہ قسم لینے سے پہلے کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ شخص قسم کھانے کے بعد وہ مال واپس کر دے تو اس حقدار کیلئے اس کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خضر نخعی سے (اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کچھ مال لینا تھا۔ مگر اس نے انکار کر دیا تو؟ فرمایا: اگر اس سے قسم لے لے تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر قسم نہ لے تو پھر وہ اپنے حق پر قائم ہے (بقدر حق اس مال سے وضع کر سکتا ہے)۔(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن سیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے ایک شخص کے پاس کچھ مال بطور امانت رکھا تھا۔ مگر اس

نے انکار کر دیا۔ اور اپنے اس انکار پر قسم کھائی۔ مگر دو سال کے بعد وہ شخص میرا امانتی مال لے کر آ گیا۔ اور کہا: یہ تو آپ کی امانت ہے۔ اور یہ چار ہزار اس تمہارے مال کا نفع ہے جو میں نے اس سے کمایا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی اصل رقم تو لے لی۔ مگر نفع والی رقم لینے سے انکار کر دیا۔ الغرض میں نے اصل امانتی مال تو لے لیا مگر وہ نفع والا مال آپ کی رائے معلوم کرنے تک معلق کیا ہوا ہے پس آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: آدھا نفع لے لو اور آدھا اسے مباح کر دو۔ کیونکہ یہ شخص اپنے کئے پر تائب ہے اور خدا توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ (باب ۸۳، ج ۱۲ اور باب ۵ از شرکت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب القضا میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

جس شخص کو اپنی پھوپھی کی کنیز پسند آ جائے اور گناہ کرنے کے اندیشہ سے قسم کھائے کہ کبھی بھی اسے ہاتھ نہیں لگائے گا مگر وہ وراثت میں اسے مل جائے تو قسم ختم ہو جائے گی اور وہ کنیز اس کے لئے حلال ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو اس کی پھوپھی کی کنیز پسند آ گئی اور اس اندیشہ کے ماتحت کہ اس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو جائے اس نے اس قسم کی قسمیں کہ اس کے سارے غلام آزاد ہو جائیں اگر وہ کبھی بھی اس کنیز کو ہاتھ لگائے۔ مگر ہوا یوں کہ کچھ عرصہ کے بعد اس کی پھوپھی فوت ہو گئی اور وہ کنیز وراثت میں اسے مل گئی تو؟ فرمایا: اس سے حرام کاری نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور شاید خدا نے اس کی پارسائی کی وجہ سے اس پر رحم فرمایا ہے اور یہ وراثت میں اُسے مرحمت فرمائی ہے۔ (یعنی اس کیلئے حلال ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

اس شخص کا حکم جو قسم کھائے اور پھر بھول جائے کہ اس نے قسم میں کیا لفظ کہے تھے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی اور بھول گیا کہ کیا لفظ کہے تھے؟ فرمایا: وہ اپنی نیت پر

قائم ہے (کہ نیت کیا تھی)۔ (الفقیہ، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سوال و جواب سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قسم کھانے والا اپنے الفاظ بھول گیا ہے۔ مگر اسے اپنی نیت اور ارادہ کا علم ہے۔ تو اس پر نیت کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ (کیونکہ انما الاعمال بالنیات)۔ الخ......

باب ۵۱

قسم توڑنے سے پہلے قسم کا کفارہ واجب نہیں ہوتا بلکہ توڑنے کے بعد ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام قسم توڑنے سے پہلے کفارہ میں کھانا کھلانے کو ناپسند کرتے تھے۔ (الفقیہ، الاستبصار، التہذیب)

۲۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص قسم توڑ دے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور قسم توڑنے سے پہلے بھی کھلا سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے کیونکہ مخالفین کے مذہب کے موافق ہے۔

باب ۵۲

جب قسم منکر پر عائد ہوتی ہو تو مدعی کیلئے مستحب ہے کہ قسم لینا چھوڑ دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید طائی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مقروض کو پکڑ کر قسم کھلانے کے لئے حاکم کے دربار میں لے جائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ قسم کھا جائے گا۔ مگر یہ اس سے حلف نہ لے اور خدا کی عظمت و جلالت کی خاطر اسے چھوڑ دے تو قیامت کے دن خداوند عالم اس کے لئے جناب خلیل خدا کی منزلت سے کمتر منزل پر راضی نہ ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۳ ابواب الدین میں) گزر چکی ہیں۔

کتاب النذر والعہد

﴿منّت اور عہد و پیمان کا بیان﴾

(اس سلسلہ میں کل پچیس (۲۵) باب ہیں)

باب ا

اس وقت تک کوئی نذر (منّت) منعقد نہیں ہوتی جب تک منذور کا نام لے کر للّٰہ علیّ کذا (یہاں منذور کا نام لیا جائے) نہ کہا جائے اور جب تک وہ کام عبادت نہ ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی یوں کہے: ﴿علیّ المشی......﴾ مجھ پر حج کا احرام باندھ کر بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جانا یا فلاں فلاں جانور کی قربانی کرنا واجب ہے۔ تو یہ کچھ بھی نہیں۔ (نہ منت نہ عہد)۔ جب تک [1] للّٰہ علی ...... نہ کہے (خدا کیلئے مجھے بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر) جانا واجب ہے یا مجھ پر احرام حج باندھنا واجب ہے یا فلاں قربانی دینا لازم ہے۔ اگر میں فلاں کام نہ کروں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر نذر واجب ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں۔ جب تک منذور کا نام نہ لے کہ کیا واجب ہے؟ روزہ؟ یا صدقہ؟ یا غلام آزاد کرنا؟ یا قربانی کرنا اگر کوئی شخص کہے میں اس طعام کی قربانی دوں گا تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ قربانی جانوروں کی دی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ نذر (منت) میں قصد قربت لازم ہے کیونکہ یہ خداوند عالم کے ساتھ ایک قسم کا عہد و پیمان ہے۔ یعنی وہ کام جس کی منت مانی جائے۔ قربۃ الی اللہ انجام دینا واجب ہے۔ لہٰذا صرف کسی کام کے کرنے کا التزام کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ للہ نہ ہو۔ اور اصح یہ ہے کہ یہاں صرف قلبی نیت کافی نہیں۔ بلکہ لفظی طور پر "للہ" کہنا ضروری ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(جب کہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے نذر کرنے کی قسم کھائی۔ اور اس کی نیت اسی قسم کے اندر تھی کہ وہ ایک درہم یا اس سے کم وبیش دے گا...... فرمایا: جب تک اس کام کا کرنا خدا کیلئے قرار نہ دے تب تک وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالربیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایک چیز کو فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اسے خانۂ خدا کا ہدیہ قرار دے رہا ہوں تو؟ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف ایک جھوٹ ہے جو اس نے بولا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر اس نے فلاں کام نہ کیا تو وہ احرام حج باندھے گا۔ اور پھر وہ کام نہیں کرتا تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر سو اونٹ یا اس قسم کی کوئی سی چیز واجب قرار دیتا ہے۔ جس کی طاقت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: یہ شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص منت مانے مگر اس کام کا نام نہ لے جو کرنا ہے۔ تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔ اور اگر مجملاً کسی چیز کا نام لے تو پھر مطلقاً کوئی عبادت کافی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی ہے۔ مگر جو کام کرنا ہے اس کا نام نہیں لیا تو؟ فرمایا: پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی ہے مگر کسی مخصوص کام کا نام نہیں لیا تو؟ فرمایا: چاہے تو دو رکعت نماز پڑھ لے، چاہے تو ایک روزہ رکھ لے۔ اور چاہے تو ایک روٹی صدقہ میں دے دے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے یا اس صورت پر کہ جب کسی چیز کا اجمالاً نام لیا ہو نہ کہ تفصیلاً۔

۳۔ حسن بن حسین لؤلؤی مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا: مجھ پر منت واجب ہے۔ مگر کسی چیز کا نام نہیں لیا تو؟ فرمایا: گندم کی ایک مٹھی (راہِ خدا میں) دے دے۔(الفروع)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر نذر ہے۔ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جب تک نذر کی تعیین نہ کرے کہ روزہ رکھے گا، یا غلام آزاد کرے گا۔ یا صدقہ دے گا یا کوئی قربانی کرے گا۔(النوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از قسم میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص مال کثیر صدقہ کرنے کی منت مانے اس پر اسّی (۸۰) درہم صدقہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب متوکل (عباسی) کو زہر دیا گیا تو اس نے منت مانی کہ اگر وہ تندرست ہو گیا تو مال کثیر صدقہ کرے گا۔ چنانچہ جب وہ صحت مند ہو گیا تو اس نے فقہاء سے پوچھا کہ آخر مال کثیر کی حد کیا ہے؟ تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض نے ایک لاکھ درہم اور بعض نے دس ہزار درہم بتایا۔ جب انہوں نے مختلف فتوے جاری کئے تو اس (متوکل) پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ تو اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جس کا نام صفوان تھا کہا: تو ابن الرضاؑ (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی طرف کیوں رجوع نہیں کرتا۔ متوکل نے پوچھا: وہ اس قسم کے مسائل سے آگاہ ہیں؟ صفوان نے کہا: اگر وہ تمہیں اس پریشانی سے نکال دیں تو مجھے اتنا اتنا انعام دینا ورنہ مجھے سخت قسم کے سو کوڑے مارنا۔ متوکل اس پر راضی ہو گیا چنانچہ اس نے جعفر بن محمود نامی شخص سے کہا کہ جاؤ اور ان سے مال کثیر کی تعداد پوچھ کر آؤ...... چنانچہ جعفر بن محمود گیا۔ اور آپؑ سے حقیقت حال بیان کرکے وضاحت چاہی۔ آپؑ نے فرمایا: مال کثیر کی تعداد اسّی (۸۰) درہم ہے! جعفر نے کہا: وہ (خلیفہ) مجھ سے ثبوت مانگے گا تو اسے کیا جواب دوں؟ فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿لقد نصركم الله في مواطن كثيرة﴾ (کہ خدا نے بہت سارے مقامات پر تمہارے نصرت کی ہے)...... پس جب ہم نے ان مقامات (غزوات نبویہ) کو شمار کیا تو وہ اسّی (۸۰)

نکلے۔ (الفروع، التہذیب، تحف العقول، الاحتجاج للطبرسی، تفسیر قمی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص بیمار ہوا۔ اس نے منت مانی کہ اگر خدا نے اسے صحت و سلامتی فرمائی تو وہ صدقہ کے طور پر مالِ کثیر دے گا مگر مقدار معیّن نہ کی۔ وہ کس قدر دے؟ فرمایا: وہ اسّی درہم دے دے۔ یہ اس قدر کافی ہے اور یہ بات خدا نے قرآن میں بیان کی ہے۔ چنانچہ آنحضرت فرماتا ہے: ﴿لقد نصر کم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ﴾ اور یہ لفظ کثیر قرآن مجید میں اسّی کے عدد میں استعمال ہوا ہے (کیونکہ اسلامی غزوات کی تعداد اسّی ہے)۔ (التہذیب)

باب ۴

اگر کوئی شخص منت مانے کہ وہ طعام یا گوشت کی قربانی کرے گا تو منت منعقد نہ ہوگی۔ بلکہ یہ منت اس وقت منعقد ہوگی جب اونٹ وغیرہ کی خانہ کعبہ میں قربانی کرنے کی منت مانے اور وہ بھی ذبح سے پہلے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: قربانی وہ ہے جو خدا کیلئے خانہ کعبہ کیلئے مانی جائے۔ اس کی وفا لازم ہے جبکہ خدا کے لئے قرار دی جائے اور جس قربانی میں خدا کا ذکر نہ کیا جائے وہ قربانی نہیں ہے۔ (یہاں تک) فرمایا: اگر کہے کہ میں اس طعام کی قربانی کروں گا تو یہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ طعام کی قربانی نہیں کی جاتی۔ یا جب اونٹ کا بچہ نحر کیا جاچکے تو کہے کہ میں اسے بیت اللہ قربانی کے طور پر بھیجوں گا کیونکہ بیت اللہ کیلئے قربانی تب ہوتی ہے کہ جب اونٹ (وغیرہ) زندہ ہو۔ لیکن وہ گوشت بن جائے تو پھر اسے بطور قربانی نہیں بھیجا جاسکتا۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از ابواب قسم میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

جو شخص کسی کام کیلئے منت مانے اور پھر اسے پتہ چلے کہ اس سے پہلے وہ کام ہوگیا تھا۔ تو پھر منت کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک

کنیز تھی جس کا حیض (وقت سے پہلے) ختم ہو گیا تھا۔ میں نے خدا کے لئے منت مانی کہ اگر اسے حیض آ گیا (تو میں ایسا ویسا کروں گا)...... بعد میں پتہ چلا کہ میرے منت ماننے سے پہلے اسے حیض آ گیا تھا تو میں نے مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے خط لکھا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر منت ماننے سے پہلے اسے حیض آ گیا تھا تو پھر تم پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر منت ماننے کے بعد آیا تو پھر منت کی وفا لازم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ از قسم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

منت وغیرہ کے ذریعہ سے ہمیشہ کیلئے اپنے اوپر کچھ واجب قرار دینا مکروہ ہے ہاں البتہ جلب خیر اور دفع شر کی خاطر منت ماننا مستحب ہے جبکہ دائمی نہ ہو اور اگر کوئی شخص (بطور منت) اپنے اوپر کوئی چیز واجب قرار نہ دے تو وہ لازم نہیں ہوتی اور اس کا ترک کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ادائے شکر کے طور پر ہمیشہ سفر ہو یا حضر دو رکعت نماز پڑھنے کو اپنے اوپر لازم قرار دے رکھا ہے۔ تو آیا سفر میں دن کے وقت پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ آدمی اس طرح کچھ اپنے اوپر واجب قرار دے۔ راوی نے عرض کیا کہ میں نے یہ نماز ﴿لِلّٰہ عَلَیَّ﴾ (بطور منت) لازم قرار نہیں دی۔ بلکہ صرف بطور اداءِ شکر نعمت پڑھتا ہوں۔ تو آیا ترک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (فروع کافی کذا فی التہذیب)

۲۔ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے منقول ہے فرمایا: اپنے اوپر حقوق واجب قرار نہ دو اور مصائب پر صبر کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب فاضل طبرسی لکھتے ہیں کہ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوئے جبکہ وہ صغیر السن بچے تھے تو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے چند اکابر عرب نے ان کی مزاج پرسی کی۔ اس اثناء میں کچھ لوگوں نے حضرت امیر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اپنے بیٹوں کے لئے منت کیوں نہیں مانتے؟ اس پر آپؑ نے تین روزے رکھنے کی منت مانی کہ اگر اللہ نے ان کو شفا دی تو وہ تین روزے

رکھیں گے اور یہی منت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے بھی مانی اور یہی منت ان کی کنیز خاص فضہ نے بھی مانی...... پس جب اللہ تعالیٰ نے شہزادوں کو شفادی تو ان حضرات نے منت کو پورا کرنے کی خاطر روزہ رکھا۔ جبکہ گھر میں طعام کا کوئی انتظام نہ تھا۔ بعد ازاں سورہ الدھر کے نزول کا قصہ نقل کیا ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ابواب میں اور کچھ نماز ہائے مستحبہ کے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جو شخص یہ منت مانے کہ اگر اس نے شادی سے پہلے حج نہ کیا تو وہ اپنا غلام آزاد کردے گا تو یہ منت لازم العمل ہوگی اگرچہ یہ حج مستحبی ہی ہو۔ اور غلام آزاد کرنے اور حج کرنے کی منت کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے ذمہ واجبی حج تھا۔ اس سے کہا گیا کہ آپ پہلے شادی کرلیں اور پھر حج کرلینا۔ اس نے جواب میں کہا اگر میں حج کرنے سے پہلے شادی کروں تو میرا غلام آزاد متصور ہوگا مگر اس نے حج سے پہلے شادی کرلی تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنا غلام آزاد کرے گا۔ میں (اسحاق) نے عرض کیا کہ اس نے اس غلام آزاد کرنے میں قصد قربت نہیں کیا تو؟ فرمایا: اس نے اللہ کی اطاعت کی منت مانی ہے اور حج کرنا شادی سے زیادہ اہم ہے۔ اور زیادہ لازم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ حج مستحبی ہو تو پھر؟ فرمایا: اگرچہ مستحبی ہو۔ مگر ہے تو پھر بھی اللہ کی اطاعت کا کام! پس وہ غلام آزاد کرے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت کا بچہ بیمار ہوا۔ تو اس نے یوں منت مانی کہ یا اللہ! اگر تو اس بچے کو صحت عطا فرمائے تو میری فلانہ کنیز آزاد ہوگی۔ مگر وہ کنیز مؤمنہ نہیں ہے (بچے کی صحت یابی کی صورت میں) وہ اسی کنیز کو ہی آزاد کرے یا اس کی قیمت کارہائے خیر میں صرف کرے؟ فرمایا: وہ اسے ہی آزاد کرے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسناد خود اپنے نوادر میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب اسماعیل کی اولاد میں سے (غلام) کہاں سے لائے گا۔ مگر یہ لوگ۔ یہ فرما کر اپنے اہل و عیال کی طرف اشارہ کیا۔ (نوادر)

(مطلب یہ کہ منت ایسی ماننی چاہئے جسے آدمی بآسانی پورا بھی کر سکے۔ اور ایسی نہیں ماننی چاہئے کہ جسے آدمی پورا نہ کر سکے۔ اور اگر کرے تو بڑی زحمت و مشقت کے بعد)۔

باب ۸

جو شخص پیدل چل کر یا پاؤں ننگے حج کرنے کی منت مانے تو اس کا پورا کرنا لازم ہے اور جب چلنے سے عاجز ہو جائے تو سوار ہو سکتا ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پیدل چل کر حج بیت اللہ کرنے کی منت مانی۔ مگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: سوار ہو کر حج کرے۔ (الفروع)

۲۔ رفاعہ اور حفص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پاؤں ننگے پیدل چل کر حج کرنے کی منّت مانی ہے تو؟ فرمایا: اسی طرح پیدل چلے۔ اور جب تھک جائے تو پھر سوار ہو جائے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سندی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے اوپر بیت اللہ کی طرف چل کر (حج کیلئے) جانا لازم قرار دیا تو؟ فرمایا: اس قسم کا کفارہ ادا کر۔ کیونکہ تو نے گویا اپنے اوپر قسم کھائی ہے۔[۱] اور جو کچھ خدا کے لئے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اسے پورا کر۔ (ایضاً)

باب ۹

جو شخص یہ منت مانے کہ وہ چند درہم صدقہ دے گا۔ اور وہ ان کو سونے سے بدل کر دے تو اس پر درہموں کا اعادہ کرنا لازم ہے اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کوئی مخصوص صدقہ کرنے کا ارادہ کرے مگر اس کی خلاف ورزی کرکے کوئی اور چیز دے دے (کہ وہ مقررہ چیز دینا لازم ہے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے شرعی منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کی حاجت بر آری

---

[۱] علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس لئے یہ نذر منعقد نہیں ہوئی کہ پاؤں ننگے چلنے میں کوئی شرعی رجحان نہیں ہے۔ البتہ پیدل چلنے میں رجحان ہے...... چنانچہ شہید اول نے بھی اپنی کتاب دروس میں ایسی نذر کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ منعقد نہیں ہے۔ بنابریں یہ کفارہ بھی استحباب پر محمول ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کر دے تو وہ چند درہم صدقہ کرے گا چنانچہ خدا نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ اور اس نے وہ درہم تڑوا کر سونا لے لیا۔ اور وہ اس کی طرف بھیج رہا ہے آیا ایسا کرنا جائز ہے یا اس کا اعادہ کرنے (یعنی درہم ہی دے؟) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اعادہ کرے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے سابقہ باب میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

جو شخص منت مانے کہ وہ ہمیشہ ایک مخصوص دن کا روزہ رکھے گا اور کبھی ایسا اتفاق ہو جائے کہ وہ دن ایسے دن آ جائے جس میں روزہ رکھنا حرام ہے تو اس دن روزہ نہیں رکھے گا اور اس کی قضا کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس کا مضمون یہ تھا: اے میرے آقا! ایک شخص نے منت مانی کہ وہ خاص جمعہ کے دن جب تک زندہ ہے روزہ رکھے گا...... اب اتفاق ایسا ہوا کہ وہ جمعہ کا دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن یا ایام تشریق میں یا سفر میں آ گیا۔ یا وہ شخص بیمار ہو گیا۔ آیا ان حالات میں وہ اسی دن ہی روزہ رکھے یا اس کی قضا کرے۔ بہر حال اب وہ کیا کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ خداوند عالم نے ان دنوں میں اس سے روزہ ساقط کر دیا ہے۔ وہ ان کے بدل کسی اور دن روزہ رکھے انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز موصوف نے امام علیہ السلام کی خدمت میں یہ مسئلہ بھی لکھ بھیجا کہ ایک شخص نے ایک مخصوص دن روزہ رکھنے کی منت مانی۔ مگر اس نے اس دن اپنی اہلیہ سے مباشرت کر لی۔ اب اس پر کیا کفارہ ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس دن کے عوض ایک دن کا روزہ رکھے اور ایک غلام بھی آزاد کرے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب والاستبصار)

باب ۱۱

جو شخص قربانی کرنے کی منت مانے اس کیلئے کیا چیز ضروری ہے؟ آیا اس کا اشعار (کوئی نشان لگانا) یا تقلید (گلے میں کچھ ڈالنا) اور عرفہ میں وقوف کرنا (وغیرہ) لازم ہے؟ اور اسے نحر کہاں کرے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

نے اس شخص کے بارے میں جس نے قربانی کا ایک اونٹ نحر کرنے کی منت مانی مگر یہ بات معیّن نہ کی کہ نحر کہاں کرے گا؟ فرمایا: نحر منٰی میں ہی کیا جاتا ہے۔ اس کا گوشت وہاں فقراء و مساکین پر تقسیم کیا جائے گا۔ نیز امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے قربانی کا ایک اونٹ نحر کرنے کی منت مانی مگر یہ معیّن کیا کہ کوفہ میں نحر کرے گا؟ فرمایا: جب اس نے جگہ معیّن کر دی ہے تو پھر وہیں نحر کرے کافی ہے۔ (التہذیب، کذا فی الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی منت مانے تو وہ ایک اونٹنی نحر کرے جسے تقلید کرے اور اشعار کرے اور اسے عرفہ میں وقوف کرائے۔ اور جو اونٹ کے بچے کی قربانی کرنے کی منت مانے وہ جہاں چاہے اسے نحر کرے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (اشعار و تقلید اور وقوف وغیرہ) افضلیت پر محمول ہے یا ممکن ہے کہ اس شخص نے دل میں ایسا کرنے کا ارادہ کیا ہو؟ واللہ اعلم۔ مگر اونٹ کے بچہ میں اس قسم کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی قربانی ہر جگہ جائز ہے۔

باب ۱۲

اس شخص کا حکم جو چند روزے رکھنے کی منت مانے مگر بعد میں اس سے عاجز ہو جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے منت کے سلسلہ میں اپنے اوپر چند روزے لازم کئے مگر بعد میں وہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا: وہ کسی اور شخص سے فی روزہ دو مد طعام دے کر رکھوائے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے چند روزے رکھنے کی منت مانی۔ مگر (ادائیگی کے وقت) اس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہو گیا ہے تو؟ فرمایا: ہر روزہ کے عوض گندم کا ایک مد صدقہ کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصیام میں گزر چکی ہیں اور اس قسم کی بھی گزر چکی ہیں کہ جب ہر چیز سے عاجز ہو تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ فراجع۔

باب ۱۳

جب کوئی شخص کسی معیّن دن روزہ رکھنے کی منت مانے تو اس دن اس کیلئے سفر کرنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ اور سفر میں روزہ افطار کرے اور واپسی پر اس کی قضا کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عبّاد بن میمون نے عبداللہ بن جندب سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک معیّن دن کا روزہ رکھنے کی منت مانی مگر اس نے اس دن مکہ جانے کا ارادہ کیا تو؟ تو عبداللہ نے جواب میں کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا ہے جس نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک معین دن کو روزہ رکھنے کی منت مانی۔ مگر اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ بے شک زیارت پر جائے اور راستہ میں روزہ نہ رکھے ہاں البتہ جب واپس آئے تو اس روزہ کی قضا کرے۔ (الفروع، کذافی التہذیب)

۲۔ جناب موصوف باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کی والدہ نے اپنے بعض اولاد کی سلامتی سفر سے واپس آنے کیلئے منت مانی کہ جب ان کا بیٹا گھر آئے گا تو وہ اس دن روزہ رکھے گی مگر اس موقع پر وہ ہمارے ہمراہ مکہ روانہ ہوگئی تو ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ روزہ رکھے یا افطار کرے۔ چنانچہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ سفر میں روزہ نہ رکھے کیونکہ اللہ نے سفر میں اس پر یہ واجب قرار نہیں دیا بلکہ واپسی پر روزہ رکھے! زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ واپسی پر بھی نہ رکھے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہ کرے! مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے اس بیٹے کے بارے میں وہ بات نہ دیکھے جسے وہ ناپسند کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الصوم میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

جو شخص خدا سے یہ عہد و پیمان کرے کہ ہر وہ چیز جس کا وہ مالک ہے اسے راہِ خدا میں صدقہ دے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے سب ساز و سامان کی قیمت مقرر کرا کے خود خرید لے اور اس کی قیمت (یکمشت) یا بالاقساط ادا کرے اور اگر کچھ باقی بچ جائے تو اس کی ادائیگی کی وصیت کر جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے موالیوں میں سے ایک آدمی حاضر ہوا۔ (امام کو) سلام کیا پھر بیٹھ گیا اور رو پڑا...... اور یوں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح عہد کیا کہ اگر وہ مجھے موجودہ خوفناک تکلیف سے صحت و عافیت عطا فرمائے تو میں اپنا سب کچھ راہِ خدا میں صدقہ دے دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت عطا فرمائی۔ تو اب میں نے اپنے اہل و عیال کو انصار کے خراب آباد کی طرف ایک مکان میں منتقل کر دیا ہے تو اب میں گھربار اور دیگر سب مال و اسباب کے بیچنے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ صدقہ کر سکوں؟ امام علیہ السلام نے اس کی داستان سن کر فرمایا: چل اور اپنے مکان اور دوسرے ساز و سامان کی متوسط قیمت مقرر کر اور پھر یہ سب کچھ ایک سفید کاغذ پر لکھ...... اور پھر اسے اپنے قابل وثوق ترین آدمی کے حوالے کر دے اور اسے وصیت کر کہ اگر تجھے کچھ ہو گیا (وفات پا گیا) تو وہ یہ سب کچھ تیری طرف سے صدقہ کر دے اور اپنے گھر لوٹ آ اور اسی طرح کھا پی اور اپنے مال میں وہ سب تصرف کر جس طرح پہلے کرتا تھا...... اور اس سال جو کچھ صدقہ و خیرات دے یا صلہ رحمی پر کچھ رقم خرچ کرے وہ سب لکھ لے اور سال کے اختتام پر اس قابل وثوق آدمی کے پاس جا اور اس سے وہ کاغذ لے کر اس میں اتنی رقم منہا کر لے جو خرچ کر چکا ہے۔ اور وہ لکھ لے۔ اسی طرح ہر سال کے اختتام پر جا اور جا کر حساب و کتاب کر یہاں تک کہ (بفضلہٖ تعالیٰ) سب حساب خدا سے بے باق ہو جائے اس طرح تیرا گھر اور دیگر سامان وغیرہ بچ جائے گا (اور عہد بھی پورا ہو جائے گا) انشاء اللہ اس پر (خوش ہو کر) اس شخص نے کہا کہ آپؑ نے میری پریشانی دور کر دی خدا مجھے آپ کا فدیہ قرار دے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

باب ۱۵

اس منت کا حکم جو کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مانے یا کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر مانے یا کوئی اولاد اپنے والد کی اجازت کے بغیر مانے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں نہ غلام آزاد کر سکتی ہے، نہ صدقہ دے سکتی ہے، نہ ھبہ کر سکتی ہے، نہ کسی غلام کو مدبر کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنے مال سے کوئی منت مان سکتی ہے مگر اپنے شوہر کی اجازت کے بعد۔ ہاں البتہ وہ حج کر سکتی ہے، زکوٰۃ دے سکتی ہے، یا اپنے والدین سے نیک سلوک کر سکتی ہے اور صلہ رحمی کر سکتی ہے۔ (الفقیہ، کذا فی التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مالک کی اجازت کے بغیر غلام کی کوئی منت نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے یمین (قسم) کے ابواب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور اسی طرح اسی مقام پر کئی حدیثوں میں منت پر قسم کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ مگر اس اطلاق کا حقیقی ہونا محل نظر ہے۔

باب ۱۶

اس شخص کا حکم جو منت مانے کہ اگر خدا نے اسے بیٹا عطا فرمایا اور وہ اس کے سامنے بالغ بھی ہو گیا تو وہ اسے حج کرائے گا یا اس کی طرف سے خود حج کرے گا مگر باپ فوت ہو جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میری ایک کنیز کو حمل تھا۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے منت مانی کہ اگر اس نے بچہ کو جنم دیا تو میں اسے حج کراؤں گا یا اس کی طرف سے خود حج کروں گا تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (عہد رسالت میں) ایک شخص نے اپنے (صغیر السن) بیٹے کے بارے میں منت مانی کہ جب وہ بالغ ہو جائے گا تو یہ اس کی طرف سے حج کرے گا یا اسے حج کرائے گا۔ مگر باپ (بیٹے کے بالغ ہونے سے پہلے) وفات پا گیا۔ اور جب لڑکا بالغ ہوا تو وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا (اور سب صورت حال بیان کر کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا (کہ اب وہ کیا کرے؟) آپؐ نے حکم دیا کہ اس کے باپ کے ترکہ سے اس کی طرف سے حج کرایا جائے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

باب ۱۷

کسی گناہ کے نام کی منت منعقد نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی مرجوح کام کی منت منعقد ہوتی ہے اور اداء شکر اور زجر و توبیخ کی منت کا حکم؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ گناہ کے کسی کام میں نذر (منت) نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ کام جس میں آپ کا کوئی دینی یا دنیوی فائدہ ہو اس کے توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، کذا فی التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: دودھ چھڑانے کے بعد (دو سال کے بعد) پھر رضاعت نہیں ہے۔ اور گناہ کے کسی کام میں منت نہیں ہے اور قطع رحمی کے بارے میں کوئی قسم نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کئی قسمیں کھائیں کہ اگر اس نے اپنے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی رشتہ دار سے کلام کیا یا قطع رحمی کی یا کوئی گناہ کیا یا کوئی ایسا (غلط) کام کیا جو نہیں کرنا چاہیئے تو وہ چل کر کعبہ جائے گا، یا صدقہ دے گا یا کوئی قربانی کرے گا۔ تو؟ (چونکہ یہ سب قسمیں خلاف شرع کام کرنے پر کھائی گئی ہیں اس لئے) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی نافرمانی کے کسی کام پر قسم (نافذ) نہیں ہوتی ہاں البتہ وہ قسم واجب الوفا ہوتی ہے جو کسی جائز کام پر کھائی جائے جیسے یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے بیماری سے شفاء عطا فرمائے یا کسی اور خطرناک کام سے نجات عطا فرمائے یا اس کا (گم شدہ) مال واپس لوٹائے۔ یا اسے سفر سے بسلامتی واپس لوٹائے یا اسے خدا رزق عطا فرمائے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فلاں (نیکی کا) کام کرے گا۔ اس قسم کی قسم (یا نذر) کی وفا واجب ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک عورت نے یوں منت مانی کہ اگر وہ شوہر کے ہمراہ گئی تو وہ اپنا مال مسکینوں پر صدقہ کر دے گی پھر وہ شوہر کے ساتھ چلی گئی تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے (کیونکہ اس کی نذر ہی صحیح نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ باسنادِ خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی نیکی کے کام کرنے کی منت مانے (اور وہ بھی کسی جائز کام کے سلسلہ میں) تو آدمی کو وہ کام ضرور کرنا چاہیئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کے کام کی منت مانے تو اسے وہ کام چھوڑ کر اللہ کی اطاعت کا کام کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۶۔ باسنادِ خود یحییٰ بن ابوالعلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے (کسی کام کے سلسلہ میں) یہ منت مانی کہ وہ اپنے ناک میں مہار ڈال کر اونٹوں کے ساتھ قطار میں چلے گی تو اسی اثناء میں ایک اونٹ اس پر گرا جس نے اس کی ناک کو چیر دیا۔ تو اس عورت نے حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں (اونٹ والے کے خلاف) مقدمہ پیش کیا۔ آپؑ نے اس کا مقدمہ یہ فرما کر خارج کر دیا کہ اس نے اللہ کی خاطر منت مانی تھی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس منت کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتی (کیونکہ یہ غلط ہے اور اس میں کوئی رجحان نہیں ہے) بلکہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ (اونٹ والا) ضامن نہیں ہے۔ کیونکہ عورت نے ایسا اقدام کرکے اپنی حفاظت میں کوتاہی کی ہے۔

۷۔ باسنادخود ابن ابی عمیر وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی بھی ہے اور کنیز بھی۔ اور اس کی بیوی اسے کنیز کے معاملہ میں اذیت پہنچاتی ہے اور (تنگ آ کر) بیوی سے کہتا ہے کہ یہ کنیز تیرے اوپر صدقہ ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے خدا کا نام لیا تھا کہ یہ اللہ کے لئے صدقہ ہے (یعنی صحیح منت مانی تھی) تو وہ اس سے مباشرت نہ کرے (کیونکہ وہ آزاد ہے) اور اگر اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ تو وہ اس کی (بدستورر) کنیز ہے۔ اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿لا نـذر فـی معـصیة﴾ (کہ خدا کی نافرمانی کے کسی کام میں منت جائز نہیں ہے) فرمایا: ہاں فرمایا ہے۔ (النوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ابواب متعہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جو شخص ایسی قربانی کرنے کی منت مانے جس پر وہ قدرت نہیں رکھتا تو وہ منت لازم نہیں ہوتی اور اس شخص کی منت کا حکم جو چار پاؤں کے علاوہ کسی چیز کی قربانی کرنے کی منت مانے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کعبہ شریف پر ایسی چیز ہدیہ کرنے کی منت مانی جس پر وہ قادر ہی نہیں ہے تو؟ امامؑ نے فرمایا: اگر اس نے اس چیز کی منت مانی ہے جس کا وہ مالک ہی نہیں ہے (اور نہ ہی اس کے خریدنے کی طاقت رکھتا ہے) تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ چیز غلام یا کنیز وغیرہ ہے تو پھر ان کو فروخت کرکے ان کی قیمت سے خوشبو خریدے جس سے خانہ کعبہ کو معطر کرے۔ اور اگر جانور ہدیہ کرنے کی منت مانی ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار۔ کذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوانِ باب میں مذکور دوسرے موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الحج وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

جو کسی واجب کام کے کرنے اور کسی حرام کے نہ کرنے کی منت مانے وہ لازم ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر کفارہ واجب ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالملک بن عمرو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو اللہ کے نام کی منت مانے کہ وہ فلاں فعل حرام کا ارتکاب نہیں کرے گا! اور پھر کر گزرے؟ فرمایا: نہ (ایسا ہرگز نہ کرے)۔ اور اگر ایسا کرے تو پھر (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (جلد ۱۵ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

جو شخص پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانے اور پھر اس سے عاجز ہو جائے تو سوار ہو کر کرے گا۔ اور مرابطہ کرنے کی نذر ماننے، زمان یا حین کا روزہ رکھنے یا میقات سے پہلے احرام باندھنے کی نذر کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص یہ منت مانے کہ وہ پیدل چل کر حج کرے گا اور پھر اس سے عاجز ہو جائے تو وہ سوار ہو جائے۔ اور اپنی قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ لے جائے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے اپنی سی کوشش کی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باقی عناوین پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الصوم اور باب الحج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

اس شخص کا حکم جو پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانے پھر اس سے عاجز ہو جائے تو آیا اس کا یہ حج اسے دوسرے (حج وغیرہ) سے مجزی ہوگا اور اگر اثناءِ راہ میں عاجز ہو جائے تو آیا زادِ سفر کو صدقہ کر دے؟؟

(اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے خود پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانی ہوئی تھی۔ مگر اس کے پاس مال (زادِ سفر) نہیں تھا۔ اس نے کسی اور شخص کی طرف سے حج کیا آیا یہ اس کی منت سے بھی کافی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس جواب میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس کا حج دوسرے شخص کی جانب سے مجزی ہے جب تک خود عاجز ہے...... اور دوسرا احتمال یہ ہے (کہ یہ دونوں کی طرف سے حج مجزی ہے) اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی منت مانتے وقت یہ قصد کیا ہو کہ وہ حج کرے گا (خواہ اپنی طرف سے یا) کسی اور کی طرف سے۔

۲۔ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عباد بن عبداللہ بصری نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پیدل چل کر خانہ کعبہ جانے کی منت مانی۔ اور اس نے آدھا سفر یا اس سے کچھ کم و بیش طے کیا۔ (اور پھر عاجز ہو گیا تو؟) فرمایا: وہ دیکھے کہ (اگر وہ سفر جاری رکھتا تو یہاں سے کعبہ تک) کتنا مال خرچ کرتا؟ اتنا مال صدقہ کر دے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

اس شخص کا حکم جو بیمار ہو جائے اور کچھ مال کے عوض (منت مان کر) اللہ تعالیٰ سے اپنی جان خریدے اب وہ مال کس کا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص بیمار ہوا اور اس نے ایک لاکھ درہم کے عوض خدا سے اپنی جان خریدی یہ کہہ کر (منت مان کر) کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا دے تو وہ ایک لاکھ درہم دے گا؟ امام علیہ السلام نے پوچھا: اے اسحاق! تو نے وہ مال کس کے لئے قرار دیا ہے؟ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! امام کیلئے! فرمایا: ہاں وہ اللہ کے لئے ہے۔ اور جو اللہ کے لئے ہے وہ امام کے لئے ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مال امامؑ کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے کیونکہ وہ بہتر جانتے ہیں کہ اس مال کا صحیح مصرف کیا ہے؟ جہاں اسے صرف کرنا ہے!!

باب ۲۳

غیظ و غضب کی حالت میں نذر منعقد نہیں ہوتی (بلکہ بقائمی ہوش و حواس ہوتی ہے) اور اس کے ماننے کے وقت تقرب الٰہی کا قصد کرنا ضروری ہے لہٰذا بیوی کی (یا اور کسی روٹھے ہوئے دوست) کی خوشنودی کیلئے صحیح نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے خدا کے لئے اپنے اوپر یہ بات لازم قرار دی کہ میں اپنے ابن عم کا کوئی صلہ و ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔ اور ایام حج میں اپنا مال و متاع منیٰ کے بازار میں نہیں لے جاؤں گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو نے یہ منت شکر الٰہی کی خاطر مانی ہے (کہ اس نے تجھے ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے) تو پھر تو اسے پورا کر اور اگر کسی رنجش کی بنا پر ایسا کیا ہے تو پھر تجھ پر اس کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر وغیرہ کئی اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی کنیز ہے جس سے غیرت کی وجہ سے اس کی بیوی اسے اذیت پہنچاتی ہے جس کی وجہ سے وہ شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ یہ کنیز تجھ پر صدقہ ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے (خدا کیلئے) خدا کا نام لے کر اسے صدقہ کیا ہے تو اس کے نزدیک نہ جائے (کیونکہ وہ آزاد ہو گئی ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا (بلکہ بیوی کو خوش کرنے کے لئے ایسا کیا ہے) تو وہ اس کی کنیز ہے اس سے جو چاہے سلوک کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ از یمین اور باب ۱۷ از نذر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

جو شخص یہ منت مانے کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دے گا تو یہ نذر منعقد نہ ہوگی ہاں البتہ اس کے لئے مستحب ہے کہ ایک دنبہ ذبح کر دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دے گا۔ تو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ بات شیطان کے نقوشِ پا میں سے ہے (یہ شیطانی فعل ہے)۔ (التھذیب، الاستبصار)

۲۔ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں مقام ابراہیمؑ کے پاس اپنے بیٹے کو ذبح کروں گا۔ اور اب وہ کام میں نے کیا ہے تو؟ حضرت امام علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ ایک موٹا تازہ دنبہ ذبح کر اور اس کا گوشت غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں یہ بات واضح کی جا چکی ہے۔ گناہ کے کام کی منت منعقد ہی نہیں ہوتی تو پھر دنبہ ذبح کرنے کا حکم کیوں؟ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دوسرے علماء نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

باب ۲۵

اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد و پیان کی وفا واجب ہے اور اسکی خلاف ورزی پر کفارہ مخیّرہ واجب[۱] ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کفارات کے باب میں جناب علی بن جعفرؑ کی حدیث گزر چکی ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کرنے کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے یا صدقہ دے (ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے) یا پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ (التھذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسنادِ خود حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے حجر اسود کے پاس خدا سے عہد کیا کہ وہ کبھی کسی فعل حرام کا ارتکاب نہیں کرے گا؟ مگر جب واپس آیا تو فعل حرام کا ارتکاب کر بیٹھا تو؟ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرے (انہیں کھانا کھلائے) اور جو عہد اس نے ترک کیا وہ بہت بڑا ہے اس لئے استغفار کرے اور توبہ کرے۔ (نوادر)

---

[۱] فقہاء میں اس کفارہ میں اختلاف ہے؟ ایک قول یہی ہے جو یہاں مذکور ہے۔ مگر دوسرا قول جو زیادہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ کفارہ قسم والا کفارہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑا پہنائے یا غلام آزاد کرے۔ چونکہ قسم، عہد اور نذر متقارب المفہوم ہیں جن میں سے بعض کا بعض پر اطلاق بھی ہوتا رہتا ہے تو یہ روایات اولیٰ ہیں اور یہی قول زیادہ قابل قبول ہے۔ والاحتیاط احوط۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کتاب الصید والذبائح

﴿شکار کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل پینتالیس (۴۵) باب ہیں)

باب ۱

کلب معلم کا کیا ہوا شکار مباح ہے جبکہ مر جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس سے (سدھائے ہوئے) کتے مراد ہیں۔(الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن ریاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سدھایا ہوا کتا اللہ کا نام لے کر (بسم اللہ پڑھ کر) شکار پر چھوڑتا ہے تو؟ فرمایا: وہ جس کا مارا ہوا شکار کھا سکتا ہے ہاں البتہ اگر زندہ پر پہنچ جائے تو اسے ذبح کر لے! اور اگر دیکھے کہ اس شکار میں اس سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ وہ کتا بھی شامل ہو گیا ہے جو سدھایا ہوا نہیں تھا۔ تو اس شکار کا گوشت نہ کھائے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز، شقرے، کتے اور چیتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان نام بردہ چیزوں میں سے سدھائے کتے کے سوا کسی کا شکار نہ کھاؤ۔ سوائے اس کے جسے ذبح کرو۔ عرض کیا: اگر آدمی کے پہنچنے سے پہلے کتا شکار کو مار ڈالے تو؟ فرمایا: تب بھی کھاؤ (بشرطیکہ چھوڑتے وقت خدا کا نام لیا ہو) کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ......﴾۔(ایضاً)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں اس سابقہ روایت کو باسناد خود نقل کیا ہے ہاں البتہ اس کے ساتھ اس قدر

اضافہ کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ تمام درندے شکار کو اپنے لئے پکڑتے ہیں سوائے سدھائے ہوئے کتے کے کہ وہ اپنے مالک کے لئے پکڑتا ہے۔ پس جب اسے شکار پر چھوڑو۔ تو اللہ کا نام لے لو کہ یہی اس کا تذکیہ (ذبح) ہے۔(تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

سدھائے کتے کے شکار کا کھانا جائز ہے۔ اگرچہ وہ اس شکار میں نصف سے کم یا زیادہ یا اس کا اکثر حصہ کھا گیا ہو بشرطیکہ وہ اس کھانے کا عادی نہ ہو۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حکم بن حکیم صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس کلب (معلم) کے شکار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے وہ مار ڈالے؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! عرض کیا کہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جب (سدھایا ہوا) شکاری کتا شکار کرکے کچھ کھا جائے تو اس کا شکار کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس نے وہ شکار اپنے لئے کیا ہے (مالک کیلئے نہیں کیا!) لہٰذا اس کا شکار نہیں کھانا چاہیے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر بھی کھاؤ۔ کیا وہ تم سے اتفاق نہیں کرتے کہ کلب معلم کا شکار کو مارنا اس کا تذکیہ ہے؟ عرض کیا: ہاں اتفاق کرتے ہیں! فرمایا: وہ لوگ اس بکری کے گوشت کے متعلق کیا کہتے ہیں جسے کوئی شخص ذبح کرے اور اس کے بعد کوئی درندہ اس کا گوشت کھا جائے آیا اس کا باقیماندہ گوشت کھانا جائز ہے؟ عرض کیا: ہاں (ان کے نزدیک) جائز ہے! تو جب وہ یہ جواب دیں تو تم ان سے کہو کہ اس شکار کا (جس کا تذکیہ کلب معلم کے ذریعہ سے ہوا ہے) اگر اس سے کتا کھا جائے تو اس کا باقیماندہ گوشت کیوں نہیں کھاتے...... اور اگر اس کا تذکیہ آدمی کے ذریعہ سے ہو اور اس سے کوئی درندہ کھا جائے تو اس کا باقیماندہ کھاتے ہو؟ (یہ تفریق کیوں؟)۔

(الفروع، کذا فی التہذیب، الاستبصار)

۲۔ باسناد خود محمد بن مسلم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس شکار کے بارے میں جسے آدمی (سدھایا ہوا) کتا چھوڑے اور خدا کا نام بھی لے۔ فرمایا: اگر زندہ پر پہنچ جائے تو اسے ذبح کرے اور مردہ پر پہنچے جبکہ کتے نے اس سے کچھ گوشت کھایا بھی ہو۔ تو باقیماندہ کھا سکتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ باسنادِ خود سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سلمان (محمدی) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شکار کلب معلم پکڑے اسے کھاؤ اگر وہ اس کے دوثلث بھی کھا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (سدھایا ہوا) کتا چھوڑا اور اس نے شکار پکڑا۔ اور اس سے کچھ گوشت کھا بھی لیا۔ آیا میں اس کا باقیماندہ گوشت کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: جب کتا چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا تو اس کا کیا ہوا شکار کھاؤ...... اور اگر خدا کا نام لینا بھول جاؤ۔ تب بھی کھاؤ۔ اور اس کا باقیماندہ حصہ بھی کھاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کل معلم کوئی شکار پکڑے تو وہ کھاؤ خواہ وہ اس سے کھائے یا نہ کھائے اور خواہ اسے مار ڈالے یا نہ مارے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر زندہ پر پہنچ جائے تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے جیسا کہ اس کی وضاحت آئے گی۔

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کلب معلم کو شکار پر چھوڑے اور (جان بوجھ کر) بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کا گوشت نہ کھائے۔ راوی نے سوال کیا کہ اگر شکاری کتا شکار کا کچھ گوشت کھا جائے تو اس کا باقیماندہ حصہ کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ باسنادِ خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلب معلم کے بارے میں سوال کیا جو شکار کو مار لیتا ہے؟ فرمایا: کھاؤ! عرض کیا: اگر وہ خود بھی شکار سے کچھ کھائے تو؟ فرمایا: جب وہ کھائے تو پھر اس نے شکار مالک کے لئے نہیں کیا بلکہ اپنے لئے کیا ہے۔ لہٰذا نہ کھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو اس کتے پر محمول کیا ہے جو شکار کھانے کا عادی ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ کلب معلم ہی نہ ہوگا...... یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ اور ممکن ہے کہ یہ کراہت پر محمول ہو۔ یا اس صورت پر کہ جب گوشت کو پاک نہ کیا جائے۔

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابی سعید حکاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کلب معلم کے بارے میں سوال کیا جسے خدا کا نام لے کر شکار پر چھوڑا جاتا ہے۔ اور وہ شکار کو مار دیتا ہے اور اس سے کچھ کھاتا بھی ہے؟ فرمایا: اس شکار کا گوشت کھاؤ۔ اگرچہ کتے نے اس سے کھایا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۳

اس شکار کا گوشت کھانا حلال نہیں جسے کلب معلم کے علاوہ کوئی اور حیوان شکار کرے مگر یہ کہ آدمی زندہ شکار پر پہنچ جائے اور اسے ذبح کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ حذاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلب معلم کے سوا کسی چیز کے کئے ہوئے شکار کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔

(الفروع، کذافی التہذیب)

۲۔ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز، شقرے، چیتے اور کلب معلم کے شکار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کلب معلم کے سوا کسی قسم کے شکار کا گوشت مت کھاؤ مگر جب اسے ذبح کرو۔(ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

کلب معلم کے کئے ہوئے شکار پر جب آدمی اس کے مرنے سے پہلے پہنچ جائے تو پھر ذبح کئے بغیر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے سدھایا ہوا کتا خدا کا نام لے کر شکار پر چھوڑا تو؟ فرمایا: اس کے پکڑے ہوئے شکار کو کھا سکتا ہے لیکن جب زندہ پر پہنچ جائے تو اس کا تذکیہ کرے (اسے ذبح کرے)۔

(الفروع، کذافی التہذیب)

۲۔ باسناد خود محمد بن مسلم وغیرہ سے اور وہ امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کوئی آدمی خدا کا نام لے کر (بسم اللہ پڑھ کر) (سدھایا ہوا) کتا شکار پر چھوڑے اور تم زندہ پر پہنچ جاؤ تو اس کا تذکیہ کرو۔(ایضا)

۳۔ مفسر عیاشی باسناد خود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابوحنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (سدھایا ہوا) کتا شکار کرتا ہے۔ اور آدمی اس کو جا کر پکڑ لیتا ہے اور پھر وہ اس کے ہاتھ میں مر جاتا ہے۔ آیا اس کا

گوشت کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں، جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ (کلاب معلم جو کچھ تمہارے لئے پکڑیں تم ان میں سے کھاؤ...... (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب کسی شکار کے مارنے میں کلب معلم اور دوسرا کتا دونوں شریک ہوں یا اس کا مارنے والا مشتبہ ہو جائے تو پھر اس کا گوشت ایسی صورت میں حلال ہوگا کہ جب زندہ کو پکڑا جائے اور آدمی اس کو ذبح کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی عبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے سدھائے ہوئے کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا کہ اگر تم اس کے ساتھ کوئی دوسرا (عام) کتا پاؤ...... (کہ دونوں نے مل کر شکار کیا ہو) تو پھر اس جانور کا گوشت نہ کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم اپنا (سدھایا ہوا) کتا شکار پر چھوڑو اور پھر شکار کرنے میں کوئی اور (عام) کتا شامل ہو جائے تو پھر اس کا گوشت نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ اسے (زندہ پکڑ کر) ذبح کرو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، ۲، ۳، ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ٦

جو شکار چیتا، کوا، شیر وغیرہ کرے اس کا کھانا جائز نہیں ہے مگر وہ جسے زندہ پکڑ کر ذبح کیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ حذّاء سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ چیتے کا شکار؟ (حلال ہے؟) فرمایا: اگر زندہ پر پہنچ جاؤ اور اسے ذبح کرو تو پھر حلال ہے! میں نے عرض کیا کہ آیا چیتا کتے کی مانند نہیں ہے؟ فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) سوائے کلب معلم کے کسی کا شکار حلال نہیں ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں: وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سدھائے ہوئے چیتے کا شکار کیسا ہے؟ فرمایا: اگر زندہ پر پہنچ جاؤ اور ذبح کر لو تو پھر کھاؤ اور اگر چیتا اسے مار ڈالے تو پھر نہ کھاؤ۔

(التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شکار کو چیتا مارے اس کا گوشت نہیں کھانا چاہئے۔

(الفروع، کذا فی التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد ماجد نے فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جانور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے جسے کوا ٹھونگے مار کے مارے یا جس کا شیر شکار کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جو کتا سدھایا ہوا نہیں ہے اس کے کئے ہوئے شکار کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ چھوڑتے وقت اسے سدھائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شکار سدھائے ہوئے کتے کریں وہ کھاؤ اور جو غیر سدھائے ہوئے کریں وہ نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ پہنچ کر ذبح کر لو۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر کتا سدھایا ہوا نہ ہو مگر اسی وقت جبکہ آدمی اسے شکار پر چھوڑ رہا ہے سدھائے تو اس کا کیا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ وہ بھی سدھایا ہوا ہی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب بالخصوص ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

جو شکار سدھایا ہوا کتا کرے اور آدمی زندہ پر پہنچ جائے مگر اس کے ذبح کا سامان (چھری وغیرہ نہ ہو) تو پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ کتا اسے مار ڈالے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (سدھایا ہوا) کتا شکار پر چھوڑتا ہے اور وہ زندہ پر پہنچ جاتا ہے مگر اس کے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ کتا اسے مار ڈالے اور پھر وہ اس سے کھائے؟؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (سدھایا ہوا) کتا بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑتا ہوں۔ اور وہ شکار کرتا ہے۔ مگر میرے پاس ذبح کرنے کا آلہ نہیں ہے تو؟ فرمایا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اسے مار ڈالے پھر اس سے کھاؤ۔ (ایضاً)

باب ۹

کلب معلم کے سوا جو شکار باز، شقرا، عقاب، کوئی اور پرندہ یا کوئی درندہ وغیرہ کرے اس کا کھانا جائز نہیں سوائے اس صورت کے کہ زندہ پر پہنچ کر اسے ذبح کرو۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے تیرہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز، شقرا، کتے اور چیتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان میں سے کلب معلم کے سوا کسی کا کیا ہوا شکار نہ کھاؤ۔ سوائے اس کے جسے (زندہ پر پہنچ کر) تذکیہ کرو۔

(الفروع، التہذیب، تفسیر قمی)

۲۔ باسنادِ خود حلبیؒ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ باز اور شکاری کتا شکار کرے اور اسے مار ڈالے اور اس سے کچھ کھائے بھی آیا اس کا باقیماندہ حصہ کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جہاں تک پرندہ (باز) کے شکار کا تعلق ہے تو اس میں سے صرف وہ کھاؤ جسے (زندہ پر پہنچ کر) ذبح کرو۔ (ایضاً)

۳۔ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (بعض مسائل میں) فتویٰ دینے میں تقیہ کرتے تھے اور ہم باز اور شقرا کے شکار کے سلسلہ میں خوف کرتے تھے مگر اب خوف نہیں رہا (لہٰذا صاف کہتے ہیں) کہ ان کا شکار حلال نہیں ہے سوائے اس کے جسے (زندہ) پکڑ کر ذبح کرو۔ کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آیت ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ﴾ سدھائے ہوئے کتوں کے بارے میں وارد ہے۔ (ایضاً)

۴۔ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم شکار پر باز، یا شقرا یا عقاب بھیجو اور ان کا کیا شکار نہ کھاؤ جب تک ان کا تذکیہ نہ کرو۔ اور اگر (تمہارے پہنچنے سے پہلے) شکار مر جائے تو پھر اسے مت کھاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ باسنادِ خود ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز اور شقرے کے شکار کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: جس شکار کو باز اور شقرا مار دے اسے مت کھاؤ اور نہ ہی اس شکار کا گوشت کھاؤ جسے درندے پرندے شکار کرکے مار دیں۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے بازوں، شقروں اور پرندوں کے شکار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان چیزوں کے شکار کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ لہٰذا اگر زندہ جانور پر پہنچ جاؤ اور اس کا تذکیہ کرلو۔ تو پھر کھاؤ۔ اور اگر وہ مر جائے تو پھر مت کھاؤ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اسی طرح باز، شقرا وغیرہ جو شکار کریں وہ مت کھاؤ۔ مگر وہ جس کا تذکیہ کرو۔ (قرب الاسناد)

۸۔ مفسر عیاشی نے باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: (سدھائے ہوئے) کتوں کے سوا چیتوں، شقروں اور ان جیسے درندوں کے شکار کے متعلق فرمایا کہ ان کا شکار کو نہ کھاؤ سوائے اس کے جسے زندہ پاؤ اور اس کا تذکیہ کرو۔ کیونکہ خداوند عالم نے ''مکلبین'' فرمایا ہے لہٰذا کتوں کے سوا باقی چیزوں کے کئے ہوئے شکار کا کھانا جائز نہیں ہے سوائے اس کے جس کا تذکیہ کرو۔ (تفسیر عیاشی)

۹۔ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں مذکور ہے کہ ارشادِ خداوندی ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ﴾ اور اس سے مراد (سدھائے

ہوئے) کتے ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

(مخفی نہ رہے کہ اس باب میں جو بعض حدیثیں اس عنوان اور اس حقیقت کے خلاف موجود ہیں۔ وہ تقیہ پر محمول ہیں جیسا کہ اس باب کے حدیث نمبر ۳ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

باب ۱۰

کردی سدھائے ہوئے کتوں کا شکار کھانا جائز ہے البتہ سخت کالے کتے کا شکار مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کردی کتوں کو سدھایا جائے تو وہ سلوقی (تازی) کتوں کی مانند ہیں (کہ ان کا شکار حلال ہے)۔

(الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سخت کالے رنگ کے کتے کا شکار نہ کھاؤ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ اس سے وہ کالا کتا مراد ہو جو سدھایا ہوا نہ ہو اور ممکن ہے کہ اسے کراہت پر محمول کیا جائے اور یہی اقرب ہے۔

باب ۱۱

جب کوئی ایسا کتا کوئی شکار کرے جسے کسی نے چھوڑا نہ ہو (اور نہ ہی بسم اللہ پڑھی گئی ہو) اور وہ شکار کو مار ڈالے تو اس شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک کتا خود بخود چھٹ گیا اور اسے مالک نے نہیں چھوڑا اور اس نے کوئی شکار کیا اور جب مالک شکار پر پہنچا تو وہ مر چکا تھا آیا وہ اس کا گوشت کھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔

(الفروع، کذا فی التہذیب والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

کلب معلم کو شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے ورنہ اس کے کئے ہوئے شکار کا کھانا حلال نہ ہوگا مگر یہ کہ آدمی بھول جائے کہ اس صورت میں حلال ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود قاسم بن سلیمان اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو کتا شکار کرے اور (اس کے چھوڑتے وقت) خدا کا نام لیا گیا ہوتو اس کا گوشت کھائے اور جب وہ شکار کرے مگر (مالک خدا کا) نام نہ لے تو پھر نہ کھائے۔ یہ مطلب ہے ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ﴾ کا۔(الفروع، کذافی التہذیب والفقیہ)

۲۔ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنا کتا (شکار پر) چھوڑے اور خدا کا نام لینا بھول جائے تو وہ بمنزلہ اس شخص کے جو حیوان ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا بھول جائے یہی حکم اس شخص کا ہے جو (شکار کو) تیر مارے مگر خدا کا نام لینا بھول جائے...... (کہ ان سب صورتوں میں اس کا گوشت کھانا جائز ہے)۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ آدمی گوشت کھاتے وقت خدا کا نام لے لے (بسم اللہ پڑھ لے)۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جب کتا چھوڑنے والے کے علاوہ کوئی شخص بسم اللہ پڑھے تو وہ کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک جماعت شکار کے لئے نکلتی ہے کتے کا مالک کتا چھوڑتا ہے۔(اور وہ بسم اللہ نہیں پڑھتا) جبکہ ایک اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو آیا یہ بات (شکار کے حلال ہونے کیلئے) کافی ہے؟ فرمایا: بسم اللہ وہی پڑھے جو کتا چھوڑ رہا ہے۔(التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتا چھوڑنے والے کے علاوہ کسی کا

بسم اللہ پڑھنا کافی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

کتے کا شکار جبکہ وہ (شکار) زندہ حالت میں آنکھوں سے غائب ہو جائے اور پھر مردہ حالت میں پایا جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (سدھائے ہوئے) کتے کا شکار کھاؤ جب تک وہ (شکار) تم سے غائب نہ ہو جائے اور جب غائب ہو جائے تو اسے چھوڑ دو...... (نہ معلوم وہ کس طرح مرا ہے؟)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

مجوسی اور کافر ذمی کے کتے کا شکار مکروہ ہے بشرطیکہ اسے کسی مسلمان نے سدھایا ہو اگرچہ چھوڑتے وقت ہی سہی ورنہ حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسی کے اس کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا جسے مسلمان بسم اللہ پڑھ کر چھوڑے آیا اس کا کیا ہوا شکار جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ وہ سدھایا ہوا ہے اور اس پر خدا کا نام بھی لیا گیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں ایک مجوسی سے عاریۃً (مانگ کر) کتا لیتا ہوں اور اس سے شکار کرتا ہوں تو؟ فرمایا: اس کا کیا ہوا شکار نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ اسے کسی مسلمان نے سدھایا ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجوسی کے کتے کا شکار نہ کھاؤ مگر جب کسی مسلمان نے اسے سدھایا ہو اور (بسم اللہ پڑھ کر) اسے چھوڑا ہو...... اور یہی حکم باز اور اہل

ذمہ کے کتوں اور بازوں کا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان کا شکار کھانا حلال ہے (بشرطیکہ زندہ شکار پر پہنچ کر ان کا تذکیہ کیا جائے)۔ (ایضاً)

باب ۱۶

اسلحہ جیسے تلوار، نیزہ اور تیر (وغیرہ نوکدار اسلحہ) سے شکار کرنا جائز ہے۔ پس بسم اللہ پڑھ کر شکار کرنے سے حلال ہو جائے گا۔ اگر چہ اس کے دو ٹکڑے بھی ہو جائیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی شکار کو اسلحہ سے زخمی کرے اور اس پر خدا کا نام بھی لے۔ پھر وہ ایک یا دو راتوں تک یونہی پڑا رہے۔ اور اسے کوئی درندہ نہ کھائے (اور پھر مر جائے) اور معلوم ہو کہ وہ مرا بھی اسلحہ کے اسی زخم کی وجہ سے ہے تو آدمی اگر چاہے تو اس کا گوشت کھا سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شکار تلوار، نیزے اور تیر سے کیا جائے اسے کھاؤ (بشرطیکہ شکار کرتے وقت خدا کا نام لیا گیا ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی تلوار یا نیزہ یا تیر سے شکار کرتا ہے جس سے شکار مر جاتا ہے اور اس نے شکار کرتے وقت خدا کا نام بھی لیا تھا؟ فرمایا: اس کا گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص گدھے یا ہرن کا تلوار کے وار سے شکار کرتا ہے اور اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ شکار کرتے وقت خدا کا نام لیا ہو۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۷

جو شکار اسلحہ سے کیا جائے تو جب اس کی موت سے پہلے لوگ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تب بھی اس کا کھانا حرام نہیں ہے اور شکار کرنے والے کی اجازت کے بغیر شکار کی لوٹ مار جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شکار کیا گیا اور (شکار کے شرکاء نے) اس کی موت سے پہلے اسے اس کے حصے بخرے کر لئے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں[1] ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے بز کوہی کا شکار کیا اور وہ اس کے پیچھے جا رہا تھا کہ لوگوں نے اس کے حصے بخرے کر لئے۔ آیا آپ اسے لوٹ مار سمجھتے ہیں؟ فرمایا: یہ لوٹ مار نہیں ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں[2] ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۸

جو شخص کسی شکار کو (تیر وغیرہ) مارے اور پھر وہ (شکار) اس کی نظروں سے اوجھل ہو جائے اور پھر اسے مردہ پائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ مگر یہ کہ کسی طرح معلوم ہو جائے کہ وہ اسی کے تیر سے مرا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے تیر کے نشانہ (شکار) کو مردہ پاتا ہے تو آیا وہ اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اسے اس بات کا علم و یقین ہو جائے کہ وہ (شکار) اسی کے تیر سے مرا ہے (اور بسم اللہ بھی پڑھی گئی تھی جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی صراحت ہے) تو پھر کھا سکتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص وحشی گدھے یا ہرن کو (بسم اللہ پڑھ کر) تیر مارا جو اسے لگا۔ اور وہ اسے تلاش کرتا رہا مگر وہ اسے دوسرے دن ملا۔ جبکہ اسے وہ تیر لگا ہوا تھا۔ تو؟ فرمایا: اگر اسے یقین ہے کہ اسے تیر لگا ہے اور وہ اسی سے مرا ہے تو پھر اس کا گوشت کھائے ورنہ نہ کھائے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم

---

[1] یہ اس صورت میں ہے کہ ان لوگوں کے زخموں نے اسے ذبح شدہ جانور کے حکم میں کر دیا ہو۔ ورنہ اگر وہ ہنوز زندہ ہے اور حیاتِ مستقرہ رکھتا ہے تو پھر ذبح کے بغیر اس کی حلت محلِ شکار ہے۔ کذا فی المرآۃ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] یہ اس صورت میں ہے کہ اسے معمولی زخم لگا ہو اور وہ بھاگنے پر قادر ہو ورنہ اگر اسے ایسا کاری زخم لگے کہ بھاگنے اور جانبر ہونے کے قابل نہ رہے تو پھر وہ شکاری کی ملکیت ہو جاتا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا گوشت لینا جائز نہیں ہوتا واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شکار کو تیر مارو اور پھر شکار تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے اور پھر اسے پاؤ جبکہ تمہارا تیر اس میں ایسی جگہ پیوست ہو جو (عموماً) قاتل ہوتی ہے تو پھر کھاؤ (بشرطیکہ بسم اللہ پڑھی ہو)۔ (قرب الاسناد)

۴۔ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے وحشی گدھے، یا ہرن یا پرندہ کو تیر مارا (جو لگا اور شکار کو پچھاڑ دیا) بعد ازاں اور شخص نے بھی اسے تیر مارا تو؟ فرمایا: جب بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا ہے تو اس کا گوشت کھاؤ بشرطیکہ وہ (تمہاری نگاہوں سے) غائب نہ ہو گیا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جو شخص کوئی مردہ شکار دیکھے جس میں تیر پیوست ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کس نے مارا ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مردہ شکار پائے جس میں تیر تو پیوست ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے (مسلمان نے یا غیر مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر یا اس کے بغیر) تو اس کا گوشت نہ کھاؤ۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

جو شخص شکار کو تیر مارے اور تیر اسے چیرتا ہوا دوسری جانب سے پار ہو جائے (اور وہ اس کی وجہ سے مر جائے) تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن وہ پانی میں جا گرے یا پہاڑ سے نیچے گرے اور اس کی وجہ سے مر جائے تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے شکار کو تیر مارا جبکہ شکار پہاڑ یا دیوار پر بیٹھا تھا۔ اور تیر اس کے

جسم سے پار ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو؟ فرمایا: اس کا گوشت کھاؤ۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

شکار کو کسی ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو اس سے بڑی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شکار کو کسی ایسی (بھاری بھرکم) چیز سے نہ مارا جائے جو اس شکار سے بڑی ہو۔ (جیسے کوئی بھاری پتھر یا کوئی بھاری ہتھیار وغیرہ)۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

باب ۲۲

معراض[1] سے شکار کرنا جائز ہے جبکہ (شکار کو) شگافتہ کر کے پار ہو جائے اور اسی طرح تیر سے بھی جائز ہے جبکہ سامنے سے آ کر مارا جائے۔ اور اس (معراض) سے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ اور تیر مل سکتا ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب معراض نامی تیر سے شکار کرو۔ اور وہ شگافتہ کر کے پار ہو جائے تو پھر تو کھاؤ اور اگر درمیان میں رہ جائے تو پھر نہ کھاؤ (کہ اس کے موقوذہ ہونے کا احتمال ہے)۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ باسنادخود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شکار کے بارے میں سوال کیا جسے تیر لگتا تو ہے مگر عرض (چوڑائی) میں اور اسے لوہا بھی مس نہیں کرتا۔ مگر شکاری نے تیر مارتے وقت اللہ کا نام بھی لیا ہے؟ فرمایا: اس شکار کا گوشت کھا سکتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھے کہ اسے تیر لگا ہے (اور وہ اسی کی وجہ سے مرا ہے)۔ پھر معراض کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر اس کے پاس اور تیر نہ ہو اور معراض مارتے وقت بسم اللہ بھی پڑھے تو پھر کھا سکتا ہے؟ اور اگر اور (تیز) تیر موجود ہے۔ تو پھر نہیں (کھا سکتا)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: معراض کے ذریعہ سے مارے ہوئے شکار کے بارے میں فرما رہے تھے کہ اگر

[1] معراض کے معنی ہیں بغیر پر کے تیر جس کا درمیانی حصہ موٹا ہو۔ (المنجد)

وہ (معراض) اسی مقصد (شکار) کیلئے بنایا گیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ اگر وہ شکار کو شگافتہ کر کے پار ہو جائے تو پھر شکار کھایا جائے گا اور اگر پار نہ ہو تو پھر نہیں کھایا جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ (شکار) جسے تم تلوار سے اور پتھر اور تیر اور معراض سے مارتے ہو تو ایسا شکار صرف وہ کھاؤ جس کا (زندہ پر پہنچ کر) تذکیہ کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم صرف پتھر سے شکار کرنے کا ہے۔ ورنہ تیر و تلوار سے کیا ہوا شکار اگر مر جائے تو اس کا کھانا بلا اشکال جائز ہے جبکہ شکار کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو۔

باب ۲۳

جو شکار پتھر، بندوق اور غلیل سے کیا جائے تو جب تک (زندہ پر پہنچ کر) اس کا تذکیہ نہ کیا جائے اس وقت تک اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شکار کے بارے میں سوال کیا جو پتھر اور بندوق سے کیا جائے (جبکہ وہ مر جائے) آیا وہ کھایا جائے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے غلیل کے ساتھ شکار کرنے کو ناپسند فرمایا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے بندوق سے فائر کر کے اور پتھر مار کر شکار کیا جس سے شکار مر گیا۔ فرمایا: اسے نہ کھاؤ۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شکار پتھر اور بندوق وغیرہ کے ذریعہ سے کیا جائے اسے نہ کھاؤ سوائے اس کے جس کا (زندہ پر پہنچ کر) تذکیہ کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

جو شکار پھندے کے ساتھ کیا جائے اس کا کھانا (جبکہ مر جائے) جائز نہیں ہے۔ مگر جس زندہ پر پہنچ کر تذکیہ کیا جائے اور شکار کا جو حصہ پھندا قطع کر دے وہ مردار اور حرام ہے۔ اور باقیماندہ زندہ کا تذکیہ کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ شکار کا جو حصہ پھندا کاٹ دے جیسے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ مردار ہے۔ اور وہ کھاؤ جسے زندہ پکڑو۔ اور اس پر (ذبح کرتے وقت) خدا کا نام لو۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شکار کا جو حصہ پھندے کاٹ کر علیحدہ کر دیں وہ مردار ہیں اور بدن کے جس حصہ کو زندہ پاؤ تو (خدا کا نام لے کر) اس کا تذکیہ کرو۔ پھر کھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر وہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صرف سدھائے ہوئے کتے کا مارا ہوا شکار حلال ہے۔

باب ۲۵

جو شخص شکار کو تیر مارے پھر شک کرے کہ آیا اس نے بسم اللہ پڑھی ہے یا نہ؟ تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (شکار کو) اپنا تیر مارتا ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ میں نے خدا کا نام لیا ہے یا نہ تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں اس کا گوشت کھاؤ۔ (کتب اربعہ)

باب ۲۶

جب کوئی شکار پہاڑ پر یا دیوار پر ہو اور تیر لگنے سے گرے یا پانی میں گرے اور مر جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا سر پانی سے باہر ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے شکار کو تیر مارا جو کہ پہاڑ یا دیوار پر بیٹھا تھا پس تیر اس کے پار ہو گیا اور وہ مر گیا تو؟ فرمایا: اسے کھا سکتے ہو! (فرمایا) اور اگر تمہاری تیر اندازی سے وہ پانی میں گر جائے اور وہاں مر جائے تو پھر اسے نہ کھاؤ۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معصومؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم شکار کو تیر مارو اور وہ پہاڑ کے اوپر ہو اور وہ گر کر مر جائے تو اس کا گوشت نہ کھاؤ...... اور اگر تمہارے تیر مارنے سے وہ پانی میں گر کر مر جائے تو اگر اس کا سر پانی سے باہر ہو تو پھر اسے کھاؤ اور اگر اس کا سر پانی میں ہو تو پھر نہ کھاؤ...... (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

جو شخص شکار کو تیر مارے مگر وہ نہ لگے اور کوئی دوسرا شخص اسے تیر مارے جو لگ جائے جس سے وہ مر جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور جو شخص شکار کو تیر مارے اور کوئی اور بھی مارے اور خدا کا نام بھی لے تو اس کا کھانا حلال ہے جب تک آنکھوں سے اوجھل نہ ہو۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے خدا کا نام لے کر تیر مارا جو چوک گیا۔ اور دوسرے نے مارا جو نشانہ پر لگ گیا تو؟ فرمایا: اس سے کھایا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن حسن سے اور وہ جناب علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ہرن، یا وحشی گدھے یا کسی پرندے کو گرایا اور دوسرے شخص نے انہیں تیر مارا۔ تو فرمایا: اس سے کھاؤ جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جائے جبکہ تیر مارنے والے نے خدا کا نام بھی لیا ہو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۸

رات میں پرندہ کا شکار کرنا اور پرندہ کے بچہ کا شکار کرنا جب تک اڑنے کے قابل نہ ہو مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پرندوں کے بچوں کا ان کے آشیانوں میں شکار نہ کرو اور نہ پرندہ کا شکار کرو جبکہ وہ سویا ہوا ہو! کسی شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ! اس کے سونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: رات اس کی خواب گاہ ہے لہٰذا جب تک صبح نہ ہو جائے تب تک رات کے وقت اس کا شکار نہ کرو۔ اور پرندوں کے بچوں کا ان کے گھونسلوں میں شکار نہ کرو جب تک اڑنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ ہاں جب اڑنے لگیں تو پھر ان کے لئے کمان میں تیر بھی چڑھاؤ۔ اور ان کے لئے جال بھی بچھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت پرندہ کا شکار کرنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ رات اس کے لئے امان کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۹ میں) آئیں گی اور یہ کہ یہ حرام نہیں ہے۔

باب ۲۹

رات کے وقت پرندہ اور وحشی جانور کا شکار کرنا حرام نہیں ہے (بلکہ صرف مکروہ ہے)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا رات کے وقت پرندہ کا اس کے آشیانہ میں شکار کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے۔ گو مکروہ ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پرندہ جب اڑنے کے قابل ہو جائے تو اس کا شکار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے بعد بھی آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جمعہ کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی سے پہلے مچھلی وغیرہ کا شکار کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے جمعہ کی نماز (جمعہ) سے پہلے شکار کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ نیز آپؑ جمعہ کے دن مچھیروں کے پاس سے گزرتے تھے۔ اور ان کو جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی سے پہلے مچھلیوں کا شکار کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (الفروع، کذافی التہذیب)

باب ۳۱

پرندہ کے بچے کا جب تک وہ اڑنے کے قابل نہ ہو اسلحہ (تیر وتفنگ وغیرہ) سے شکار کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کیا جائے تو جب تک اس کا تذکیہ نہ کیا جائے اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے اور اگر شکار کو تیر مارا جائے جو ماں اور اس کے بچہ دونوں کو لگے اور دونوں مر جائیں تو صرف بڑا شکار حلال ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود افلح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک چڑیا کے گھر کے اندر بچے موجود ہیں تو اس کے بچے پکڑے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ پرندہ کا بچہ جب تک اڑنے نہ لگے تب تک آشیانہ میں خدا کی امان میں ہوتا ہے اور اگر کوئی گھونسلے میں شکار کو تیر مارے جو اسے اور اس کے بچے دونوں کو لگے تو صرف پرندہ کھایا جائے گا اس کا بچہ نہ! کیونکہ بچہ جب تک اڑنے کے قابل نہ ہو تب تک وہ شکار نہیں ہے۔ اسے ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے وہ شکار تب کہلاتا ہے جب اڑنے کے قابل ہوتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ و ۲۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری وغیرہ کا ذبح یا نحر کے سوا اسلحہ سے شکار کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر انتہائی سخت ضرورت کے تحت جبکہ ان کا ذبح یا نحر کرنا سخت مشکل ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اونٹ کے بچے یا بکری کو اس کے نحر یا ذبح کے مقام کے علاوہ کسی جگہ تلوار ماری اور تلوار مارتے وقت بسم اللہ بھی پڑھی؟ فرمایا: بحالت اختیاری جب تک حیوان کو اس کے مقام ذبح سے ذبح نہ کیا جائے تب تک وہ حلال نہیں ہوتا۔ جب تک اضطراری حالت نہ ہو۔ ہاں البتہ جب اضطراری کیفیت ہو اور ذبح کرنا سخت مشکل ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب الذبائح باب ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

پانی میں مچھلی کا شکار کرنا جائز ہے اور مچھلی جب زندہ پانی سے باہر آ جائے تو حلال ہے۔ اگر چہ بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: آیا مچھلیوں کا شکار جائز ہے؟ فرمایا: اگرچہ بسم اللہ نہ پڑھی جائے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: مچھلیوں کا شکار خدا کا نام لئے بغیر کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں اگر اسے زندہ پکڑ لو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

اگر مجوسی وغیرہ غیر مسلمان کسی مسلمان کی موجودگی میں مچھلی کا شکار کریں اور اسے پانی سے زندہ باہر نکالیں تو اس کا کھانا جائز ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیسیٰ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجوسیوں کا شکار کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ زندہ شکار تمہارے حوالے کر دیں۔ اور مچھلی کا بھی[1] یہی حکم ہے۔ اور (زندہ پکڑنے کے بارے میں) ان کی شہادت کافی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تم خود حاضر ہو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۵

اس شخص کا حکم جو شکار کو اس طرح (تیر و تفنگ مارے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دے یا اس سے کوئی حصہ علیحدہ کر دے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے شکار کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ فرمایا: وہ ان دونوں حصوں کو کھائے گا اور اگر حیوان سے صرف کوئی ایک عضو علیحدہ کرے تو وہ حصہ نہیں کھائے گا اور باقی حیوان کو کھائے گا۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رِوایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک پرندہ اور وحشی گدھے کا اس طرح شکار کیا کہ ان کے برابر دو حصے کر دیئے گئے۔ فرمایا: دونوں کھائے جائیں گے جب تک ایک حصہ (اس طرح) حرکت نہ کرے (جس سے معلوم ہو کہ اس میں حیات مستقرہ موجود ہے) تب دوسرا حصہ نہیں کھایا جائے گا (بلکہ اسے مردہ سمجھا جائے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے عرض کیا کہ بعض اوقات میں معراض (مخصوص قسم کا تیر) مارتا ہوں جس سے شکار مر جاتا ہے (مگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے؟) فرمایا: اگر دونوں حصے برابر ہوں تو پھر دونوں کو کھاؤ اور اگر ایک بڑا ہو اور دوسرا چھوٹا تو چھوٹے کو پھینک دو اور صرف بڑے حصے کو کھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] خلاصہ یہ کہ مچھلی کا شکار کرنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم، مچھلی کے پانی سے زندہ باہر آنے کا یقین و اطمینان ہونا چاہئے اور مسلمان کے موجود ہونے کا تذکرہ بھی اسی اطمینان کے حصول کیلئے ہے۔ (منہ عفی عنہ)

باب ۳۶

جو شخص کوئی شکار کرے اور پھر اس کا مالک معلوم ہو جائے یا اس کی ملکیت کا ایسا شخص دعویٰ کرے جسے یہ (شکاری) متہم نہیں جانتا تو پھر شکار کا اس کی طرف واپس کرنا واجب ہے خواہ اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو یا زیادہ۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک ایسا شکار کیا جس کی قیمت کئی درہم ہے اور جس کے دونوں پر برابر ہیں (اڑ سکتا ہے) مگر بعد میں اس کے مالک کا پتہ چل گیا۔ یا اس کی ملکیت کا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے جسے شکاری جھٹلاتا نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس کے لئے اسے روکنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ (مالک اور مدعی) کو لوٹانا واجب ہے۔ پھر عرض کیا کہ اگر شکاری ایسے پرندے کا شکار کرے جو اپنے پروں کا مالک ہے (اڑنے کے قابل ہے) اور اس کا کوئی طلبگار بھی نہیں ہے تو پھر؟ فرمایا: وہ اس کا مال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا: پرندہ جب پروں کا مالک ہو جائے (اڑنے کے قابل ہو جائے) تو وہ اس کا مال ہے جو اسے شکار کرے مگر یہ کہ اس کا کوئی مالک معلوم ہو جائے تو پھر اسے واپس لوٹایا جائے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے شہروں کے اندر کبوتروں کا شکار کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (کیونکہ ایسے کبوتر لوگوں کے پالتو ہوتے ہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۷ میں) یہاں اور باب اللقطہ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

جو شخص ایسے پرندہ کا شکار کرے جس کے دونوں پر برابر ہوں اور اس کا مالک معلوم نہ ہو تو وہ شکار کرنے والے کا مال ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پرندہ اپنے دونوں پروں کا مالک ہو جائے (اڑنے کے قابل ہو جائے) تو وہ اس شخص کا مال ہے جو

اسے شکار کرے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک پرندہ مکان پر آ کر بیٹھتا ہے جسے پکڑ لیا جاتا ہے آیا وہ پکڑنے والے کے لئے حلال ہے یا حرام؟ فرمایا: اے اسماعیل! آیا وہ عافی ہے غیر عافی؟ میں نے عرض کیا کہ عافی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: جس کے دونوں پر برابر ہوں اور دونوں پروں کا اس طرح مالک ہو کہ جہاں چاہے وہاں جائے؟ فرمایا: وہ پکڑنے والے کے لئے حلال ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا: جب پرندہ اپنے پروں کا مالک ہو جائے تو اب وہ شکار ہے اور اپنے پکڑنے والے کا مال ہے۔(ایضاً)

باب ۳۸

جو شخص شکار کو دیکھے اور اس کا پیچھا بھی کرے مگر اسے کوئی اور شخص پکڑ لے تو وہ پکڑنے والے کا مال ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے شکار کو دیکھا اور اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ ایک درخت پر آ کر بیٹھا۔ اور ایک اور شخص نے آ کر اسے پکڑ لیا؟ فرمایا: آنکھ کیلئے صرف وہ کچھ ہے جو اس نے دیکھا مگر شکار اس کے لئے ہے جس نے اسے پکڑا۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

خطاف[1] نامی پرندہ کا مارنا اور اسے اذیت پہنچانا مکروہ ہے اسی طرح ہر اس پرندہ کا شکار کرنا مکروہ ہے جو (کسی وجہ سے گھبرا کر) پناہ لینے کے لئے آئے لیکن اگر اس کا شکار کیا جائے تو اس کا گوشت حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

---

[1] خطاف ایک لمبے بازوؤں والا اور چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا پرندہ ہے۔(المنجد)

جعفر صادق علیہ السلام سے حرم کے اندر خطاف کو مارنے یا اسے اذیت پہنچانے کے بارے میں پوچھا: فرمایا: اسے نہ مارو۔ (پھر فرمایا) میں (اپنے دادے) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ نے دیکھا کہ میں خطاف کو اذیت پہنچا رہا ہوں تو آپؑ نے فرمایا: بیٹا اسے نہ مارو۔ اور نہ اذیت پہنچاؤ کیونکہ وہ کسی کو اذیت نہیں پہنچاتی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں سے ایک شخص گزرا جس کے ہاتھ میں ذبح شدہ خطاف تھا۔ امام علیہ السلام اٹھے اور اس کے ہاتھ سے وہ خطاف لے کر زمین پر پھینک دیا۔ پھر فرمایا: آیا تمہارے کسی عالم نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا کسی فقیہ نے؟ میرے والد نے مجھے اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ چیزوں کے مارنے کی ممانعت فرمائی ہے: یعنی (۱) شہد کی مکھی، (۲) چیونٹی، (۳) مینڈک، (۴) صرد[۱]، (۵) ہدہد، اور (۶) خطاف۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ فروع کافی میں بھی یہ روایت اسی طرح درج ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا کہ خطاف جو بلندی پر اِدھر اُدھر چکر لگاتا ہے یہ (امت کی) اس بدسلوکی کی وجہ سے ہے جو اس نے اہل بیت رسالتؐ کے ساتھ کی۔ اور اس کی تسبیح یہ ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (تا آخر سورۂ حمد) کیا تم غور نہیں کرتے کہ وہ کہتا ہے: ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾۔ (الفروع)

۴۔ جناب علامہ حلیؒ عمار بن موسیٰ (ساباطی) کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خطاف کی بیٹ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ خطاف ماکول اللحم پرندہ ہے۔ مگر آپؑ نے (اس کا شکار کر کے) اس کا گوشت کھانے کو مکروہ قرار دیا۔ کیونکہ وہ آپ سے پناہ لیتا ہے اور آپ کے گھر میں پناہ گزین ہوتا ہے اور ہر وہ پرندہ جو آپ سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔
(المختلف، کذا فی التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص صحراء میں خطاف کو پاتا ہے یا اس کا شکار کرتا ہے آیا اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ ان پرندوں سے ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ وَبر[۲] کا گوشت حلال ہے؟ فرمایا:

۱۔ صرد موٹے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ کا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کا شکار کرتا ہے لٹورا۔ (المنجد)

۲۔ وَبر بلی سے چھوٹے ایک جانور کا نام ہے۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہ، وہ حرام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب الاطعمہ میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حرام طعام کون کون سے ہیں۔

باب ۴۰

ہدہد، صرد، صوام، شہد کی مکھی، چیونٹی، مینڈک کا شکار کرنا مکروہ ہے اور کوے، چیل، سانپ، بچھو اور کاٹنے والے کتے کا مارنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہدہد اور اس کے مارنے اور اسے ذبح کرنے کے بارے میں دریافت کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اسے نہ اذیت دی جائے اور نہ اسے ذبح کیا جائے وہ بڑا اچھا پرندہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہدہد کے ہر پر پر سریانی زبان میں لکھا ہوا ہے: ﴿ال محمد خیر البریة﴾ (آل محمدؐ سب مخلوق سے بہتر و برتر ہیں)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کے مارنے کا حکم دیا ہے: (۱) کوا، (۲) چیل، (۳) سانپ، (۴) بچھو، (۵) اور کاٹنے والا کتا۔ (الخصال، عیون الاخبار)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ امر صرف رخصت کے لئے ہے نہ کہ وجوب کیلئے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

قنبرہ[1] کا مارنا، اس کا گوشت کھانا، اس کو برا بھلا کہنا اور بچوں کے ہاتھ میں دینا تاکہ وہ اس کے ساتھ کھیلیں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت

[1] قنبرہ ایک پرندہ ہے جسے چنڈول اور چکاوک کہتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں فرمایا: قنبرہ کو نہ کھاؤ، نہ اسے گالی دو اور نہ اسے بچوں کے حوالے کرو کہ وہ اس سے کھیلیں۔ کیونکہ وہ خدا کی بکثرت تسبیح کرتا ہے اور اس کی تسبیح یہ ہے: ﴿لعن اللّٰہ مبغضی ال محمدؑ﴾ (خدا اہل بیت رسالتؑ کے دشمنوں پر لعنت کرے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس لئے زراعت نہیں کرتا کہ میں اس سے مال و دولت کماؤں۔ بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس سے محتاج لوگ فائدہ اٹھائیں اور پرندوں میں سے بالخصوص قنبرہ فائدہ اٹھائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قنبرہ کے سر پر جو کلغی ہے وہ جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے ہے اور پھر ان کا قصہ بیان کیا کہ قنبرہ کے نر و مادہ نے جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکڑی اور ایک کھجور پیش کی اور آپؑ نے ان کا ہدیہ قبول فرمایا اور آپؑ نے لشکر کو ان سے اور ان کے انڈوں سے علیحدہ کیا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے خیر و برکت کی دعا کی پس آپؑ کے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے کی برکت سے ان کے سروں پر کلغی پیدا ہوگئی۔ (ایضاً)

باب ۴۲

سانپوں کا اور جنات کے جن جانوروں کے مارنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے ان کے سوا باقی وحشی جانوروں کا مارنا جائز ہے اور گھروں کے سانپوں کا مارنا بھی مکروہ ہے اور ان کے بُرے انجام کے ڈر سے ان کا گھر میں چھوڑنا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سانپوں کے مارنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جنات کے سوا جو چیز جنگل میں پاؤ اسے مار سکتے ہو۔ اور آپؑ نے گھروں کے سانپوں کو مارنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ ان کو اس لئے گھروں میں نہ چھوڑو کہ اگر ان کو مارو گے تو تمہیں بھی نقصان پہنچے گا کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں یہودیوں نے کہا تھا کہ جو شخص گھریلو سانپوں کو مارے گا اسے فلاں فلاں تکلیف پہنچے گی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کے مارنے کے نقصان کے ڈر سے انہیں چھوڑ دے وہ مجھ سے نہیں ہے ہاں البتہ اگر وہ آپ (کے ضرر و زیاں کا) ارادہ نہ کریں تو پھر ان کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۴۳

شقراق[۱] کا مارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شقراق کے مارنے کے بارے میں سوال کیا فرمایا: اس کا مارنا سانپوں کی وجہ سے مکروہ ہے (کیونکہ وہ سانپوں کا شکار کرتا ہے) پھر فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک ایک شقراق گرا پس اس کی خف (ٹاپ) سے ایک سانپ نکالا گیا۔(التہذیب)

باب ۴۴

حرم کے کبوتر کا شکار کرنا حرام ہے اور کسی صورت میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کسی آدمی کیلئے یہ بات جائز ہے کہ حرم کے کبوتر کا حرم سے باہر شکار کرے اور اسے ذبح کرے اور پھر حرم میں داخل ہو کر اسے کھائے؟ فرمایا: حرم کے کبوتر کا کسی حالت میں بھی کھانا جائز نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ا لحج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

لڑاکے کتوں کا مارنا جائز ہے۔ مگر شکاری کتے، حیوان کے اور باغ کے رکھوالے کتے کا مارنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بہت سیاہ رنگ کے کتے کا کیا ہوا شکار نہ کھاؤ۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ اپنے آب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے

---

[۱] شقراق فاختہ سے بڑا ایک پرندہ ہے۔(المنجد)

روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شکاری کتے کو مارے وہ اس کی (قیمت) کا تاوان ادا کرے گا۔ اور یہی حکم باز اور بھیڑ بکری اور باغ کے رکھوالے کتے کا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود قاسم بن ولید عماری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کتے کی قیمت کے بارے میں سوال کیا جو شکاری نہیں ہے؟ فرمایا: وہ حرام ہے۔ (پھر فرمایا) اور جہاں تک شکاری کتے کی قیمت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں اور احکام دواب، لباس مصلی کے احکام اور ابواب تجارت میں) گزر چکی ہیں۔

ذبائح کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بیالیس (۴۲) باب ہیں)

باب ۱

بحالت اختیاری لوہے کے بغیر کسی اور چیز جیسے چھال، پتھر، لکڑی اور سرکنڈا وغیرہ سے ذبیحہ کا تذکیہ (ذبح کرنا) جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا چھال یا پتھر سے تذکیہ کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: تذکیہ صرف لوہے سے ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لکڑی، پتھر اور سرکنڈے سے تذکیہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تذکیہ صرف لوہے سے ہی درست ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبکر حضرمی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک کوئی ذبیحہ لوہے سے ذبح نہ کیا جائے تب تک اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ضرورت اور مجبوری کی صورت میں پتھر، سرکنڈا، لکڑی اور ہڈی وغیرہ سے تذکیہ جائز ہے اور ذبح میں (چار) رگوں اور حلقوم کا کاٹنا لازم ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پتھر، سرکنڈا اور لکڑی کے ساتھ تذکیہ کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ جب

آدمی کو چھری نہ ملے تو آیا ان چیزوں سے تذکیہ جائز ہے؟ فرمایا: (اس صورت میں) جب (چار) رگوں کو کاٹ دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس ذبیحہ کا گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جسے پتھر سے ذبح کیا جائے جبکہ لوہا دستیاب نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ذبیحہ کے بارے میں جو لوہے کے بغیر ذبح کیا جائے فرمایا: جب تمہیں لوہا (چھری وغیرہ) نہ ملے اور مجبور ہو جاؤ تو پھر پتھر (وغیرہ) سے ذبح کر سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۳

ذبح اور نحر کی کیفیت اور ان کے بعض دوسرے احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نحر سینہ کے بالائی حصہ میں ہے اور ذبح حلق میں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذبح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب (کوئی شئی) ذبح کرو تو ہاتھ کھول کر ذبح کرو۔ اور ہاتھوں کو نہ باندھو۔ اور چھری کو اس طرح نہ الٹو پلٹو کہ اسے حلقوم کے نیچے سے داخل کرکے اوپر کی جانب ذبح کرو۔ اور پرندہ کیلئے تو بالخصوص ہاتھ کھلا رکھو۔ اور اگر جانور کنویں یا کسی گڑھے میں گر جائے (اور ذبح بھی کرو) مگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ گرنے کی وجہ سے مرا ہے یا ذبح کی وجہ سے تو اس کا گوشت نہ خود کھاؤ اور نہ دوسرے کو کھلاؤ۔ اور اگر وہ (گرنے والا جانور) بھیڑ بکری کی قسم سے ہو تو پھر اس کی صوف اور بال رکھ سکتے ہو (اور استعمال کر سکتے ہو) اور اس کے ہاتھ پاؤں نہ باندھو۔ اور اگر گائے یا بیل ہو تو اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دو مگر اس کی دم کو کھلا چھوڑ دو۔ اور اگر اونٹ ہو تو اس کے اگلے پاؤں کی خف سے لے کر اس کی بغل تک اسے کس کے باندھ دو۔ اور اس کے پچھلے پاؤں کو چھوڑ دو۔ اور اگر تم پرندہ کو ذبح کرنے لگو اور وہ تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے یا بدک جائے تو پھر اسے اپنا تیر مارو۔ اور جب گر جائے تو پھر شکار کی طرح اس کا تذکیہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں باب حج میں ذبح کے اکثر احکام بیان کئے جا چکے ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کئے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴

مقام ذبح کے علاوہ کسی جگہ سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور جو ذبیحہ اس طرح ذبح کیا جائے اس کا گوشت کھانا بحالت اختیاری جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اس ذبیحہ کا گوشت نہ کھاؤ جس کو اس کے مقام ذبح سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اونٹ کے بچے یا بکری کو مقام ذبح کے علاوہ کسی جگہ پر تلوار ماری۔ اور بسم اللہ بھی پڑھی۔ فرمایا: اس ذبیحہ کا کھانا درست نہیں ہے جسے اس کے مقام ذبح سے ذبح نہ کیا جائے۔ یعنی جب اختیاری حالت ہو۔ اور کوئی اضطرار نہ ہو لیکن جب اضطرار کی وجہ سے ایسا کیا جائے یعنی مقام ذبح سے ذبح کرنا بہت مشکل ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب نجاشیؒ اپنے رجال میں باسناد خود ربعی بن عبداللہ بن جارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جارود سے سنا کہ وہ یہ واقعہ بیان کر رہے تھے کہ بنی رباح کے سحیم بن اثیل نامی شخص نے فرزدق (مشہور شاعر) کے والد غالب سے کوفہ کے اندر مقابلہ بازی میں کہا کہ جب اونٹ گھاٹ پر آئیں گے تو وہ سو اونٹ نحر کرے گا اور سو اونٹ یہ نحر کرے گا۔ چنانچہ جب اونٹ گھاٹ پر گئے تو یہ دونوں تلواریں لے کر اونٹوں کی کونچیں کاٹنے لگے اور جب لوگوں کو اس کا پتہ چلا تو وہ گدھوں اور خچروں پر سوار ہو کر گوشت لینے کے لئے چل کھڑے ہوئے اس وقت حضرت امیر علیہ السلام کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے (مخصوص) خچر پر سوار ہو کر وہاں پہنچے اور آواز بلند فرمایا: ایہا الناس! ان اونٹوں کا گوشت نہ کھاؤ کیونکہ ان پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ (رجال نجاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) بیان کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اونٹ کیلئے نحر اور باقی جانوروں کیلئے ذبح مقرر ہے۔ پس جسے نحر کرنا تھا اگر ذبح کیا جائے اور جسے ذبح کرنا ہو اسے نحر کیا جائے تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر گائے ہو تو سینہ کے بالائی حصہ سے (اونٹ کی طرح) نحر کیا جائے تو؟ فرمایا: گائے کیلئے ذبح مقرر ہے اور اگر اسے نحر کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر نحر کئے جانے والے جانور (جیسے اونٹ) کو ذبح کیا یا ذبح کئے جانے والے جانور (اونٹ کے سوا سارے جانور) کو نحر کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ طبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مکہ والے لوگ گائے کو سینہ کے اوپر سے ذبح کرتے ہیں تو اس گوشت کے کھانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ﴾ (بنی اسرائیل گائے ذبح کر ہی دی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے) فرمایا: صرف اس گائے کا گوشت کھاؤ جسے اس کے مقام ذبح سے ذبح کیا جائے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

ذبیحہ کی موت سے پہلے اس کے حرام مغز تک چھری پہنچانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ذبیحہ کو قبلہ رخ کرو۔ اور جب تک مر نہ جائے تب تک اس کے حرام مغز تک چھری نہ لے جاؤ اور اس ذبیحہ کا گوشت نہ کھاؤ جسے اس کے مقام ذبح سے ذبح نہ کیا جائے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ذبیحہ کے حرام مغز تک چھری نہ پہنچاؤ۔ جب تک وہ مر نہ جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

کسی جانور جیسے اونٹ اور بھیڑ بکری کو اس حالت میں نحر یا ذبح کرنا کہ جب اس جیسا کوئی جانور اسے دیکھ رہا ہو مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بکری اس حال میں ذبح نہ کی جائے جبکہ کوئی بکری اسے دیکھ رہی ہو اور نہ ہی اونٹ کا بچہ اس وقت نحر کیا جائے جب کوئی اونٹ کا بچہ اسے دیکھ رہا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۸

جب کسی ذبیحہ کی کھال اس کی موت سے پہلے اتار لی جائے تو اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ مرفوعاً حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بکری ذبح کی جائے اور اس کے مرنے سے اس کی پوری یا کچھ کھال اتار لی جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۹

جو شخص ذبیحہ کا (موت سے پہلے) سر تن سے جدا کر دے مگر عمداً ایسا نہ کرے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (کوئی جانور) ذبح کیا مگر چھری (کی تیزی و تندی کی وجہ سے اس کا سر کٹ گیا تو؟ فرمایا: یہ جلدی کا تذکیہ ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسلمان آدمی نے (کوئی جانور) ذبح کیا اور بسم اللہ بھی پڑھی۔ مگر اس کے (تیز) لوہے (چھری) نے اس کا سر الگ کر دیا تو؟ فرمایا: جب خون نکل آئے تو پھر کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے پرندہ ذبح کیا اور سر جدا کر دیا۔ آیا اس کا گوشت کھایا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر وہ عمداً ایسا نہ کرے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے (کوئی جانور) ذبح کیا اور ذبیحہ کا جسم ٹھنڈا ہونے سے پہلے غلطی سے اس کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔ یا چھری نے تیزی کی وجہ سے کاٹ دیا تو آیا اس کا گوشت کھایا جائے؟ فرمایا: ہاں مگر پھر ایسا نہ کرے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جب کسی ذبیحہ کا کسی وجہ سے (شرعی طریقہ پر) ذبح کرنا بہت مشکل ہو جائے جیسے وہ کنویں میں گر جائے یا اس قسم کی کوئی اور مجبوری پیش آجائے تو اس کا ہتھیار سے مارنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس پر بسم اللہ پڑھی جائے اور اگر بعد ازاں تذکیہ ممکن ہو تو پھر لازم ہے اور اس کے بغیر حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک بیل کو جوش میں آگیا تھا ذبح کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس کا ذبح کرنا دشوار ہو گیا تو چند آدمی تلواریں لے کر بڑھے اور اسے مار ڈالا جبکہ بسم اللہ پڑھی۔ اور پھر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جلدی کا تذکیہ ہے اور اس کا گوشت حلال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ باسنادخود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک گائے ہم پر غالب آگئی اور اس کا ذبح کرنا ہمارے لئے دشوار ہو گیا۔ تو ہم نے اسے تلوار سے مارا (اور خدا کا نام بھی لیا) تو؟ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا گوشت کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک اونٹ کنویں میں گر گیا۔ (اور اس کا شرعی طور پر نحر کرنا ممکن نہ رہا اس لئے) اسے (خدا کا نام لے کر) دم کی طرف سے ذبح کیا گیا تو؟ فرمایا: جب اس پر خدا کا نام لیا جائے (بسم اللہ پڑھی جائے) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو اونٹ کنویں میں گر جائے اور اس کو (شرعی طریقہ پر) نحر نہ کیا جا سکے تو پھر جہاں سے چاہے اسے نحر کر دے اور اس پر اللہ کا نام لے۔ پھر اسے کھایا جا سکتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ نیز باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی وجہ سے ذبیحہ کا ذبح کرنا دشوار ہو جائے تو اس کی کونچیں کاٹ دو۔ اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو اس کو وہی چیز (تیر و تفنگ) حلال کرتی ہے جو وحشی جانور کو حلال کرتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الصید (باب ۳۶) میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

تذکیہ کی آخری حد یہ ہے کہ حیوان تذکیہ سے پہلے کوئی اختیاری حرکت کرے (یعنی ٹانگ ہلائے یا دم ہلائے) اور اس سے زیادہ حیات مستقرہ لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم کا حیوان سوائے خنزیر، نطیحہ، متردّیہ اور جسے درندے کھا جائیں کے حصے قابل تذکیہ ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ پس جب ان کا اس وقت تذکیہ کرو جبکہ آنکھ حرکت کر رہی ہو یا ٹانگ ہل رہی ہو یا دم حرکت کر رہی ہو تو تم نے اس کا تذکیہ کر لیا ہے لہٰذا اس کا گوشت کھاؤ۔ (التہذیب، کذا فی العیاشی)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿والمنخنقة﴾ کی تفسیر میں فرمایا: منخنقہ وہ ہے جسے گلا گھونٹ کر مارا جائے اور موقوذہ وہ (نیم مردہ) ہے جسے ذبح کی تکلیف کا احساس ہی نہ ہو اور نہ ہی تڑپے اور نہ ہی اس کا خون نکلے اور متردّیہ وہ ہے کوٹھے کی چھت وغیرہ سے نیچے گرے اور نطیحہ وہ ہے جسے کوئی سینگ والا جانور

سینگ مار کر مارے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں کسی بکری (وغیرہ جانور) کی حیات میں شک ہو اور تم دیکھو کہ اس کی آنکھ حرکت کر رہی ہے یا وہ کان کو حرکت دے رہی ہے یا دم کو ہلا رہی ہے تو اسے ذبح کرو کیونکہ وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب (حیوان کی) آنکھ حرکت کرے یا پاؤں مارے یا دم حرکت کرے تو اس کا (تذکیہ کے بعد) گوشت کھاؤ کیونکہ تم نے اس کا تذکیہ کر لیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ وغیرہ میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

تذکیہ کے بعد حیوان کا کوئی اختیاری حرکت کرنا ضروری ہے اگرچہ بالکل کم ہو یا معتدل قسم کا خون نکلنا نہ کہ ثقیل خون ورنہ حلال متصور نہ ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک بکری کو ذبح کیا گیا اور اس نے کوئی حرکت نہیں کی۔ جبکہ اس کا خون بہت نکلا؟ فرمایا: اس کا گوشت نہ کھاؤ۔ کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب (ذبح کے بعد حیوان) پاؤں مارے یا آنکھ حرکت کرے تو پھر اس کا گوشت کھاؤ۔ (التہذیب، کذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہاں خون سے ثقیل خون مراد ہے نہ کہ معتدل۔

۲۔ نیز باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کے پاس چھری نہ تھی آیا وہ سرکنڈے سے ذبح کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب لوہا نہ مل سکے تو پھر پتھر، ہڈی، سرکنڈا اور لکڑی سے ذبح کر سکتے ہو جبکہ حلقوم قطع ہو جائے اور خون بھی نکلے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اس صورت کا حکم؟ جبکہ ذبیحہ تذکیہ کے بعد کسی بلند جگہ سے نیچے گر جائے یا آگ یا پانی میں گر جائے اور پھر مر جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تم اچھے طریقہ پر ذبیحہ کر دو اور وہ آگ یا پانی میں گر جائے یا کوٹھے کی چھت سے نیچے گر جائے (اور مر جائے) تو اس کا گوشت کھاؤ جبکہ تم نے اسے اچھی طرح ذبح کر دیا ہو۔

(التہذیب، الفقیہ، العیاشی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں آپؑ سے ذبح کے بارے میں سوال کیا اور آپؑ نے فرمایا: اگر حیوان (ذبح کے بعد) کسی کنویں یا کسی گڑھے میں گر جائے تو اسے نہ خود کھاؤ اور نہ کسی اور کو کھلاؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہ حدیث پہلی حدیث کے منافی نہیں ہے) کیونکہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اشتباہ ہو کہ جانور ذبح سے مرا ہے یا گرنے کی وجہ سے؟ جبکہ پہلی حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب علم ہو کہ جانور ذبح کی وجہ سے مرا ہے۔

باب ۱۴

ذبیحہ کا روبقبلہ ہونا حتی الامکان شرط ہے۔ اس کے بغیر حلال نہیں ہے مگر یہ کہ ذابح جاہل ہو یا بھول جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ذبح کے بارے میں سوال کیا فرمایا: ذبیحہ کو روبقبلہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حیوان ذبح کیا اور لاعلمی کی وجہ سے اسے روبقبلہ نہیں کیا۔ فرمایا: اس کا گوشت کھاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے اسے (عمداً) روبقبلہ نہیں کیا ہے تو؟ فرمایا: پھر اس کا گوشت نہ کھاؤ اور نہ ہی اس کا گوشت کھاؤ جس پر خدا کا نام نہیں لیا گیا...... پھر فرمایا: جب ذبیحہ کو ذبح کرنے لگو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کرو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر ذبیحہ کو روبقبلہ نہ کیا جائے تو؟ فرمایا: اگر عمداً ایسا نہ کیا جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً وکذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

ذبح کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا شرط ہے اور اس کے بغیر جانور حلال نہیں ہے۔ مگر یہ کہ آدمی بھول جائے تو پھر جب یاد آئے یا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اس ذبیحہ کا گوشت نہ کھاؤ جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود حلبی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص حیوان ذبح کرتا ہے مگر اللہ کا نام لینا بھول جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ متہم نہیں ہے اور عمدہ طریقہ پر ذبح کر سکتا ہے اور حیوان کا گلا نہیں گھونٹا اور نہ ہی جسم ٹھنڈا ہونے سے پہلے گردن کو جدا کرتا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حیوان ذبح کرتا ہے مگر بسم اللہ نہیں پڑھتا تو؟ فرمایا: جب ذابح مسلمان ہے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ عمدہ طریقہ پر ذبح کر سکتا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ذبح کے وقت (عمداً) خدا کا نام نہ لے تو وہ گوشت نہ کھاؤ۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱۰ میں) اور باب الحج میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

ذبح کے وقت خدا کا نام لینے کے سلسلہ میں تسبیح (سبحان اللہ)، تکبیر (اللہ اکبر)، تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) اور تحمید (الحمد للہ) کہہ دینا کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت

امام محمد باقرؑ یا حضرت امام جعفر صادقؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ذبح کے وقت صرف تسبیح یا تکبیر یا تہلیل یا تحمید کی، تو؟ فرمایا: یہ سب اللہ تعالیٰ کے نام ہی ہیں (یعنی کافی ہیں)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

جنب اور غیر ختنہ شدہ آدمی کیلئے جانور کا ذبح کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر جب آدمی ذبح کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر جب آدمی نورہ لگائے، یا پچھنے لگوائے یا ذبح کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے غیر ختنہ شدہ آدمی کے ذبح کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ بیان کی جائیں گی جو اپنے عموم سے اسی موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۸

جب کسی جانور کے بچہ کی خلقت مکمل ہو چکی ہو یعنی اس کے جسم پر بال اور پشم اُگ چکی ہو تو جب اس کی ماں کو ذبح کیا جائے اور وہ شکم میں مر جائے تو یہی اس کا تذکیہ ہے اور اگر زندہ برآمد ہو تو پھر تذکیہ کے بغیر اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اونٹنی کے اس بچہ کے بارے میں سوال کیا جس کی ماں کا تذکیہ کیا جائے؟ فرمایا: جب اس کی خلقت مکمل ہو چکی ہو یعنی اس کے جسم پر بال اُگ آئے ہوں (اور ماں کے پیٹ میں مر جائے) تو

پھر اسے کھا سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک بکری ذبح کرتا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے جس کے جسم پر بال اُگ چکے ہیں تو؟ فرمایا: اس کا تذکیہ اس کی ماں کا تذکیہ ہے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس فرمان ﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اور اس پر بال اور پشم اُگ آئے تو اس کی ماں کا تذکیہ اس کا بھی تذکیہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ذبیحہ ذبح کی جائے اور اس کے پیٹ میں کوئی تام الخلقہ بچہ ہو (اور وہ ماں کے ذبح کرنے سے پیٹ میں مر جائے تو) اس کا گوشت کھاؤ۔ اور اگر تام الخلقہ نہ ہو تو پھر نہ کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بکری کے بارے میں سوال کیا جسے ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا بچہ اس کے پیٹ میں مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: اسے کھاؤ کہ وہ حلال ہے کیونکہ اس کی ماں کا تذکیہ اس کا تذکیہ ہے اور اگر زندہ برآمد ہو تو پھر اسے ذبح کر کے کھاؤ۔ اور اگر باہر آ کر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو پھر اسے نہ کھاؤ اور گائے اور اونٹ (اور ان کے بچوں) کا بھی یہی حکم ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب عیاشی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد وہ بچے ہیں جو چوپاؤں کے شکموں میں ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام ان کے بیچنے کا حکم دیتے تھے۔ (تفسیر عیاشی)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کو لکھا ہے: وہ بچہ ہنوز ماں کے شکم میں ہے اور اس کی خلقت مکمل ہو چکی ہے اس کی ماں کا تذکیہ اس کا بھی تذکیہ ہے۔ (عیون الاخبار)

باب ۱۹

نطیحہ (جسے سینگ سے ٹکر لگے) متردیہ (چھت یا دیوار سے گرے یا جسے کوئی درندہ کھا جائے)، موقوذہ (جسے کوئی مہلک ضرب لگی ہو)، منخنقہ (جس کا گلا گھونٹا جائے) اور چھتوں پر ذبح کئے جانے والے جانور کا کھانا حلال نہیں ہے سوائے اس کے جس کا تذکیہ کیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر (حلال) جانور خنزیر، نطیحہ، متردیہ، اور درندہ کے کھائے ہوئے کے علاوہ حلال ہے بشرطیکہ اس کا تذکیہ کرسکو جبکہ اس کی آنکھ حرکت کر رہی ہو یا پاؤں مار رہا ہو یا دم ہلا رہا ہو۔ اس صورت میں اس کا گوشت کھا سکتے ہو۔(التہذیب)

۲۔ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں فرمایا: درندہ کے کھائے ہوئے، مہلک چوٹ لگے ہوئے، گلہ گھونٹے ہوئے اور بلندی سے گرے ہوئے جانور کو نہ کھاؤ سوائے اس کے جو کو زندہ پاؤ اور اس کا تذکیہ کرو۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود وشا سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نطیحہ، متردّیہ اور درندہ کے کھائے ہوئے کا جب تذکیہ کرلو تو پھر ان کو کھا سکتے ہو۔(الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اسنادخود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ...... الآية﴾ کی تفسیر میں فرمایا: میتہ (مردار)، دم (خون) اور خنزیر کا گوشت کا مفہوم تو معروف و مشہور ہے اور ﴿وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ سے مراد وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے اور جہاں تک منخنقہ کا تعلق ہے تو مجوسی ذبح شدہ حیوان کو نہیں کھاتے تھے ہاں البتہ مردار کھاتے تھے اور وہ گائے بکری کا گلہ گھونٹتے تھے اور جب وہ مر جاتے تو ان کو کھاتے تھے۔ اور وہ متردیہ یعنی جانور کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر بلندی سے نیچے پھینکتے تھے اور جب وہ مر جاتی تو اسے کھاتے تھے۔ اور نطیحہ یعنی سینگ دار جانور کو آپس میں لڑاتے اور جب کوئی جانور اس سے مر جاتا تو اسے کھاتے تھے۔ نیز وہ اس جانور کو بھی کھاتے تھے جسے شیر یا بھیڑیا کھاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سب جانور حرام قرار دے دیئے۔ اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ اور (جاہلیت کے دور میں) لوگ آتش کدوں پر جانور ذبح کرتے تھے اور قریش چونکہ درخت اور پتھر کی بھی پرستش کرتے تھے تو ان کے لئے جانور ذبح کرتے تھے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ یعنی (شطرنج کے تیروں پر

تقسیم کرنا بھی حرام ہے) اور موجب فسق ہے۔ فرمایا: وہ لوگ اونٹنی یا بکری (وغیرہ) کو دس اجزاء پر تقسیم کرتے تھے پھر اکٹھے ہو کر تیر نکالتے تھے اور وہ ایک شخص کے حوالے کر دیتے۔ اور تیر دس قسم کے ہوتے تھے۔ سات کا حصہ ہوتا تھا۔ مگر تین کا کوئی حصہ نہ تھا۔ پس جن تیروں پر انعام ملتا تھا ان کے نام یہ تھے: (۱) الفذ، (۲) التوأم، (۳) المسبل، (۴) النافس، (۵) الحلیس، (۶) الرقیب، (۷) المعلّٰی۔ پس فذ کا ایک حصہ تھا۔ اور توام کے دو حصے۔ مسبل کے تین حصے، نافس کے چار حصے۔ حلیس کے پانچ حصے اور رقیب کے چھ اور معلّٰی کے سات حصے تھے اور وہ تین تیر جن کا کوئی حصہ نہ تھا ان کے نام یہ تھے: (۱) السفیح، (۲) المنیح، (۳) الوغد اور ذبح شدہ حیوان کی قیمت وہ لوگ ادا کرتے تھے جن کے نام انعام والا تیر نکلتا تھا اور چونکہ یہ جوا تھا جسے خدائے عزوجل نے حرام قرار دے دیا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

سخت ضرورت کے علاوہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے پہلے جانور کا ذبح کرنا اور خون بہانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت کے علاوہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے پہلے جانور ذبح کرنے اور خون بہانے کو ناپسند کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۱

طلوعِ فجر سے پہلے رات کے وقت جانور کا ذبح کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ جانور کے مرنے کا خوف ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے غلاموں کو اجتماعات میں طلوعِ فجر سے پہلے حیوان ذبح کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو

فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے غلاموں سے فرمارہے تھے کہ طلوع فجر سے پہلے جانور ذبح نہ کیا کرو کیونکہ خدا نے رات کو ہر چیز کے لئے باعث سکون بنایا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر مجھے (حیوان کے) مرنے کا خوف ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر ذبح کر سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۲

ذبح میں ذابح کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے پس طفل ممیز کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ عمدہ طریقہ پر ذبح کر سکتا ہو اور اس کے ذبیحہ کا کھانا جائز ہے جبکہ خدا کا نام لیا گیا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ بچہ کا ذبیحہ کیسا ہے؟ فرمایا: جب عقلمند ہو اور قد پانچ بالشت ہو اور ذبح کی طاقت رکھتا ہو تو صحیح ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ بچہ کا ذبیحہ کیسا ہے؟ فرمایا: جب ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو اور اللہ کا نام بھی لے تو پھر اسے کھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

ذبح کے سلسلہ میں مرد ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے لہٰذا عورت آزاد ہو یا کنیز جانور ذبح کر سکتی ہے۔ ہاں البتہ ضرورت کے بغیر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تمہارے ذبیحہ کو کوئی یہودی، نصرانی اور مجوسی (یعنی غیر مسلمان) ذبح نہ کرے۔ ہاں البتہ اگر عورت موجود ہے تو وہ اپنے لئے ذبح کر سکتی ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک کنیز تھی آپ جب چاہتے تھے وہ آپ کے لئے ذبیحہ ذبح کرتی تھی۔ (الفقیہ)

۳۔ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام اپنی (طویل) وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! عورتوں پر جمعہ نہیں ہے............ یہاں تک کہ فرمایا اور وہ ذبح بھی نہ کرے مگر ضرورت کے تحت۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لڑکے اور عورت کے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا کہ اسے کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب عورت مسلمان ہو۔ اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے اور اسی طرح جب بچہ (ممیز ہو) اور ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرے مگر یہ تب ہے کہ جب ان (عورت اور بچہ) کے سوا کوئی آدمی موجود نہ ہو اور ذبیحہ کے مرنے کا اندیشہ ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ نیز باسنادِ خود عمر بن اذینہ سے اور وہ امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب عورت اچھی طرح ذبح کر سکتی ہو اور خدا کا نام بھی لے تو اس کے ذبیحہ کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور یہی حکم بچہ (طفل ممیز) کا ہے اور یہی حکم اندھے آدمی کا ہے جبکہ وہ صحیح ذبح کر سکتا ہو۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود احمد بن محمد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مرزبان نے آپؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی لڑکا بلوغت سے پہلے یا کوئی عورت ذبح کرے تو؟ فرمایا: بچہ، خصی اور عورت کے ذبیحہ میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ لوگ اس کے لئے مجبور ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اضطرار کی قید کراہت کے رفع کرنے کے لئے ہے نہ کہ جواز کے لئے (جو کہ بہرحال ثابت ہے)۔

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ عورت کے ذبیحہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحج وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

خصی اور اندھے مرد کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ درست ذبح کریں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابراہیم بن ابوالبلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خصی آدمی کے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابن اذینہ سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اس عورت کا ذبیحہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ ٹھیک طریقہ پر ذبح کرے اور خدا کا نام بھی لے۔ اور یہی حکم لڑکے کا ہے اور یہی حکم اندھے آدمی کا ہے جبکہ وہ عمدہ طریقہ پر ذبح کر سکے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سب عام اور مطلق حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۵

ولد الزنا کے ذبیحہ کا کھانا حلال ہے اگرچہ وہ مشہور بھی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مرزبان نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مشہور ولد الزنا کے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اضطرار کی صورت میں عورت اور بچہ کے ذبیحہ کا بھی یہی حکم ہے۔(الفقیہ)

باب ۲۶

اہل کتاب وغیرہ کفار کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کے ذبیحہ کی قیمت بھی حرام ہے یہ حرمت اس صورت میں بھی برقرار رہے گی جبکہ اور کوئی ذبح کرنے والا نہ ہو سوائے سخت ضرورت (اور تقیہ وغیرہ) کے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود قتیبہ اعشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جب کہ میں بھی وہاں موجود تھا کہ بھیڑ بکریاں موجود ہیں اور انہیں کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور وہاں کوئی یہودی یا نصرانی موجود ہے جو انہیں ذبح کرتا ہے تو کیا ہم ان کا ذبیحہ کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ اس کی قیمت اپنے مال میں شامل کرو اور نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔ کیونکہ قربانی پر خدا کا نام لینا ضروری ہے اور اس

کے متعلق مسلمان کے سوا کسی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس موقع پر ایک شخص نے عرض کیا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ "کہ آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال قرار دے دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا طعام بھی" (یعنی اس کا کیا مطلب ہے؟) فرمایا: میرے والد بزرگوار علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہاں طعام سے دانے وغیرہ مراد ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حسین بن منذر نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ذبیحہ میں (خدا کا) نام لینا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں اہل توحید (مسلمان) کے سوا کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں نے اس سلسلہ میں ایک نئی چیز ایجاد کی ہے جسے میں پسند نہیں کرتا۔ حنان کا بیان ہے کہ میں نے ایک نصرانی سے پوچھا کہ تم لوگ ذبح کے وقت کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہم باسم المسیح کہتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ معلی بن خنیس اور ابن ابی یعفور اکٹھے سفر کر رہے تھے کہ ایک نے یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ کھایا اور دوسرے نے اس کے کھانے سے انکار کیا۔ اور جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ ماجرا بیان کیا؟ امام علیہ السلام نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے کھانے سے انکار کیا؟ اس پر ابن ابی یعفور نے کہا کہ میں نے۔ امام علیہ السلام نے اسے شاباش دیتے ہوئے فرمایا: تو نے خوب کیا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پہاڑ سے بکریاں آتی ہیں جن کا چرواہا مجوسی اور نصرانی ہوتا ہے اور کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور وہ (چرواہا) ذبح کر کے لاتا ہے؟ فرمایا: اسے مت کھاؤ۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھے ہر اس شخص کے ذبیحہ کے کھانے سے منع کرتا ہوں جو آپ کے اور آپ کے اصحاب کے دین پر نہیں ہے (یعنی مسلمان نہیں ہے) مگر جب تم مضطر ہو۔ (التہذیب)

۶۔ قبل ازیں ابی بصیر والی روایت گزر چکی ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: تمہارے ذبیحہ کو یہودی، نصرانی اور مجوسی ذبح نہ کرے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر اس کے منافی ہیں مگر وہ ضرورت یا تقیہ پر محمول ہیں۔

باب ۲۷

تمام کفار کی ذبیحہ حرام ہے خواہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب اور خواہ وہ خدا کا نام لیں یا نہ لیں۔ مگر بوقت تقیہ (اور ضرورت)۔

(اس باب میں کل چھیالیس حدیثیں ہیں جن میں سے پینتیس مکررات کو چھوڑ کر گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین احمسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اصلحک اللہ! ایک قصاب ہمارے پڑوس میں رہتا ہے اور ایک یہودی اس کے پاس آ کر جانور ذبح کرتا ہے تاکہ یہودی اس سے گوشت خرید سکیں؟ فرمایا: نہ، اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور نہ ہی اس سے گوشت خریدو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور میرا والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم آپؑ پر قربان! ہمارے کچھ ساتھی نصرانی ہیں تو جب ہم انکے پاس جاتے ہیں تو وہ ہمارے لئے مرغی، چوزہ، یا بکری کا بچہ ذبح کرتے ہیں آیا ہم وہ کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہرگز نہ کھاؤ بلکہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ اپنے ذبیحہ پر وہ کچھ کہتے ہیں جس کی وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ تم ان کا ذبیحہ کھاؤ............ (انہوں نے یہ بات نصرانیوں سے نقل کی تو) انہوں نے کہا: امامؑ نے سچ فرمایا ہے ہم (ذبیحہ پر) ﴿باسم المسیح﴾ کہتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: بخدا جب وہ تمہارے ذبائح کو نہیں کھاتے تو تم کس طرح ان کے ذبائح کا کھانا حلال جانتے ہو...... پھر فرمایا (خدا کا) نام لینا ضروری ہے اور اس معاملہ میں مسلمان کے سوا اور کسی پر اعتماد نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کافر ذمی کے ذبیحہ کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اسے مت کھاؤ وہ (خدا کا) نام لے یا نہ لے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نصارائے عرب کے بارے میں سوال کیا کہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ان کے ہاتھ کے ذبائح، ان کے شکار کردہ (پرندے) اور ان سے نکاح کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

کہ یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ سے نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کے برتنوں میں کھاؤ۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر آپؑ کوفہ میں منادی کو حکم دیتے تھے کہ وہ اعلان کرے کہ یہود و نصاریٰ کے درویش جانور ذبح نہ کریں بلکہ صرف مسلمان ذبح کریں۔ (قرب الاسناد)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجوسی کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور فرمایا: بنی تغلب کے نصاریٰ کا ذبیحہ بھی نہ کھاؤ کیونکہ وہ مشرکین عرب ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے قربانی کے جانور کو نہ یہودی ذبح کرے اور نہ نصرانی۔ (الفقیہ، کذا فی الفروع)

۱۱۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس طعام سے خدا کی مراد پھل فروٹ اور دانے وغیرہ ہیں نہ کہ وہ ذبائح جو وہ خود ذبح کرتے ہیں...... پھر فرمایا: جب وہ لوگ تمہارے ذبائح کو حلال نہیں جانتے تو تم کس طرح ان کے ذبائح کو حلال جانتے ہو۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام اور مترجم کہتے ہیں کہ یہاں کچھ ایسی حدیثیں بھی مذکور ہیں جن میں سے بعض میں وارد ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ بعض میں وارد ہے کہ جب وہ خدا کا نام لیں تو پھر حلال ہے اور بعض میں وارد ہے کہ جب خود سنو کہ وہ خدا کا نام لے رہے ہیں تو پھر حلال ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان حدیثوں کے بارے میں حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دوسرے علمائے اعلام کا یہ فیصلہ ہے کہ اس قسم کی روایات تعداد میں کم اور سند کے اعتبار سے کمزور ہیں۔ لہٰذا کثیر التعداد اور صحیح السند احادیث کو چھوڑ کر (جن کا ایک ایک شمہ اس باب میں اور اس سے پہلے باب میں ذکر کیا جا چکا ہے) ان کم تعداد و کمزور روایات پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

علاوہ بریں ان روایتوں کی دو طرح توجیہ بھی ممکن ہے ایک یہ کہ یہ جواز ضرورت کے وقت پر محمول ہے جب کہ مردار کا کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ روایات تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ ہمارے مخالفین اہل کتاب کے ذبیحہ کو حلال جانتے ہیں۔ واللہ العالم و علمہ اتم و احکم۔

باب ۲۸

مختلف قسم کے مسلمانوں کے ہاتھ کی ذبیحہ حلال ہے۔ البتہ ناصبی اور مرتد کی ذبیحہ سخت ضرورت اور تقیہ کے علاوہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دینِ اسلام کا کلمہ پڑھنے والے کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے جبکہ وہ اس پر خدا کا نام لے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حروریہ (خوارج) کی ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بازار سے گوشت خریدتا ہے جبکہ وہاں اس کے دینی بھائی موجود ہیں جو جانور ذبح بھی کرتے ہیں اور فروخت بھی کرتے ہیں مگر وہ کسی ناصبی سے خریدتا ہے؟ امام علیہ السلام نے (چین بجبیں ہوکر) فرمایا: تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا: (ناصبی سے خریدے ہوئے گوشت کا کھانا) مردار، خون اور لحم خنزیر کے کھانے کی مانند ہے! راوی نے عرض کیا: سبحان اللہ! کیا وہ مردار، خون اور لحم خنزیر کی مانند ہے؟ فرمایا: ہاں۔ بلکہ اس سے زیادہ سنگین ہے! پھر فرمایا: اس کے دل میں اہل ایمان کے بارے میں بیماری ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد علیہ السلام نے اپنے اب وجدؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا بندوں کو گناہ کرنے پر مجبور کرتا ہے (یعنی جبری العقیدہ ہے) یا ان کو تکلیف مالا یطاق دیتا ہے تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھاؤ، اس کی گواہی قبول نہ کرو۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور اسے زکوٰۃ نہ دو۔ (عیون الاخبار)

۵۔ جناب علی بن محمد خزاز اپنی کتاب میں یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے یونس! جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ کا بھی عام چہروں کی طرح چہرہ ہے وہ مشرک ہے اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ خدا کے بھی عام مخلوق کے اعضاء کی طرح اعضاء و جوارح ہیں تو وہ خدا کا کافر (منکر) ہے۔ نہ اس کی گواہی قبول کرو اور نہ ہی اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاؤ۔ (کفایۃ الاثر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد مرتد کی ذبیحہ کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

مسلمانوں کے بازار سے ذبیحہ اور گوشت کا خریدنا جائز ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے ذبح کیا ہے؟ اور نہ ہی یہ معلوم ہو کہ (شرعی طور پر) ذبح شدہ بھی ہے یا نہ؟ اور نہ ہی اس بارے میں پوچھ گچھ واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے (مسلمانوں کے) بازاروں سے گوشت خریدنے کے بارے میں سوال کیا جبکہ یہ معلوم نہ ہو کہ قصابوں نے کیا کیا ہے؟ (کس طرح ذبح کیا ہے؟) فرمایا: جب مسلمانوں کے بازار سے خریدو تو کھاؤ اور سوال نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارۃ میں گزر چکی ہیں اور اس کے بعد بھی کچھ آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جو (گوشت وغیرہ زندہ) حیوانات سے ذبح سے پہلے کاٹا جائے جیسے دنبہ کی چکی وغیرہ وہ مردار ہے جس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے ہاں البتہ مال کی اصلاح کی خاطر ایسا کرنا جائز ہے اور اس (چکی) سے چراغ روشن کرنے کا حکم؟ اور اس صورت کا حکم جب کوئی شکاری شکار کو ضرب لگائے اور اس کے دو ٹکڑے کر دے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ دنبوں کی چکیوں (لاٹوں) کا کاٹنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر اپنے مال کی اصلاح کی خاطر ایسا کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ جو ٹکڑا (زندہ حیوان سے) کاٹا جائے وہ مردار ہے اس سے استفادہ نہ کیا جائے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! پہاڑی لوگوں کے ہاں بکریوں (اور دنبوں) کی چکیاں بھاری ہو جاتی ہیں اور وہ انہیں کاٹ دیتے ہیں تو؟ فرمایا: وہ حرام ہیں۔ عرض کیا: ہم ان سے چراغ روشن کریں؟ فرمایا: کیوں تم نہیں جانتے کہ وہ (تیل) ہاتھ اور کپڑوں کو لگ جاتا ہے جبکہ وہ حرام (اور نجس) ہے؟ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس چکی سے چراغ جلانے کی حرمت پر دلالت نہیں کرتی جبکہ اس کی نجاست سے اجتناب کیا جائے۔

۳۔ جناب محمد بن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں جامع بزنطی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی زندہ بکریوں کی چکیاں کاٹتا ہے آیا ان سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ان کو پگھلا کر (تیل بنائے) اور اس سے چراغ جلائے مگر ان کو نہ کھائے اور نہ فروخت کرے۔ (السرائر)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارۃ میں گزر چکی ہیں اور آخری مسئلہ (شکار کے دو ٹکڑے والے پر) دلالت کرنے والی حدیثیں باب الصید میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

مچھلی کا تذکیہ یہ ہے کہ اسے پانی سے زندہ باہر نکالا جائے (اور پھر بے شک مر جائے) اور بسم اللہ کے بغیر حلال ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بسم اللہ کے بغیر مچھلیوں کے شکار کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مچھلیوں کے شکار کے بارے میں سوال کیا کہ اگر ان پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اسے زندہ پکڑو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود انس بن عیاض سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے

سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مکڑی اور مچھلی تذکیہ شدہ ہیں ہاں البتہ جو مچھلی پانی کے اندر مر جائے وہ مردار ہے۔ (المحاسن)

۴۔ جناب شیخ احمد بن علی طبرسی ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک زندیق نے آپ سے کہا کہ مچھلی مردار ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: مچھلی کا تذکیہ یہ ہے کہ اسے پانی سے زندہ باہر نکالا جائے اور پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ خود مر جائے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اس میں خون نہیں ہوتا۔ اور یہی حکم مکڑی کا ہے کہ اسے زندہ پکڑا جائے اور پھر مر جائے۔ (احتجاج طبرسی)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۲

اگر مجوسی یا دوسرے کفار مچھلی کا شکار کریں تو اس کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ مسلمان مشاہدہ کرے کہ انہوں نے پانی سے زندہ باہر نکالی ہے ورنہ حلال نہیں ہوگی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بغیر بسم اللہ پڑھے مچھلیوں کے شکار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر مجوسی کے مچھلی کو شکار کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک دیکھ نہیں لوں گا (کہ اس نے پانی سے زندہ باہر نکالی ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسی کے (مچھلی کا) شکار کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جائز ہے جبکہ وہ زندہ تیرے حوالے کریں۔ مگر ان کی گواہی (کہ انہوں نے زندہ پکڑی ہے) کافی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تم خود اس کا مشاہدہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسیوں کے مچھلی کا شکار کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ کہ وہ شکار کے لئے جال بچھاتے ہیں مگر وہ بسم اللہ نہیں پڑھتے اور یہی حال یہودیوں کا ہے؟ فرمایا کہ مچھلی کا شکار یہ ہے کہ اسے (زندہ) پکڑا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجوسی جو مکڑی اور مچھلی کا شکار کرتے ہیں آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: اس کا شکار کرنا ہی اس کا تذکیہ ہے۔ (البحار)

۵۔ عبیداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے

تھے کہ اس مچھلی کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جسے کوئی مجوسی شکار کرے۔(الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصلاح کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مچھلیوں کے بارے میں سوال کیا جن کا مجوسی شکار کریں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مچھلی کا شکار (اور اس کا تذکیہ) اسے (پانی سے) زندہ پکڑنا ہے و بس۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ مسلمان ان (مجوسیوں) سے زندہ حاصل کریں...... اور ظاہر یہ ہے کہ مسلمانوں کا ان کو زندہ پکڑتے دیکھ لینا ہی کافی ہے۔

باب ۳۴

جب مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑ کر باہر نکالا جائے اور پھر وہ پانی میں لوٹ جائے اور پھر وہاں مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور یہی حکم اس مچھلی کا ہے جو پانی میں مر جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مچھلی کا شکار کیا (اسے زندہ پانی سے پکڑا) اور اسے دھاگے سے باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا اور وہ وہاں مر گئی آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔

(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مچھلی کے بارے میں دریافت کیا جو پانی کے اوپر (مردہ حالت میں) تیرتی ہوئی پائی گئی۔ یا سمندر نے اسے مردہ حالت میں باہر پھینک دیا؟ فرمایا: اسے مت کھاؤ۔(ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود جناب علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ سمندر کا شکار (مچھلی) جسے پانی (پانی کی سطح پر) مردہ حالت میں ظاہر کرتا ہے آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔(قرب الاسناد)

۴۔ نیز باسناد خود جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ مچھلی کا شکار کیا جاتا ہے اور اسے باندھا نہیں جاتا اور پھر اسے پانی میں لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ خریدار آکر اسے خریدے مگر وہ وہاں مر جاتی ہے آیا اس کا کھانا حلال ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ وہ اس (پانی) میں مر گئی ہے جس میں اس کی زندگی ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور آئندہ (باب میں) بھی آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

جب مچھلی چھلانگ لگا کر پانی سے باہر آجائے یا پانی خشک ہو جائے اور وہ اس طرح مر جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے جب تک زندہ حالت میں اسے کوئی نہ پکڑے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مچھلی چھلانگ لگا کر نہر کے کنارے پر آگئی اور پھر مر گئی آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: اگر اس کے مرنے سے پہلے اسے پکڑ لو تو پھر اسے کھاؤ اور اگر پکڑنے سے پہلے مر جائے تو پھر اسے نہ کھاؤ۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سلمہ ابوحفص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام مچھلی کے شکار کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ جب تم اسے اس حال میں پاؤ (پکڑو) کہ وہ حرکت کر رہی ہو۔ ہاتھ پاؤں مار رہی ہو اور اس کی دم حرکت کر رہی ہو اور آنکھ پھر رہی ہو تو یہی اس کا تذکیہ ہے (اور پھر وہ حلال ہے)۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ مچھلیاں نہ کھاؤ جنہیں پانی باہر پھینک دے یا جب پانی خشک ہو جائے (اور وہ مر جائیں) تو ان کا کھانا جائز نہیں ہے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

جو شخص پانی میں جال بچھائے یا کوئی باڑھ لگائے اور اس میں کچھ مچھلیاں پھنس جائیں اور کچھ پانی کے اندر مر جائیں پس اگر تو کوئی تمیز نہ ہو سکے تو اس (مری ہوئی) کا کھانا حلال نہیں ہے ورنہ حلال ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالمؤمن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے

کہا کہ وہ میرے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کرے کہ ایک شخص نے مچھلیوں کا شکار کیا جبکہ وہ زندہ تھیں پھر جب اِن کو باہر نکالا تو ان میں سے بعض مر چکی تھیں تو؟ فرمایا: اس (مردہ) کو نہ کھاؤ۔ کیونکہ وہ اس (پانی میں) مرگئی ہے جس میں اس کی حیات تھی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پانی میں جال بچھایا۔ اور پھر اسے وہیں چھوڑ کر گھر چلا گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ اس (جال) میں کچھ مچھلیاں پھنسی ہوئی ہیں مگر مرگئی ہیں تو؟ فرمایا: جس میں اس کے ہاتھ کا دخل رہا ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب بعض مر جائیں اور بعض زندہ ہوں مگر تمیز نہ ہو سکے۔ یا پھر اس صورت پر محمول ہیں کہ اگر جال تو وہیں پانی میں بچھا رہے گا مگر مچھلیاں باہر آ کر مریں۔ واللہ العالم۔

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پانی کے اندر سرکنڈوں کی باڑھ لگائی تا کہ مچھلیوں کا شکار کرے۔ چنانچہ اس میں کچھ مچھلیاں پھنس گئیں اور کچھ اس میں مر بھی گئیں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ باڑھ لگائی ہی تو ان کے شکار کے لئے گئی ہے۔[1] (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مچھلی کے شکار کے بارے میں سوال کیا کہ ہم اسے شکار کے گڑھ میں بند رکھتے ہیں اور وہ اس میں مر جاتی ہے۔ تو؟ فرمایا: آیا اس کا کھانا حلال ہے؟ فرمایا: جب وہ تمہاری قید و بند میں تھی تو پھر اسے کھاؤ۔ (قرب الاسناد)

۱۔ خدا لگتی بات تو یہ ہے کہ مؤلف علام نے جو بعید از کار تاویلیں کی ہیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس باب کی احادیث پر نظر غائر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ مرنے سے پہلے پانی سے زندہ مچھلی انسان کے قبضہ میں آنی چاہئے خواہ ہاتھ میں آئے یا جال میں۔ اور اس قبضہ کے بعد اگر مر جائے خواہ پانی کے باہر مرے یا اس کے اندر تو اس کا کھانا حلال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے فقہی شاہکار "قوانین الشریعہ" جلد دوم میں لکھا ہے کہ مچھلی کا تذکیہ دو طرح سے ہوتا ہے: اول یہ کہ اسے زندہ حالت میں پانی سے پکڑا جائے اور وہ باہر آ کر مرے۔ دوم یہ کہ پانی سے باہر آئے اور مرنے سے پہلے اسے قبضہ میں لیا جائے۔ ہاں البتہ اس سے ہر دو صورت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے ہاتھ سے پکڑا جائے یا جال وغیرہ سے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۶

جو شخص پانی سے زندہ مچھلی باہر نکالے (اور باہر آکر مرے) اور اس کے پیٹ سے ایک اور مچھلی برآمد ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مچھلی کا شکار کیا اور اس کے پیٹ سے ایک اور مچھلی برآمد ہوئی تو؟ فرمایا: دونوں کھائی جائیں گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا گیا تو اس سے ایک اور مچھلی برآمد ہوئی تو؟ فرمایا: دونوں کو کھاؤ۔ (ایضاً)

باب ۳۷

ٹڈی کا تذکیہ یہ ہے کہ اسے زندہ پکڑا جائے پس جو پکڑنے سے پہلے دریا یا صحراء میں مر جائے اس کا کھانا جائز نہیں ہے نہ اس کے چھوٹے بچوں کا کھانا حلال ہے جب تک اڑ کے قابل نہ ہوں اور جب مچھلی یا ٹڈی پکڑی جائے اور زندہ بھون دی جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم ٹڈی کو دریا یا صحراء میں مردہ پاتے ہیں آیا اسے کھایا جائے؟ فرمایا: اسے مت کھاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے پھر آپ سے ٹڈی کے چھوٹے بچوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ اس وقت تک حلال نہیں ہیں جب تک اڑنے کے قابل نہ ہوں۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۲۔ نیز باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: یہ سمندر کی مچھلی کی چھینک ہے پھر فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مچھلی اور ٹڈی جب پانی سے زندہ باہر آئیں تو یہ تذکیہ شدہ ہیں اور زمین ٹڈی کے لئے شکار کا گڑھا ہے اور کبھی مچھلی کیلئے بن جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عمرو بن ہارون ثقفی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ٹڈی تذکیہ شدہ ہے لیکن اگر سمندر کے اندر مر جائے تو پھر اسے مت کھاؤ۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ٹڈی کو زندہ بھون دیا جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسنادِ خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: مچھلیاں اور ٹڈیاں تذکیہ شدہ ہیں۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۳۸

اس چمڑے اور گوشت کا حکم جو مسلمانوں کے شہروں میں پایا جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ میں نے تلوار کو حمائل کرنے کے بارے میں کم بخت اور فرو کے بارے میں سوال کیا (یعنی بعض جانوروں کی کھال کی جس کی پوستین بھی ہوتی ہے؟) فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک دسترخوان راستہ میں ملا ہے جس میں بہت سا گوشت، روٹیاں، پنیر اور انڈے موجود ہیں اور ایک چھری بھی ہے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: اس سب کچھ کی قیمت مقرر کی جائے اور پھر کھایا جائے کیونکہ اسے بحالِ خود رکھا جائے تو خراب ہو جائے گی۔ پس اگر اسکا کوئی طلبگار آ گیا تو اس کی قیمت ادا کر دیں گے! عرض کیا گیا کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کا دسترخوان ہے یا کسی مجوسی کا؟ فرمایا: جب تک معلوم نہ ہو (کہ کسی غیر مسلمان کا ہے) تب تک لوگ وسعت میں ہیں۔(الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جانور کی کونچیں کاٹنا مکروہ ہیں اگرچہ دشمن کی زمین میں وہ اڑ جائے بلکہ اس کا ذبح کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہاری سواری کا جانور اڑ جائے یعنی دشمن کی زمین میں کھڑا ہو جائے تو اسے ذبح کر دو اور اس کی کونچیں نہ کاٹو۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الجہاد میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

جن جانوروں کو آدمی نے اپنے ہاتھوں سے پالا ہو ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرے پاس ایک سال تک ایک مینڈھا رہا جس کی میں عید الاضحیٰ پر قربانی کرنا چاہتا تھا جب میں نے پکڑا...... اور زمین پر لٹایا تو اس نے مجھ پر اس طرح نگاہ ڈالی کہ مجھے اس پر ترس آ گیا۔ اور دل نرم ہو گیا۔ مگر پھر بھی اسے ذبح کر ڈالا۔ (یہ سن کر امام علیہ السلام نے) فرمایا: میں تمہارے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا تم ایسا کرو۔ کہ خود اس کو پالو اور پھر اسے ذبح کرو۔(التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابو الصحاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک بکری یا دو بکریوں کو چارہ کھلاتا ہے تاکہ ان کی قربانی کرے۔ فرمایا: میں اس کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتا......... فرمایا کہ ایسے آدمی کو چاہئے کہ مسلمانوں کے بازار میں جائے اور کوئی جانور خرید کر ذبح کرے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

ماکول اللحم جانوروں میں قابل نحر کا نحر کرکے اور قابل ذبح کا ذبح کرکے لوگوں کو گوشت کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم لوگوں کو طعام کھلانے اور خون بہانے کو پسند کرتا ہے۔(الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب المعروف میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الاطعمہ میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۴۲

گوشت فروش کے لئے گوشت میں پھونک مارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفی کتاب الغارات میں ابوالحرب سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار آپؑ بازار میں داخل ہوئے اور فرمایا: اے گروہ گوشت فروشاں! جو گوشت میں پھونک مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(کتاب الغارات)

کتاب الاطعمہ والاشربۃ

کھانے پینے کے ابواب

(مختلف ابواب کی اجمالی فہرست)

(۱) اطعمۂ محرمہ کے ابواب، (۲) آداب دسترخوان کے ابواب،
(۳) اطعمۂ مباحہ کے ابواب، (۴) اشربۂ مباحہ کے ابواب،
(۵) اشربۂ محرمہ کے ابواب۔

(ذیل میں ان ابواب کی تفصیل بیان کی جاتی ہے)

(اطعمۂ محرّمہ کے ابواب)

اس سلسلہ میں کل چھیاسٹھ (۶۶) باب ہیں

باب ۱

مردار، خون، خنزیر کے گوشت، اور خمر (شراب) کی حرمت اور سخت ضرورت کے تحت بقدر ضرورت ان کی اباحت کا بیان۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خمر، مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے جو چیزیں حرام یا حلال قرار دی ہیں وہ کسی ذاتی پسند یا ناپسند کی بنا پر نہیں لیکن (بلکہ بندوں کو فائدہ پہنچانے یا ان کو نقصان سے بچانے کی خاطر کی ہیں) چونکہ وہ ان کے اجسام کا خالق ہے اس لئے وہ جانتا ہے کہ کیا چیز ان کے بدنوں کے لئے مفید ہے تو...... ازراہ لطف و کرم اسے مباح قرار

دے دیا اور وہ جانتا ہے کہ ان کے لئے کیا مضر ہے؟ تو اسے حرام قرار دے دیا۔ اور شدید ضرورت کے تحت اسی بدن کی بقا کی خاطر مضطر کے لئے مباح قرار دے دیا۔ (اب رہا ان محرّمات کا ضرر و زیاں تو) جہاں تک مردار کا تعلق ہے تو اس کے کھانے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے، قوت زائل ہو جاتی ہے، نسل قطع ہوتی ہے اور مردار کھانے والا ناگہانی موت مرتا ہے اور جہاں تک خون کا تعلق ہے تو اس کے کھانے سے پیٹ میں پانی پڑتا ہے (صفراء کے غلبہ کا باعث ہے)، منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے، بدخلقی کا موجب ہے، چھائیاں پیدا کرتا ہے، قساوت قلبی اور رأفت و شفقت میں کمی کا باعث ہے یہاں تک کہ اس سے بعید نہیں ہے کہ اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ اور اپنے مخلص ساتھیوں کو قتل کرے۔ اور جہاں تک خنزیر کے گوشت کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف صورتوں اور شکلوں میں مسخ کیا۔ جیسے خنزیر، بندر اور ریچھ اور دیگر مسوخات۔ پھر ان کے کھانے کی ممانعت فرمائی تاکہ لوگ ان سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی سزا کو خفیف نہ سمجھیں اور جہاں تک خمر (شراب) کا تعلق ہے تو خداوند عالم نے اس کے کام (فتورِ عقل) اور اس کے نتیجہ میں فساد پیدا ہونے کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا۔ اور فرمایا: مدمن خمر یعنی ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا بت پرست کی مانند ہے۔ یہ جسم میں رعشہ کا باعث ہے۔ یہ شرابی کے نور (چہرہ کی رونق) کو زائل کرتا ہے۔ اور آدمی کی مروت کو ضائع کرتا ہے اور شرابی کو کئی قسم کے حرام کام کرنے جیسے ناحق خون بہانے اور زنا کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس سے بعید نہیں ہے کہ وہ مدہوشی کے عالم میں اپنی محارم پر چڑھ جائے اور شراب کے پینے والے کے شر و ضر میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

(الفروع، الفقیہ، الامالی، علل الشرائع، المحاسن، العیاشی، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کے مختلف مسائل کے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ وہ بدشکل ہے اور تاکہ اس سے اجتناب کرنے کی وجہ سے مخلوق کو عبرت اور نصیحت حاصل ہو اور (جس گناہ کی وجہ سے وہ مسخ ہوا ہے) اس سے خوف پیدا ہو۔ نیز اس کی غذا غلیظ ترین ہوتی ہے۔ علاوہ بریں اس کے کئی علل و اسباب ہیں۔ اسی طرح خدا نے بندر کو بھی حرام قرار دیا کیونکہ وہ بھی خنزیر کی طرح مسخ شدہ مخلوق ہے اور تاکہ اس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہو اور اس کے سبب مسخ سے خوف پیدا ہو۔ اور اس میں انسانی (حرکات و سکنات کے ساتھ کچھ) مشابہت رکھی تاکہ معلوم ہو کہ وہ اس مخلوق میں سے ہے جس پر خدا کا قہر و غضب نازل ہوا ہے اور مردار کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس کے کھانے سے بدن کی صحت خراب ہوتی ہے اور آفت و عاہت پیدا ہوتی ہے۔ اور خدائے حکیم نے خون کو بھی مردار کی طرح حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس سے بدن کی صحت برباد ہوتی ہے

اور وہ پیٹ میں پانی پیدا کرتا ہے اور بدبو کا باعث ہے اور بدخلقی پیدا کرتا ہے اور قساوت قلبی کا موجب ہے اور اس سے نرمی اور شفقت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایسے شخص سے کچھ بعید نہیں ہے کہ اپنی اولاد، اپنے والدین اور اپنے ساتھی کو قتل کر دے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے جس جانور کو (سخت) حرام قرار دیا ہے وہ خنزیر ہے (مگر دوسرے محرمات کا کھانا بھی ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمی باسنادِ خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے حفص! میں نے دنیا کو اپنے لئے بمنزلہ مردار کے قرار دے رکھا ہے پس جب مضطر ہوتا ہوں تو اس سے کچھ استعمال کرتا ہوں۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

تمام مسوخات (مسخ شدہ جانوروں) کے گوشت اور انڈے حرام ہیں اور لوگوں کے گوشت بھی حرام ہیں۔

(اس باب میں اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوسمار (گوہ) کے کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سوسمار، چوہا، بندر اور خنزیر مسوخ ہیں (اور مسخ شدہ مخلوق کا کھانا حرام ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ہاتھی کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: وہ مسوخات میں سے ہے اور خدا نے تمام مسوخات کو حرام قرار دیا ہے اور ان کے ہم صورتوں کو بھی۔ (الفرع، العلل، التہذیب، المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اور اس کے رسولؐ نے تمام مسوخات کو حرام قرار دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسنادِ خود ابوسہل قرشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

کتے کے گوشت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ مسخ شدہ ہے! راوی نے عرض کیا کہ آیا وہ حرام ہے؟ فرمایا: وہ نجس ہے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے تین بار یہ سوال دھرایا اور امام علیہ السلام نے ہر بار یہی جواب دیا کہ وہ نجس ہے۔ (اور ظاہر ہے کہ ہر نجس چیز کا کھانا حرام ہوتا ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود سلیمان جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طاؤس (مور) کا کھانا حلال نہیں ہے اور نہ ہی اس کا انڈا حلال ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طاؤس مسخ شدہ مخلوق ہے۔ یہ ایک خوبصورت مرد تھا اس نے ایک مؤمن آدمی کی بیوی پر غلبہ حاصل کیا جو اس سے محبت کرتی تھی پس اس نے اس سے زنا کیا۔ بعد ازاں اس سے خط و کتابت کی۔ پس خدا نے ان دونوں کو مسخ کر کے نر و مادہ (طاؤس) بنا دیا۔ اس لئے نہ ان کا گوشت کھاؤ اور نہ ان کے انڈے کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ نیز باسناد خود محمد بن الحسن اشعری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (مسوخات اور ان کے مسخ ہونے کے علل و اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: ہاتھی مسخ شدہ ہے یہ زنا کار بادشاہ تھا، بھیڑیا بھی مسخ شدہ ہے یہ ایک دیوث (بے غیرت) بدّو تھا، خرگوش بھی مسخ شدہ ہے یہ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر سے خیانت (زنا) کرتی تھی اور حیض کا غسل نہیں کرتی تھی، وطواط بھی مسخ شدہ ہے یہ چور تھا جو لوگوں کی کھجوریں چراتا تھا، بندر اور خنزیر بنی اسرائیل کی ایک قوم تھی جس نے سبت (سنیچر) کے معاملہ میں حد سے تجاوز کیا تھا، جریث (ایک قسم کی مچھلی) اور سوسمار یہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو ایمان نہیں لایا تھا یہاں تک کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ نازل ہوا۔ تب وہ راستہ سے بھٹک گئے۔ چنانچہ لوگ سمندر میں گر گئے (اور وہ جریث نامی مچھلی بن گئے) اور کچھ خشکی میں رہے (جو سوسمار بن گئے)، چوہا اور بچھو چغلخور تھے، ریچھ اور چھپکلی اور بھڑ یہ گوشت فروش تھے جو ترازو پر تولنے میں چوری کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۸۔ نیز باسناد خود ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شب و روز تک مکہ میں قیام پذیر رہے اور بھوکے رہے پھر وہ نکلے اور میں بھی ان کے ہمراہ نکلا۔ چنانچہ ہم کچھ ساتھیوں کے پاس سے گزرے جو دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کھانا حاضر ہے! آپؐ وہاں بیٹھ گئے۔ اور ایک روٹی لے کر اس کو آدھ سے توڑا۔ پھر ان کے سالن کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: تمہارا سالن کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جریث (چھلکا کے بغیر مچھلی)۔ یہ سن کر آپؐ نے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور میں بھی آپؐ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ہم ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو

دوپہر کا کھانا تیار کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کھانا حاضر ہے! آپؐ وہاں بیٹھ گئے اور روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور پوچھا: تمہارا سالن کیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! سوسمار ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ہم صفا (نامی پہاڑی) کے قریب پہنچے، دیکھا کہ وہاں کچھ ہانڈیاں جوش مار رہی ہیں! ان لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر تھوڑا سا ٹھہریں تو ہانڈیاں تیار ہو جائیں! فرمایا: تمہاری ہانڈیوں میں ہے کیا؟ عرض کیا: اہلی گدھے ہیں جن پر ہم سوار ہوتے تھے۔ وہ چلنے سے رک گئے تو ہم نے انہیں ذبح کر دیا۔ پس آپؐ اٹھے اور ہانڈیوں کے پاس گئے۔ اور انہیں پاؤں کی ٹھوکر سے الٹا کر دیا۔ بعد ازاں وہاں سے آگے روانہ ہوئے اور مجھے فرمایا: بلالؓ کو بلاؤ۔ چنانچہ جب میں بلالؓ کو لایا آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ! کوہِ ابوقبیس پر چڑھ جاؤ اور اعلان کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جری، سوسمار اور اہلی گدھوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو...... اور مچھلیوں میں سے صرف وہ مچھلی کھاؤ جس پر چھلکا ہوتا ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے (سابقہ دور میں) سات سو قوموں کو مسخ کیا جنہوں نے (انبیاءؑ کے بعد ان کے اوصیاء کی نافرمانی کی تھی)۔ پس چار سو قوموں کو خدا نے خشکی میں اور تین سو قوموں کو سمندر میں پکڑا پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ﴾ (ہم نے ان کو حدیث (بات) بنا کر رکھ دیا اور ان کو بالکل متفرق کر دیا)۔ (الفروع، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اہلی گدھوں کا حکم کراہت شدیدہ پر محمول ہے۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر بھی محمول کیا ہے۔

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جو مسخ ہوتے ہیں وہ تین دن سے زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہتے اور یہ موجودہ مسوخات ان کی ہم شکل ہیں جن سے خدا نے مسخ کر دیا ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ باسنادِ خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آپؑ نے مامون کے سوالات کے جواب میں لکھا کہ خدا نے خرگوش کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ یہ بمنزلہ بلی کے ہے اور اس کے درندوں کے ناخنوں کی طرح ناخن ہوتے ہیں لہٰذا اس کا حکم بھی انہی والا ہے علاوہ بریں یہ غلیظ بھی ہے اور اسے عورتوں کی طرح خون آتا ہے۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود علی بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جدؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولادِ آدمؑ میں سے تیرہ قسم کے مسوخات ہیں: (۱) بندر، (۲) خنزیر، (۳) خفاش (چمگادڑ)، (۴) سوسمار، (۵) ہاتھی، (۶) ریچھ، (۷) دعموص (پانی کا سیاہ کیڑا جو تالاب کا

پانی کم ہونے پر دکھائی دیتا ہے)، (۸) جریث (بے چھلکا ایک مچھلی)، (۹) بچھو، (۱۰) سھیل، (۱۱) قنفذ (سیہہ: ایک خاردار جانور)، (۱۲) زہرہ، (۱۳) عنکبوت (مکڑی)۔ (بعدازاں امام علیہ السلام نے ان چیزوں کے مسخ کے علل واسباب پر روشنی ڈالی)۔ (العلل، الخصال)

۱۲۔ نیز باسنادخود علی بن الحسین علوی سے اور وہ علی بن جعفر کے سلسلۂ سند سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: مسوخات کل تیرہ (۱۳) ہیں: (۱) ہاتھی، (۲) ریچھ، (۳) خرگوش، (۴) عقرب (بچھو)، (۵) سوسار (گوہ)، (۶) عنکبوت (مکڑی)، (۷) دعموص (تالاب کا کالا کیڑا)، (۸) جری (بے چھلکا مچھلی)، (۹) وطواط، (۱۰) بندر، (۱۱) خنزیر، (۱۲) زہرہ، (۱۳) سھیل۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! ان کے مسخ ہونے کے اسباب کیا تھے؟ فرمایا: ہاتھی ایک سرکش اور لوطی آدمی تھا جو کوئی خشک و تر (کسی کو بھی) نہیں چھوڑتا تھا اور ریچھ مفعول تھا وہ لوگوں کو بلا بلا کر اپنے سے بدفعلی کراتا تھا، خرگوش ایک گندی عورت تھی جو جنابت اور حیض کا غسل نہیں کرتی تھی۔ بچھو بڑا عیب گیر اور طعن و تشنیع کرنے والا آدمی تھا جس سے کوئی محفوظ نہیں تھا، سوسار ایک بدو تھا جو رات کے سمے میں حجاج کی چوری کیا کرتا تھا۔ مکڑی ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا اور دعموص ایک چغلخور شخص تھا جو چغلخوری کر کے دوستوں میں جدائی ڈالا کرتا تھا۔ اور جری دیوث آدمی تھا اپنی بیویوں سے لوگوں سے برائی کراتا تھا۔ اور وطواط ایک چور تھا جو لوگوں کی کھجوریں درختوں کے اوپر سے چوری کرتا تھا اور جہاں تک بندروں کا تعلق ہے تو یہ یہود تھے جنہوں نے سنیچر کے معاملہ میں زیادتی کی تھی۔ اور خنزیر وہ نصرانی ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے لئے آسمان سے مائدہ کے نزول کی استدعا کی تھی مگر اس کے نزول کے بعد ان کا انکار بڑھ گیا تھا۔ اور سھیل[1] ایک رشوت خور شخص تھا جو یمن میں رہتا تھا۔ اور زہرہ ناہید نامی ایک عورت تھی جس کے بارے میں عام لوگ کہتے ہیں کہ ہاروت و ماروت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے۔ (علل الشرائع)

۱۳۔ نیز باسنادخود محمد بن سلیمان دیلمی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (بعض مسوخات کی وجہ مسخ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: خفاش (چمگادڑ) ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا جس پر خدا نے اسے خفاش کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور چوہا یہود کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا جس سے خدا (ان کے برے کاموں کی وجہ سے) غضبناک ہوا اور اسے چوہے کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور مچھر ایک ایسا

---

[1] حسب ظاہر تو اس سہیل اور زہرہ سے آسمان کے دو مشہور ستارے مراد ہیں۔ مگر حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان سے دو سمندری جانور مراد ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کسی مخلوق کو اس کے کسی جرم کی سزا میں ایسی چمک دمک والی شکل و صورت میں مسخ کرے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شخص تھا جو انبیاءؑ کا مذاق اڑاتا تھا اور ان کو گالیاں دیتا تھا اور ان کے سامنے تیوری چڑھاتا تھا۔ اور تاڑیاں بجاتا تھا تو خدا نے اسے مسخ کرکے مچھر بنا دیا۔ اور قملہ (جوں) ایک نبیؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک بے وقوف آدمی نے ان کا مذاق اڑانا شروع کیا تو خدا نے اسے جوں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ اور یہ وزغ (چھپکلی) بنی اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا جو اولادِ انبیاءؑ کو گالیاں دیتا تھا اور ان سے دشمنی کرتا تھا جس پر خدا نے اسے مسخ کرکے چھپکلی بنا دیا اور عنقا نامی پرندہ بھی ایک آدمی تھا جس پر کسی وجہ سے خدا غضبناک ہوا اور اسے مسخ کرکے عنقا بنا دیا۔ پس ہم خدا کے قہر وغضب اور اس کے عذاب وعقاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جانوروں میں خرگوش، سوسار، گھوڑے اور خچر کا گوشت کھانے کو مکروہ (ناپسند) جانتے تھے اور مردار، خون اور لحم خنزیر کی طرح حرام نہیں جانتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ خرگوش اور سوسمار بھی حرام تو ہیں تو مگر ان کی حرمت مردار کی حرمت سے کمتر ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔

۱۵۔ نیز باسنادِ خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے رغبت قسم کے انسان تھے وہ ایک چیز کو مکروہ جانتے تھے (ناپسند کرتے تھے) مگر اسے حرام قرار نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ ایک بار ان کے پاس خرگوش (کا گوشت) لایا گیا۔ پس آپؐ نے اسے ناپسند فرمایا مگر حرام قرار نہیں دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی توجیہہ ابھی اوپر بیان کر دی گئی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا تذکیہ کرنا جائز ہو تاکہ اس کے چمڑے اور اون سے نماز کے علاوہ دوسرے کاموں میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔ نیز اس سے پہلے (ابواب العشرہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو انسان کے گوشت کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ (احادیث غیبت میں)۔

باب ۳

ہر قسم کے درندوں خواہ پرندے ہوں یا وحشی جانور جن کی کچلی ہو یا دراز ناخن وغیرہ کی حرمت کا بیان اور ان کے علاوہ چند محرمات کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ درندہ جو کچلی رکھتا ہو اور ہر پرندہ جو لمبے ناخن رکھتا وہ حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر کچلی رکھنے والا درندہ اور ہر ناخن رکھنے والا پرندہ حرام ہے اور فرمایا: کوئی درندہ بھی نہ کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کون سے پرندے اور وحشی جانور کھائے جاتے ہیں؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دراز ناخن رکھنے والا پرندہ اور ہر کچلی رکھنے والے وحشی جانور کو حرام قرار دیا ہے! میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ درندوں میں سے بعض حرام ہیں؟ فرمایا: اے سماعہ! ہر درندہ حرام ہے اگر کچلی نہ بھی رکھتا ہو۔ اور ہر ناخن دار پرندہ جو پر باندھ کر اڑے وہ حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا: درندوں کا گوشت اور ان کا چمڑا کیسا ہے؟ فرمایا: درندہ جانوروں اور درندہ پرندوں کے گوشت کو تو ہم مکروہ جانتے ہیں اور جہاں تک ان کے چمڑوں کا تعلق ہے تو تم (ان سے بنائی ہوئی زین پر) سوار ہو سکتے ہو مگر اس کو پہن کر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ گزشتہ اور آئندہ احادیث کے پیش نظر یہاں کراہت کے لفظ سے حرمت مراد ہے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کے بعض مسائل کے جواب میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے لکھا کہ تمام درندے پرندے اور وحشی درندے حرام قرار دیے گئے ہیں کیونکہ وہ مردار اور انسانوں کا گوشت اور پاخانہ وغیرہ کھاتے ہیں۔ پس خدا نے ان کو حرام قرار دے کر حرام وحلال میں حد فاصل قائم کر دی۔ جیسا کہ میرے (باپ) علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر کچلی رکھنے والا درندہ اور ہر ناخن رکھنے والا پرندہ حرام ہے اور ہر وہ پرندہ جس کا پوٹہ ہو وہ حلال ہے۔ اور حرام وحلال میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ جو پرندہ پر پھڑ پھڑا کر اڑے وہ حلال ہے اور جو پَر پھیلا کر اڑے وہ حرام ہے اُسے نہ کھاؤ۔ (العلل، عیون الاخبار)

۶۔ نیز باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے شرائع الدین والی حدیث میں فرمایا: شراب حرام ہے اور جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے اور ہر کچلی رکھنے والا درندہ اور ہر ناخن رکھنے والا پرندہ حرام ہے اور تلی حرام ہے کیونکہ وہ خون ہے، جری، مارماہی، طافی اور زمیر (یہ سب چھلکے کے بغیر مچھلیاں ہیں) حرام ہیں اور ہر وہ مچھلی جس پر چھلکا نہ ہو وہ حرام ہے اور انڈے وہ

کھائے جائیں گے جن کے دونوں جانب مختلف ہوں (چھوٹے و بڑے ہوں)۔ اور جن کی دونوں جانب برابر ہوں ان کو نہیں کھایا جائے گا۔ اور اس ٹڈی کو کھایا جائے گا جو اڑنے کے قابل ہو اور جو ہنوز اڑنے کے قابل نہیں ہے اسے نہیں کھایا جائے گا اور ٹڈی اور مچھلی کا تذکیہ یہ ہے کہ انہیں زندہ پکڑ لیا جائے۔ (کتاب الخصال)

۷۔ نیز باسنادِ خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: اس پرندہ کے کھانے سے اجتناب کرو جس کا پوٹا، خار اور چھٹی نہ ہو۔ اور ہر اس درندہ سے بچو جس کی کچلی ہو اور ہر اس پرندہ سے بچو جس کے ناخن ہوں۔ اور تلی نہ کھاؤ کہ وہ فاسد خون پیدا کرتی ہے (کیونکہ وہ خود خون ہے)۔ اور نہ سیاہ کپڑے پہنو کہ یہ فرعون کا لباس ہے اور گوشت کی غدود سے بچو کہ وہ جذام کی رگ کو حرکت میں لاتی ہیں۔ بنی اسرائیل کے دو گروہ گم ہو گئے تھے ایک خشکی میں رہ گیا اور دوسرا سمندر میں جا گرا۔ لہٰذا تم وہی چیز کھاؤ جس کو جانتے ہو (کہ وہ حلال ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اہلی گدھوں کا گوشت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم اور زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اہلی گدھوں کا گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر ان کے گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی تھی اور یہ ممانعت (بھی وقتی مصلحت کے تحت تھی کیونکہ) اس وقت یہی لوگوں کی سواری تھی اور یہی بار برداری اور (حقیقی اور سخت) حرام تو وہ ہے جسے خدا نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جنگ خیبر میں جب مسلمانوں پر گزران مشکل ہو گئی تو انہوں نے اپنی سواریوں کو ذبح کرنا (کھانا) شروع کر دیا۔ اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی ہانڈیوں کو انڈیل دیا جائے اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ حرام ہیں۔ بلکہ یہ کاروائی ان جانوروں کو باقی رکھنے کی خاطر کی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسنادِ خود ابان بن تغلب سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس شخص نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے گھوڑوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: نہ کھاؤ مگر یہ کہ ضرورت درپیش ہو۔ پھر اہلی گدھوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ آپؑ نے اس کی ممانعت فرمائی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر میں اہلی گدھوں کا گوشت کھانے کی اس لئے مناہی فرمائی تھی تا کہ وہ ختم نہ ہو جائیں۔ اور یہ ممانعت بھی کراہت والی ہے حرمت والی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اہلی گدھوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا کہ آیا کھایا جائے؟ فرمایا: اس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) منع فرمایا ہے اور یہ منع بھی اس لئے فرمائی کہ لوگ انہی پر باربرداری کرتے تھے تو آپؐ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ لوگ انہیں (ذبح کرکے) ختم ہی نہ کر دیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

گھوڑوں اور خچروں کا گوشت صرف مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن مُسکان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھوڑے اور خچر کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مناہی فرمائی ہے لہٰذا انہیں نہ کھاؤ۔ مگر اضطرار کی حالت میں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہے تو حلال۔ مگر عام لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ نیز باسنادخود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء واجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص کے ہاں گئے دیکھا کہ اس

کا گھوڑا دم توڑ رہا ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اسے ذبح کرو۔ اس سے تجھے دوگنا اجر و ثواب ملے گا! ایک ذبح کرنے کا، دوسرا صبر کرنے کا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آیا اس میں سے میرا کچھ حصہ بھی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ خود بھی کھا اور مجھے بھی کھلا۔ چنانچہ اس نے اس کی ایک ران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کی جس سے آپؐ نے بھی کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ (التہذیب)

۴۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے پیشاب کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے انہیں مکروہ قرار دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آیا ان کے گوشت حلال نہیں ہیں؟ فرمایا: کیا خدا نے (قرآن میں) واضح نہیں کیا کہ کھانے کی چیزیں کیا ہیں اور سواری و بار برداری کی چیزیں کیا ہیں؟ چنانچہ فرماتا ہے کہ ﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾! (کہ خدا نے چوپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لئے بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو)۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ (اور گھوڑے اور خچر اور گدھے اس لئے پیدا فرمائے ہیں کہ ان پر سوار ہو اور یہ تمہارے لئے زینت کا باعث بنیں)۔ پھر فرمایا: اگرچہ ان کا گوشت حرام نہیں ہے مگر عام لوگ ان سے کراہت کرتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

ہر زہریلے ڈنگ والی چیز کے کھانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر زہریلے ڈنگ والی چیز کے کھانے کو ناپسند کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کراہت بمعنی حرمت ہے۔ اور یہ اسی پر محمول ہے۔

باب ۷

کوے اور اس کے انڈے کھانے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: کوے کا کھانا حرام نہیں ہے۔ کیونکہ حرام وہی ہے جسے قرآن حرام قرار دے۔ ہاں البتہ انسانی نفوس بہت سی چیزوں سے نفرت کرتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں احتمال ہے کہ یہ محمول برتقیہ ہے (کیونکہ اکثر مخالفین اسے حلال جانتے ہیں)۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا سفید و سیاہ رنگوں والے اور سیاہ کوے کا کھانا حلال ہے؟ فرمایا: ہر قسم کے کوے کا کھانا حلال نہیں ہے۔ (الفروع، بحار الانوار)

۳۔ نیز باسنادِ خود ابو اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کوے کے انڈوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: انہیں مت کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی قسم کا کوا اور کسی قسم کا سانپ نہیں کھایا جاتا۔ (الفقیہ)

باب ۸

جس مچھلی پر چھلکا نہ ہو اس کا کھانا اور فروخت کرنا حرام ہے اور جس پر چھلکا ہو اس کا کھانا اور فروخت کرنا حلال ہے اور اسقنقور کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: رحمک اللہ! ہمارے پاس ایسی مچھلیاں لائی جاتی ہیں جن پر کوئی چھلکا نہیں ہوتا تو؟ فرمایا: تم صرف وہ مچھلی کھاؤ جس پر چھلکا ہو اور جس پر کوئی چھلکا نہ ہو اسے مت کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کون سی مچھلیاں کھائی جاتی ہیں؟ فرمایا: صرف وہ کھاؤ جس پر چھلکا ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کوفہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر مچھلیوں والے بازار میں گشت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خبردار! وہ مچھلیاں نہ کھاؤ اور نہ بیچو جن پر چھلکا نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ مچھلی کھاؤ جس پر چھلکا ہے اور وہ نہ کھاؤ جس پر چھلکا نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسی باسناد خود احمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ اس دوا کا استعمال جائز ہے جس میں قوتِ باہ میں اضافہ کی خاطر اسقنقور[1] ڈالا گیا ہو؟ امام علیہ السلام نے (جواب میں) فرمایا: اگر اس پر چھلکا ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۹

(غیر چھلکے دار مچھلیاں جیسے) جری، مارماہی اور زمیر کا کھانا اور ان کی خرید و فروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں سے کچھ پڑھائی۔ اس میں لکھا تھا کہ میں جری، زمیر اور مارماہی، طافی[2] اور طحال (تلی) سے منع کرتا ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حبابۂ والبیہ والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو (کوفہ میں) شرطۃ الخمیس (اپنی خاص پولیس) میں دیکھا جبکہ درّہ تھا جس کے دوسرے تھے جس سے وہ جری، مارماہی اور زمیر (ملّی مچھلی) کے بیچنے والوں کو مارتے بھی جاتے تھے اور فرماتے بھی جاتے تھے کہ اے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ مخلوق اور لشکر بنی مروان کے بیچنے والو!.......... اس موقع پر فرات بن احنف نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مولا! یہ لشکر بنی مروان کیا ہے؟ فرمایا: یہ کچھ لوگ تھے جو ڈاڑھیاں منڈواتے تھے[3] اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے جس کی وجہ سے خدا نے انہیں مسخ کر کے (ملّی مچھلی بنا دیا)۔ (الفروع وغیرہ)

---

[1] سوسمار کی قسم کا ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کی چھوٹی چھوٹی چار ٹانگیں (جن کے ناخن بھی ہیں) اور ایک دم بھی ہوتی ہے جو بعض دریاؤں کے کنارے پر ہوتا ہے اور ریت میں انڈے دیتا ہے۔ بظاہر یہ مچھلی کی قسم سے نہیں ہے اور یہ نام یونانی یا رومی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] وہ مچھلی جو پانی کے اندر مر جائے اور پھر پانی کی بالائی سطح پر آ جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[3] فقیہ نبیہ و عالم ربانی حضرت شیخ یوسف بحرانی قدس سرہ نے اپنی عظیم فقہی کتاب حدائق ناضرہ میں حرمت ریش تراشی پر دوسری دلیلوں کے علاوہ زیادہ تر اسی واقعہ سے اس پر استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ زناکاری پر کوئی قوم مسخ نہیں ہوئی مگر ڈاڑھی منڈوانے پر پوری قوم مسخ ہو چکی ہے ﴿ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون﴾۔ باقی تفصیلات ہمارے رسالہ "حرمت ریش تراشی قرآن وسنت کی روشنی میں" دیکھی جائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ نیز باسناد خود نسابہ کلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جری (ایک قسم کی بے چھلکا مچھلی) کے بارے میں سوال کیا؟ آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو مسخ کیا تو جنہوں نے سمندر کو اختیار کیا وہ جری، مارماہی اور زمیر وغیرہ ہیں اور جنہوں نے خشکی کو اختیار کیا وہ بندر، سور، وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) اور ورل (گوہ کی مانند ایک جانور) وغیرہ ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حبابہ والبیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آقا و مولا حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہم وہ اہل بیت (عصمت وطہارت) ہیں جو نہ نشہ آور چیز پیتے ہیں اور نہ جری (بے چھلکا مچھلی) کھاتے ہیں اور نہ خفین پر مسح کرتے ہیں پس جو شخص ہمارا شیعہ ہے وہ اس طریقہ پر چلنے میں ہماری اقتداء واتباع کرے۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز آپ اپنی کتاب صفات الشیعہ میں باسناد خود عبیداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سات چیزوں کا اقرار کرے وہ مؤمن ہے: (۱و۲) جبت و طاغوت سے اظہارِ برأت، (۳) اقرارِ ولایت، (۴) رجعت پر ایمان، (۵) متعہ کو جائز سمجھے، (۶) بے چھلکا مچھلی کو حرام جانے، (۷) خفین پر مسح کرنے کو حرام جانے۔ (صفات الشیعہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جریث (ایک قسم کی بے چھلکا مچھلی) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: بخدا میں نے وہ دیکھی تو نہیں ہے مگر حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں ہم نے اسے حرام پایا ہے۔ (التہذیب)

۷۔ نیز باسناد خود ابو سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے خچر پر سوار ہو کر (کوفہ میں) نکلے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ آپ مچھلی فروشوں کے بازار میں پہنچے۔ پس ان لوگوں کو اکٹھا کیا اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں اکٹھا کیا ہے؟ کہا کہ نہیں! فرمایا: جریث، مارماہی اور طافی مچھلی نہ خریدو اور نہ بیچو۔ (کیونکہ یہ حرام ہیں)۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ہارون بن عبدربہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جری (نامی مچھلی سے) پانی میں کلام کیا (اور ان سے مسخ ہونے کا سبب دریافت کیا) اس نے بتایا کہ ہم انسان تھے۔ خدا نے ہم پر آپ کی ولایت پیش کی۔ اور ہم نے پس و پیش کیا تو خدا نے ہمیں مسخ کر دیا۔ اب ہم بعض سمندر میں ہیں اور بعض خشکی میں۔ پس جو سمندر میں ہیں وہ ہم جری ہیں اور جو خشکی میں ہیں وہ گوہ اور یربوع (چوہے کی مانند ایک جانور) ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

کنعت[۱] (نامی مچھلی) اور وہ مچھلی جسکے دونوں طرف مختلف ہوں حرام نہیں ہے سوا مستثنیٰ شدہ اقسام کے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سی مچھلیاں کھائی جاتی ہیں؟ فرمایا: جن پر چھلکا ہو...... پھر عرض کیا آپؑ کنعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! میں نے عرض کیا کہ اس پر تو کوئی چھلکا نہیں ہے! فرمایا: ہاں (نمایاں تو نہیں مگر) وہ بدخلق قسم کی مچھلی ہے جو ہر چیز سے (اپنے جسم کو) رگڑتی ہے (جس سے اس کا چھلکا گر جاتا ہے) جب تم ان کے کان کے پاس نگاہ کروگے تو اس کا چھلکا پاؤگے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ جس مچھلی کا چھلکا نہ ہو آیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ آپ نے (جواب میں لکھا) فرمایا کہ بعض مچھلیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں بدخلقی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جسم کو رگڑتی ہیں تو ان کے چھلکے زائل ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ان کی دم اور سر برابر نہ ہو (بلکہ مختلف ہوں) تو کھاؤ۔ (مطلب واضح ہے کہ چھلکا کا ہونا ضروری ہے کم ہو یا زیادہ)۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہل گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

زھو نامی بے چھلکا مچھلی حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق سے اور وہ صاحب احتیان (مچھلیوں والے) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم مچھلیاں لے کر مدینہ سے نکلے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کسی سفر سے واپس آ رہے تھے

---

[۱] مچھلی کی ایک قسم کا جس پر کمزور سا چھلکا ہوتا ہے جو ریت پر جسم رگڑتی ہے تو یہ زائل ہو جاتا ہے اور پھر لوٹ بھی آتا ہے۔ (مجمع البحرین)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

راستہ میں ان سے ملاقات ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا: اے فلاں! شاید آپؑ کے پاس کچھ مچھلیاں ہیں؟ عرض کیا: ہاں میرے آقا! فرمایا: پھر اترو۔ (تاکہ کھائیں)۔ پس فرمایا: شاید وہ زہو (چھلکا کے بغیر) ہیں۔ عرض کیا: ہاں۔ پھر میں نے وہ آپؑ کو دکھائیں! پس فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ زھو وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

ربیثا نامی مچھلی (چھلکادار ہونے کی وجہ سے) حرام نہیں ہے بلکہ صرف مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ربیثا نامی خشک مچھلی ایک تھیلے میں ڈال کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؑ سے دریافت کیا؟ فرمایا: اسے کھاؤ۔ اور فرمایا: اس کا (چھوٹا سا) چھلکا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو خط لکھا جس میں ربیثا نامی مچھلی کے بارے میں سوال کیا تھا کہ لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو آپؑ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ وغیرہ)

۳۔ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ربیثا کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اے عمار! اسے نہ کھاؤ۔ ہم اسے مچھلی نہیں سمجھتے! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گزشتہ اور آئندہ روایات کی روشنی میں (جو اسکی حلت پر دلالت کرتے ہیں) یہ روایت کراہت پر محمول ہے۔

۴۔ نیز باسناد خود یونس بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اربیان نامی مچھلی کے کھانے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اربیان بھی (چھلکادار) مچھلی کی ایک قسم ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ آپؑ کے بعض موالی ربیثا کے بارے میں بھی روایت کرتے ہیں (کہ اس کا کھانا جائز ہے)۔ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جناب احمد بن عبد اللہ برقیؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے ربیثا کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (پھر) فرمایا: چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس بھی یہ مچھلی ہو۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) اور احادیث حصر میں گزر چکی ہیں (کہ فلاں فلاں قسم حرام ہے) اور یہ احادیث جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ چھلکا والی مچھلی حلال ہے۔

باب ۱۴

طافی مچھلی جسے پانی مردہ حالت میں باہر پھینک دے اور جس کا پانی خشک ہو جائے اور مر جائے وہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں، میں نے آپ سے طافی کے بارے میں اور جسے پانی مردہ حالت میں باہر پھینک دے سوال کیا؟ فرمایا: اسے مت کھاؤ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ مچھلیاں نہ کھاؤ جن کو (مردہ حالت میں) پانی باہر پھینک دے اور نہ ہی وہ کھاؤ جن کا پانی خشک ہو جائے (اور وہ مر جائیں)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طافی مچھلی نہیں کھائی جاتی۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سمندر کی (مچھلی کے) شکار کے بارے میں سوال کیا جو جال میں پھنس کر مر جائے تو؟ جب وہ محبوس ہو (جال میں بند ہو) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں اور کچھ ابواب الذبائح میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو شخص کوئی مچھلی پائے مگر معلوم نہ ہو کہ وہ تذکیہ شدہ ہے یا نہ! تو اسے پانی میں ڈالا جائے گا پس اگر وہ پشت کے بل پانی پر تیرے تو وہ تذکیہ شدہ نہیں ہے اور اگر منہ کے بل پر تیرے تو وہ مذکّٰی[1] ہے اور اس (مچھلی) کا حکم کہ جس کے بارے میں علم نہ ہو کہ آیا وہ ان مچھلیوں میں سے ہے جو کھائی جاتی ہیں یا ان سے ہے جو نہیں کھائی جاتیں؟

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جری نہ کھاؤ۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اگر تمہیں کوئی ایسی مچھلی ملے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مذکّٰی ہے (پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے اور پھر باہر مری ہے) یا غیر مذکّٰی ہے؟ تو اسے پانی میں پھینک دو۔ پس اگر وہ پشت کے بل پانی پر تیرے تو وہ غیر مذکی ہے اور اگر منہ کے بل تیرے تو پھر مذکّٰی ہے۔ اگر تمہیں ایسا گوشت ملے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ تذکیہ شدہ ہے یا نہ؟ تو اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا آگ میں ڈالو پس اگر وہ سکڑ جائے تو پھر تذکیہ شدہ ہے اور اگر پھیل جائے اور ڈھیلا پڑ جائے تو پھر وہ مردار ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی مچھلی پائے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ آیا وہ ماکول اللحم ہے یا نہ؟ تو اس کے دم کے پاس سے اسے چیرا پھاڑا جائے۔ پس اگر وہ سبزی مائل ہو تو حرام ہے اور اگر سرخی مائل ہو تو پھر حلال ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۵

جب کوئی سانپ کسی مچھلی کو نگل جائے پھر اسے باہر اگل دے جبکہ وہ حرکت کر رہی ہو پس اگر اس کا چھلکا اتر گیا ہو تو پھر حرام ہے ورنہ حلال ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ اس مچھلی کے بارے میں کیا فرماتے

---

[1] اس باب کی دونوں روایتیں مرسل ہیں اور اس سلسلہ میں جو ضابطہ احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ سے ماخوذ ہے اس کے مطابق تو جس مچھلی کے مذکی یا غیر مذکی ہونے میں شک پڑ جائے اسے غیر مذکی ہی تصور کیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں پہلی حدیث بڑی مجمل ہے اور اس کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہیں جسے کوئی سانپ نگل گیا اور پھر اسے اس حالت میں باہر اگلا کہ وہ حرکت کر رہی تھی آیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: اگر اس کا چھلکا اتر گیا ہے تو پھر اسے نہ کھا اور اگر نہیں اترا تو پھر کھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۶

کچھوا، کیکڑا، مینڈک، گبریلا اور سانپ حرام ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جری، کچھوے، کیکڑے کا کھانا حلال نہیں ہے۔ راوی نے عرض یا کہ وہ گوشت جو سمندر یا دریائے فرات کی سیپوں میں پایا جاتا ہے آیا وہ کھایا جائے؟ فرمایا: وہ مینڈکوں کا گوشت ہے جس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن حسان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اُدھر ایک گبریلا آیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے دور کرو۔ کہ یہ دوزخ کے کیڑوں میں سے ایک کیڑا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی قسم کا کوئی سانپ نہیں کھایا جاتا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

شہد کی مکھی، چیونٹی، صرد (ایک پرندہ جو پرندوں کا شکار کرتا ہے) ہدہد حرام ہیں اور خطاف (لمبے بازوؤں والا اور چھوٹے پاؤں والا) اور وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ وہاں سے ایک شخص گزرا جس کے ہاتھ میں ایک ذبح شدہ خطاف تھا۔ امامؑ نے یہ منظر دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور اس کے ہاتھ سے خطاف لے کر زمین پر پھینک دیا۔ پھر فرمایا: کیا تمہارے کسی عالم نے اس (کے حلال ہونے) کا فتویٰ دیا ہے یا تمہارے کسی فقیہ نے؟ میرے والد نے میرے دادا سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے چھ چیزوں کے مارنے کی ممانعت کی ہے (۱) شہد کی مکھی، (۲) چیونٹی، (۳) مینڈک، (۴) صرد، (۵) ہدہد (۶) اور خطاف (کیونکہ یہ حرام ہیں)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود احمد بن عامر سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسائل شامی والی حدیث میں وارد ہے کہ اس نے حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کتنے حج کئے تھے؟ فرمایا: پیدل چل کر ستر حج کئے تھے۔ اور جب انہوں نے پہلا حج کیا تھا تو ان کے ہمراہ صرد نامی پرندہ تھا جو پانی کے مقام پر ان کی راہنمائی کرتا تھا۔ اور ان کے ہمراہ جنت سے باہر آیا تھا اور صرد وخطاف کے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (عیون الاخبار، العلل)

۳۔ نیز باسنادخود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کے مارنے کی ممانعت کی ہے: (۱) صرد، (۲) صوام، (۳) ہدہد، (۴) نحلہ (شہد کی مکھی)۔ (۵) چیونٹی۔ اور پانچ چیزوں کے مارنے کا حکم دیا ہے: (۱) کوا، (۲) سانپ، (۳) حداۃ (چیل)، (۴) بچھو، (۵) اور کاٹنے والا کتا۔ (ایضاً، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم رخصت کا ہے وجوب کا نہیں ہے۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسنادخود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ چیونٹی کا مارنا کیسا ہے؟ فرمایا: اسے نہ مارو۔ مگر یہ کہ وہ تمہیں اذیت پہنچائے۔ پھر ہدہد کے مارنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نہ اسے مارو اور نہ ہی اسے اذیت پہنچاؤ۔ کیونکہ وہ بڑا اچھا پرندہ ہے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندی اپنی کتاب الخرائج والجرائح میں ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ سے خطاف کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اسے اذیت نہ پہنچاؤ کیونکہ وہ کسی کو کوئی اذیت نہیں پہنچاتا اور وہ ایسا پرندہ ہے جو ہم اہل بیتؑ سے محبت رکھتا ہے۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں باب الصید میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو خطاف کی عدم حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس باب میں بھی ایک ایسی حدیث مذکور ہے۔

باب ۱۸

وہ پرندہ حرام ہے جس کا نہ قانصہ (پوٹا) ہو، نہ حوصلہ (چھٹی) اور نہ خار سوائے اس کے جس کے مباح ہونے پر نص موجود ہو۔ اور جن پرندوں میں ان چیزوں میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے وہ حلال ہیں سوائے ان کے جن کا حرام ہونے پر قائم ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا پرندہ کھایا جاتا ہے؟ فرمایا: اس وقت تک کوئی پرندہ نہ کھاؤ جب تک اس کا پوٹا نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خشکی کے جتنے پرندے ہیں ان میں سے جس کی چھٹی ہو وہ کھاؤ۔ اور پانی کے پرندوں میں سے جس کا پوٹا ہو جس طرح کبوتر کا ہوتا ہے پھر فرمایا: یہی قانصہ اور حوصلہ ہی کے ذریعہ سے حلال اور حرام پرندوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ پرندہ کھاؤ جس کا پوٹا، چھٹی اور خار موجود ہو۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ذبح شدہ پرندہ لایا جاتا ہے؟ (کس طرح معلوم ہو کہ وہ حلال ہے؟)...... فرمایا: جس کا پوٹا ہو اسے کھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

وہ پرندہ حرام ہے جو غالباً پر بستہ پرواز کرتا ہے اور وہ حلال ہے جو غالباً پر پھڑ پھڑا کر اڑتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کون سے پرندے کھائے جاتے ہیں؟ فرمایا: وہ پرندہ کھاؤ جو پر پھڑ پھڑا کر اڑتا ہے اور وہ نہ کھاؤ جو پر بستہ اڑتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک

حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ پرندہ جو پر بستہ اڑتا ہے اور اس کے لیے ناخن بھی ہوں جیسے باز، شقراؤ غیرہ وہ حرام ہے اور جو پر پھڑا پھڑا کر چلے وہ حلال ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ایک اور حدیث کے آخر میں نقل کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی پرندہ پر بستہ بھی پرواز کرے اور پھڑ پھڑا کر بھی تو جو زیادہ کرے اس کے مطابق عمل ہوگا۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے گدھ کو مکروہ یعنی حرام قرار دیا۔ (التہذیب)

باب ۲۰

جس پرندہ کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کا انڈا حرام ہے اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا انڈا حلال ہے اور اگر اشتباہ ہو جائے تو پھر جس کے دونوں سرے مختلف ہوں وہ حلال ہے اور جس کے برابر ہوں وہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم جب جھاڑیوں میں داخل ہو اور پھر وہاں کچھ انڈے پاؤ! تو ان میں سے صرف وہ کھاؤ جن کے سرے مختلف ہوں۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جبکہ میں بھی سن رہا تھا کہ آپؑ سرخاب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر اس کا پوٹا ہے تو پھر کھاؤ۔ پھر دریائی پرندوں کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے وہی جواب دیا۔ پھر دریائی پرندوں کے انڈے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو انڈے مرغ کے انڈوں کی مانند ہوں تو کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ ایک اور حدیث کے ضمن میں جو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جس انڈے کے دونوں طرف برابر ہوں وہ نہ کھاؤ اور جس کے دونوں مختلف ہوں (ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا) وہ کھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! انڈوں میں سے وہ کھاؤ جس کے دونوں جانب مختلف ہوں، اور مچھلی وہ کھاؤ جس پر چھلکا ہو۔ اور پرندہ وہ کھاؤ جو پر پھڑ پھڑا کر اڑے اور سمندر

کے پرندوں میں سے وہ کھاؤ جس کا پوٹا یا خار ہو۔ یا علیؑ! جس درندہ کی ڈاڑھ ہو اور جس پرندہ کا لمبا ناخن ہو وہ حرام ہے۔

۵۔ جناب محمد بن حسن صفار باسناد خود اسماعیل بن مہران سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سمندری مرغ کا انڈا حلال نہیں ہے۔ (بصائر الدرجات)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کون سا انڈا حلال ہے؟ فرمایا: جس کے دونوں سرے مختلف ہوں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر دونوں سرے برابر ہوں تو پھر اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱
سرخاب کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نشیط بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں سرخاب کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتا اور بواسیر اور دردِ کمر کیلئے بھی مفید ہے اور قوت باہ میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود کردین المسمعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سرخاب کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اس قدر سرخاب ہوں کہ پیٹ بھر کر کھاؤں۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲
کوئی سمندری پرندہ محض اس وجہ سے حرام نہیں ہو سکتا کہ وہ مچھلی کھاتا ہے اور جو سمندری جانور خشکی کے حلال جانور کی مانند ہے وہ حلال ہے اور جو خشکی کے حرام جانور کی مانند ہے وہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود نجیہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو بحری پرندہ مچھلی کھاتا ہے وہ حلال ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اسے کھاؤ۔(التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ جانور جو سمندر میں پایا جاتا ہے اگر خشکی میں اس جیسا جانور کھایا جاتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے اور ہر وہ سمندری جانور جس جیسا جانور خشکی میں نہیں کھایا جاتا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

چکور کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ لوگ ہمارے پاس چکور لاتے ہیں تو؟ فرمایا: حرم کے اندر تو ان کے نزدیک نہ جاؤ مگر یہ کہ وہ ذبح شدہ ہوں۔ راوی نے عرض کیا کہ ہم ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ان کو ذبح کریں تو؟ فرمایا: ہاں (پھر کھا) اور مجھے بھی کھلا۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں (اور کچھ اسکے بعد آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ)۔

باب ۲۴

جب کوئی حیوان شراب پیئے یہاں تک کہ مدہوش ہو جائے اور پھر اسی حالت میں اسے ذبح کر دیا جائے تو جو کچھ اس کے پیٹ کے اندر ہے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ پیئے اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے تو دھونے کے بعد جو کچھ اس کے اندر ہے حلال ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بکری کے بارے میں جس نے اتنی شراب پی کہ مدہوش ہوگئی۔ اور پھر اسی وقت ذبح کر دی گئی۔ فرمایا: جو کچھ اس کے پیٹ کے اندر ہے وہ نہ کھایا جائے۔(التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بکری کے بارے میں جس نے پیشاب وغیرہ جیسی کوئی نجس چیز پی اور پھر اسے ذبح کر دیا

گیا۔ فرمایا: جو کچھ اس کے اندر ہے اسے دھویا جائے گا اور پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وہ پاخانہ کھائے اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے (کہ جو کچھ اس کے اندر ہے اسے دھویا جائے گا)۔ جب تک جلاّلہ نہ ہو۔ اور جلاّلہ وہ ہے جس کی غذا میں پاخانہ ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۵

(بھیڑ) بکری کا ایک بچہ جو اس قدر سورنی کا دودھ پئے کہ بڑا ہو جائے وہ حرام ہے اور اس کی نسل بھی حرام ہے۔ جبکہ اس کا علم ہو...... اور یہی حکم پنیر کا ہے (جب اسے اسی دودھ سے بنایا گیا ہو) جبکہ معلوم ہو۔ نہ کہ مشتبہ! اور اگر اس سے کمتر عرصہ تک پئے تو استبراء کے بعد حلال ہو جائے گا اور وہ اس طرح کہ سات دنوں تک اسے چارہ کھلایا جائے یا کسی بکری کا دودھ پلایا جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بکری کے ایک چھوٹے (ایک سالہ) بچے نے سورنی کا اس قدر دودھ پیا کہ وہ بڑا ہو گیا اور اس کی ہڈیاں مضبوط ہو گئیں...... پھر ایک آدمی نے اپنی بکریوں کے ہمراہ اسے سانڈ سے جفتی کرایا اور اس سے اس کی بہت سی نسل بڑھی تو؟ فرمایا: اس کی جس جس نسل کا تجھے علم ہے اس کے قریب مت جا۔ اور جس کے بارے میں علم نہ ہو تو اسے کھا اور وہ بمنزلہ پنیر کے ہے اور اس کے بارے میں سوال و جواب نہ کر (اور اسے بنی اسرائیل کی گائے نہ بنا)۔ (کتب اربعہ، قرب الاسناد)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے بکری کے اس بچہ کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے سورنی کا دودھ پیا تھا؟ فرمایا: اسے باندھ دو۔ اور پھر اسے تیل کی تلچھٹ، کھلی، جو اور روٹی وغیرہ کھلاؤ بشرطیکہ اب وہ دودھ پینے سے بے نیاز ہو گیا ہو۔ یا پھر اسے سات دن تک بکری کا دودھ پلاؤ۔ اس طرح اس کا گوشت کھانا حلال ہو جائے گا (کیونکہ اس طرح اس کا استبراء ہو جائے گا)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (ان دو روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے رضاع قلیل پر محمول کیا ہے (جبکہ پہلی صورت رضاع کثیر پر محمول ہے)۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ منع والی صورت عدم استبراء پر محمول ہو۔ مگر احوط قول وہی ہے جو حضرت شیخ نے اختیار کیا ہے۔

باب ۲۶

بکری کا وہ بچہ جو ہنوز ایک سال کا نہ ہوا اور کسی عورت کا دودھ پیے یہاں تک کہ اس کا دودھ چھوٹ جائے وہ حرام نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا دودھ حرام ہوتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال پوچھا تھا کہ خدا مجھے آپؑ کا فدیہ بنائے۔ ایک عورت نے بکری کی بچی کو یہاں تک دودھ پلایا کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔ اور وہ بچی بڑی ہوگئی۔ اور وہ سانڈے سے جفتی ہوئی اور پھر بچہ جنا تو آیا اس کا گوشت کھانا اور دودھ پینا حلال ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ گو یہ ناپسندیدہ فعل ہے مگر اس کے کھانے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۲۷

جلاّل[1] جانوروں کا گوشت اور دودھ حرام ہے اسی طرح جلال مرغی کا انڈا بھی حرام ہے بشرطیکہ صرف پاخانہ کھائیں اور اس کے ساتھ کوئی پاک غذا شامل نہ ہو ورنہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جلاّل جانوروں کا گوشت نہ کھاؤ اور اگر ان کا پسینہ لگ جائے تو اسے دھو ڈالو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسنادخود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جلاّل اونٹنیوں کا دودھ نہ پیئو۔ اور اگر ان کا پسینہ لگ جائے تو اسے دھو ڈالو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود علی بن اسباط سے اور وہ معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب وہ (جانور) فضلہ کے ساتھ کوئی پاک غذا مخلوط کرکے کھائیں تو ان کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادخود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے

---

[1] جو حلال گوشت جانور یا مرغی وغیرہ قسم کا پرندہ اس قدر انسانی فضلہ کھائے جس سے اس کا گوشت و پوست اُگ آئے اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں اس سے وہ حلال جانور اور پرندہ عارضی طور پر حرام ہو جاتا ہے اور جب مخصوص طریقہ پر اس کا استبراء نہ کیا جائے تب تک حلال نہیں ہوتا۔ اس استبراء کی تفصیلی کیفیت اس سے اگلے باب میں آرہی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

گاؤں کی مرغیوں کا گوشت اوران کا انڈا کھانے کے بارے میں سوال کیا جبکہ وہ وہاں آزادی سے گھومتی پھرتی ہیں اورلوگ انہیں انسانی فضلہ کھانے سے منع نہیں کرتے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس جواب سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان مرغیوں نے خالص فضلہ نہیں کھایا بلکہ اس کے ساتھ کچھ پاک چارہ بھی مخلوط کیا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخودابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مرغی گھر میں ہوتی ہے جبکہ اس کے پاس کوئی مرغا نہیں ہوتا ہے اور وہ کوڑا کرکٹ کھاتی ہے اور مرغا سے جفتی ہوئے بغیر انڈے دیتی ہے تو آپؑ ان انڈوں کے کھانے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جب انڈے اس پرندہ کے ہوں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے تو پھر ان کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ حلال ہیں۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آنے والے باب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جلاّل جانور (یا پرندہ) کا کھانا، اس کا دودھ پینا اور اس پر سوار ہونا استبراء کے بعد حلال ہو جاتا ہے چنانچہ (اونٹ اور) اونٹنی کا استبراء چالیس دنوں تک، گائے (بھینس) کا تیس یا بیس دنوں تک اور (بھیڑ) بکری کا دس یا چودہ یا سات دن تک اور بطخ کا پانچ یا چھ یا سات دنوں تک اور مرغی کا تین دن یا ایک دن تک اور مچھلی کا ایک شب وروز تک کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کوقلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جلاّل مرغی کا گوشت اس وقت تک نہیں کھایا جائے گا جب تک تین دن باندھ کر (اسے حلال غذا نہ کھلائی جائے)۔ اور جلاّل بطخ کو پانچ دنوں تک (باندھا جائے گا) اور جلاّل بکری کو دس دنوں تک اور جلاّل گائے کو بیس دنوں تک اور جلاّل اونٹنی کو چالیس دنوں تک (باندھ کر چارہ ڈالا جائے گا)۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ایک دوسری روایت میں گائے کے استبراء کی مدت تیس دن مذکور ہے اور یہ روایت بھی حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے جلاّل مچھلی کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: ایک شب و روز تک انتظار کیا جائے گا۔ اور جلاّل مرغی کے بارے میں فرمایا: اسے تین دن تک قید و بند میں رکھا جائے گا۔ اور بطخ کو سات دنوں تک اور بکری کو چودہ دنوں تک اور گائے کو تیس دنوں تک اور اونٹ کو چالیس دنوں تک اور پھر انہیں ذبح کیا جائے گا (اور ان کا گوشت کھایا جائے گا)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بطخ کے بارے میں چھ دن بھی مروی ہیں اور مرغی کے بارے میں تین دن، اور مچھلی کو ایک دن رات تک پانی میں باندھا جائے گا۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز فرماتے ہیں کہ مرغی کیلئے ایک دن رات تک بھی مروی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ بکری کیلئے سات دن بھی مروی ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں کم مدت مذکور ہے ان کو مجزی ہونے پر اور جن میں زیادہ مذکور ہے ان کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۲۹

زراعت کے مقام پر پاخانہ کے ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسناد خود وہب بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کاشتکاری کے مقام پر پاخانہ ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۰

جس جانور سے کوئی آدمی بدفعلی کرے اس کا گوشت اور دودھ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ مشتبہ ہو جائے تو قرعہ کے ذریعہ اسے معیّن کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ بکری کے ساتھ بدفعلی کر رہا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ اس بکری کو پہچانتا ہے تو اسے ذبح کرکے اسے جلا دے اور اگر نہیں پہچانتا تو پھر (قرعہ ڈالتے ہوئے) بکریوں کو دو حصوں پر تقسیم کرے اور جس حصہ میں قرعہ نکل آئے پھر اس حصہ کے دو حصے کرے یہاں تک کہ ایک بکری کے نام قرعہ نکل

آئے تو اسے ذبح کرکے جلا دیا جائے اور دوسری سب بکریوں کو بچا لیا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی جانور، بکری، اونٹنی یا گائے سے بدفعلی کرتا ہے تو؟ اس پر حد جاری کی جائے مگر زنا والی نہ؟ (یعنی اسے تعزیر لگائی جائے گی)...... اور اسے اپنے مقام سے دیار غیر کی طرف جلاوطن کیا جائے گا۔ اور اس جانور کا گوشت اور دودھ حرام متصور ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسنادخود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے اس جانور کے بارے میں پوچھا گیا جس سے کسی آدمی نے بدفعلی کی؟ فرمایا: اس کا گوست اور دودھ حرام ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

(حلال) ذبیحہ میں سے کیا حرام ہے اور کیا مکروہ؟

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بکری (کے جسم) سے سات چیزیں حرام ہیں: (۱) خون، (۲) دوخصیے، (۳) آلہ، (۴) مثانہ، (۵) غدود، (۶) تلی، (۷) پتہ۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود ابی یحییٰ واسطی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام قصابوں کے پاس سے گزرے اور انہیں بکری کی سات چیزوں کی خرید وفروخت سے منع کیا: (۱) خون، (۲) غدود (وہ رگ ہیں جو گوشت ہی ہوتی ہیں)، (۳) دل کے کان، (۴) تلی، (۵) حرام مغز (جو پشت کی ہڈی میں ہوتا ہے)، (۶) خصیتین، (۷) آلۂ تناسل۔ اس پر بعض قصابوں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! کیا تلی اور جگر برابر نہیں ہیں؟ فرمایا: او۔ لئیم تو نے جھوٹ بولا ہے! میرے پاس دو برتنوں میں پانی لا تا کہ میں تجھے ان کا باہمی فرق بتاؤں چنانچہ آپؑ کے پاس تلی، جگر اور پانی کے دو برتن لائے گئے۔ آپؑ نے فرمایا: تلی اور جگر کو درمیان سے چیر دو۔ پھر حکم دیا کہ ان دونوں کو (الگ الگ) پانی میں ڈبو دو۔ چنانچہ جگر سفید ہوگیا اور اس میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ لیکن تلی سفید بھی نہ ہوئی اور جو کچھ اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ اور وہ (تلی) بالکل خون ہوگئی۔ اور صرف چمڑا اور رگیں باقی رہ گئیں تب آپؑ نے فرمایا: یہ ہے ان کا باہمی فرق کہ وہ (جگر) گوشت ہے۔ اور یہ (تلی) خون

ہے۔(الفروع، الخصال، التہذیب)

۳۔ نیز باسنادِ خود اسماعیل بن ضرار سے اور وہ معصومین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ (حلال گوشت جانور ہیں مگر) درج ذیل چیزیں نہ کھائی جائیں: (۱) فرج اس کا ظاہری اور باطنی حصہ، (۲) آلہ، (۳) خصیتین، (۴) بچہ دانی، (۵) تلی کیونکہ وہ خون ہے، (۶) غدود، (۷) حرام مغز، (۸) پتہ، (۹) حدقہ (آنکھ کی پتلی)، (۱۰) خرزۂ دماغ (جو نخود کے دانہ کے برابر دماغ میں ہوتا ہے)، (۱۱) خون۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بکری سے دس چیزیں نہیں کھائی جائینگی: (۱) گوبر، (۲) خون، (۳) تلی، (۴) خرزۂ دماغ، (۵) علبا (گردن کے پہلو کا عضلہ)، (۶) غدود، (۷) ذکر (آلہ)، (۸) خصیتین، (۹) حیاء (بچہ دانی)، (۱۰) پتہ۔(ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے گردوں کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ پیشاب کے جمع ہونے کا مرکز ہوتے ہیں۔(الفروع)

۶۔ نیز باسنادِ خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی گوشت خریدے تو اس سے غدودوں کو نکال دے کیونکہ وہ جذام کی رگ کو حرکت میں لاتے ہیں۔(الفروع، المحاسن، علل الشرائع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابان بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ذبیحہ میں تلی کیوں حرام ہے؟ فرمایا: جناب ابراہیمؑ پر دنبہ کوہِ ثبیر سے اترا تھا جو کہ مکہ میں ایک پہاڑ ہے تاکہ اسے ذبح کریں۔(چنانچہ جب وہ اسے ذبح کر چکے) تو ان کے پاس شیطان حاضر ہوا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصہ مجھے دیں! آپؑ نے فرمایا: میں اس میں سے تجھے کس طرح دے سکتا ہوں جبکہ وہ میرے پروردگار کے لئے قربانی اور میرے بیٹے کا فدیہ ہے! اس وقت خدا نے آپؑ پر وحی نازل کی کہ اس (ملعون) کا اس میں سے حصہ ہے اور وہ ایک تو تلی ہے جو خون کا مرکز ہے نیز خصیتین بھی دے دو کہ وہ جماع کا مرکز ہیں اور نطفہ کے نکلنے کا مرکز ہیں۔ چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دونوں چیزیں شیطان کو دے دیں۔ راوی نے عرض کیا کہ حرام مغز کیوں حرام ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ نر و مادہ سے منی کے نکلنے کا مقام ہے اور یہ وہ ہے جو پشت کی ہڈی میں ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ذبیحہ سے دس چیزیں مکروہ (ناپسندیدہ) ہیں: (۱) تلی، (۲) خصیتین، (۳) حرام مغز، (۴) خون، (۵) جلد، (۶) ہڈی،

(۷) سینگ، (۸) کھر، (۹) غدود، (۱۰) ذکر۔ اور مردار کی دس چیزیں مطلق (۔۔؟۔۔) ہیں (جن میں زندگی نہیں ہوتی جیسے) (۱) صوف، (۲) بال، (۳) پر، (۴) وںڈا، (۵) ڈاڑھ، (۶) سینگ، (۷) کُھر، (۸) انفحہ (بکری کے بچہ کے معدہ کا پنیر)، (۹) چمڑا، (۱۰) دودھ جبکہ پستان میں موجود ہو۔ (علل الشرائع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ چمڑے کا حکم تقیہ پر محمول ہے۔

۸۔ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردے نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہ پیشاب کے قریب ہیں۔ مگر انہیں حرام بھی قرار نہیں دیتے تھے۔ (عیون الاخبار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۲

جو زندہ بھیڑ بکری سے لاٹ وغیرہ کاٹی جائے اس کا کھانا بھی حرام ہے اور چراغ میں جلانا بھی۔ اور ہر وہ شکار اور ذبیحہ جس میں شرعی شرائط نہ پائی جائیں اس کا کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ پہاڑی لوگوں کے ہاں بھیڑ بکری کی لاٹیں بھاری بھرکم ہو جائیں تو وہ انہیں کاٹ دیتے ہیں تو؟ فرمایا: وہ حرام ہیں...... عرض کیا کہ کیا ہم ان سے چراغ جلا سکتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ وہ (تیل) ہاتھ اور کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

مردار کے وہ اعضاء جن سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں ہے اور جو نجس نہیں ہیں۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی حمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ قتادہ نے آپؑ سے کہا کہ مجھے پنیر کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! اس نے کہا کہ بعض اوقات اس میں بکری کے مردہ بچہ کا پنیر شامل کیا جاتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اس پنیر کی رگیں نہیں ہوتیں اور نہ اس میں خون ہوتا ہے اور نہ ہڈی۔ وہ تو گوبر اور خون کے درمیان سے نکلتا

ہے۔ پھر فرمایا: یہ پنیر تو بمنزلہ مردہ مرغی کے ہے جس سے انڈا نکالا جائے! تو انڈا کھایا جائے گا؟ قتادہ نے کہا: نہیں۔ اور نہ ہی اس کے کھانے کی اجازت دوں گا؟ فرمایا: کیوں؟ کہا: کیونکہ وہ مردار میں سے ہے! فرمایا: اگر اس انڈے سے چوزہ نکل آئے تو کیا تم اسے کھاؤ گے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو کس چیز نے تمہارے لئے انڈا حرام اور چوزہ حلال بنایا ہے؟ (اس پر قتادہ خاموش ہو گیا) پھر فرمایا: پس اسی انڈے کی طرح پنیر بھی ہے۔ پس تم مسلمانوں کے بازار سے نمازگزاروں کے ہاتھ سے پنیر خریدو اور سوال نہ کرو (کہ کس طرح بنایا ہے) یہاں تک کہ کوئی خود آ کر تمہیں بتائے! (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ معصومؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں جن میں لوگوں کے لئے منافع ہیں پاک ہیں: (۱) پنیر، (۲) انڈے، (۳) صوف، (۴) بال، (۵) اونٹ اور خرگوش کے بال۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عام دودھ اور بیوی کا دودھ (بو بلی)، انڈا، بال، صوف، سینگ، ڈاڑھ، سم اور جو کچھ بکری یا جانور سے جدا کیا جائے وہ پاک ہے ہاں البتہ اگر (پہلی دو چیزوں کے علاوہ باقی چیزیں) مردہ سے حاصل کرو تو ان کو دھولو اور ان میں نماز پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حسین بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور میرا والد (زرارہ) آپؑ سے مردہ کے دانت، انڈے اور پنیر کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور امام علیہ السلام فرما رہے تھے کہ یہ سب پاک ہیں۔ حسین کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ خنزیر[1] کے بالوں سے رسی بُنی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ سے کنویں سے پانی کھینچا جاتا ہے جو پیا جاتا ہے یا اس سے وضو کیا جاتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجدؑ سے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا کہ ایک بکری مر گئی۔ اور اس

---

[1] چونکہ تحقیقی قول کی بنا پر خنزیر کے وہ اجزاء جن میں زندگی نہیں ہوتی جیسے بال اور ہڈی وغیرہ وہ بھی نجس ہیں لہٰذا بنابریں اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ رسی پانی سے تر نہ ہو اور نہ ہی ڈول کا پانی اس سے مس ہو اس طرح اس سے کھینچا ہوا پانی پاک متصور ہوگا۔ لہٰذا اسے پیا بھی جا سکے گا۔ اور اس سے وضو بھی کیا جا سکے گا۔ مخفی نہ رہے اس حدیث کی مزید توضیح باب الطہارت میں بھی کی جا چکی ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

کے بعد اس کا دودھ دوھا گیا تو؟ فرمایا: وہ بالکل حرام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

۶۔ نیز باسنادخود حسین بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے باپ (زرارہ) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پنیر کے بارے میں سوال کیا جو بھیڑ بکری کے مردہ بچہ کے پیٹ میں ہوتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میرے باپ نے پوچھا کہ آدمی کا ایک دانت گر جاتا ہے اور وہ ایک مردہ انسان کا دانت اٹھا کر اس کی جگہ لگا دیتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر ہاتھی کی ہڈیوں کے بارے میں سوال کیا کہ ان سے شطرنج بنایا جاتا ہے؟ فرمایا: ان کو ہاتھ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہڈی، بال، صوف اور نیر یہ سب اگنے والی چیزیں ہیں یہ مردار نہیں ہوتی۔ راوی نے اس انڈے کے بارے میں سوال کیا جو مردہ مرغی کے پیٹ سے نکالا جائے؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسنادخود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پرندہ اور مرغی سے جو کچھ نوچا جاتا ہے اور آٹا گوندھنے میں کام آتا ہے یا طاؤس کے دم یا گھوڑے کے ایال یا دم کے بال وغیرہ ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴

مردار کے چمڑے وغیرہ اجزاء کا استعمال کرنا حرام ہے جن میں زندگی ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن ابی مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مردہ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! راوی نے عرض کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اگر اس کے مالکوں نے اس کے گوشت سے فائدہ نہیں اٹھایا تھا تو اگر اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھا لیتے تو کیا حرج تھا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ جناب سودہ بنت زمعہ (زوجۂ رسولؐ) کی بکری تھی۔ اور وہ بالکل دبلی پتلی تھی جس کے گوشت سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ تو لوگوں نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے مالک اگر اس کے گوشت سے فائدہ نہیں اٹھا

سکتے تھے تو اگر اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھا لیتے یعنی اسے حلال کر دیتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا؟ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مریم سے (اور طرح نقل کیا ہے) کہ موصوف نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بکری کے بچہ کا واقعہ کس طرح ہے جس کے پاس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے تھے اور فرمایا تھا کہ اس کے مالکوں کا کیا نقصان ہوتا اگر اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل کرتے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو مریم! وہ بکری مردار نہ تھی چونکہ کمزور تھی اس لئے اس کے مالکوں نے اسے ذبح کرکے پھینک دیا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اس کے مالک اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتے تو ان کا کیا نقصان تھا؟ (بلکہ فائدہ ہی تھا)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ پہلی حدیث میں بیان کردہ واقعہ کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ ہی اور ہو؟

۳۔ نیز سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ (امام) سے درندوں کے چمڑوں کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب بسم اللہ پڑھ کر ان کا تذکیہ کیا جائے تو پھر ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور مردہ کے چمڑے وغیرہ سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے کچھ مویشی ہیں اور ان میں سے بعض مر جاتے ہیں۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ ان کے چمڑے کو فروخت کرے؟ یا اسے رنگ کر پہنے؟ فرمایا: نہیں۔ اور اگر پہنے تو پھر اس میں نماز نہ پڑھے۔ (البحار)

۵۔ ایک اور حدیث میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں دباغت کے بعد چمڑے کے استعمال کرنے کا جواز مذکور ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تقیہ پر محمول ہے کیونکہ عامہ قائل ہیں کہ حرام چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

باب ۴۵

سانڈ کا گوشت اس کے جوش جوانی کے وقت کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے سانڈ کا گوشت اسکے جوشِ جوانی کے وقت کھانے کی ممانعت فرمائی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۶

جب مردار تذکیہ شدہ جانور سے گڈمڈ ہو جائے تو پھر سب کا اس کے ہاں فروخت کرنا جائز ہے جو مردہ کے کھانے کو جائز جانتا ہے اور اس کی قیمت استعمال کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب مردار تذکیہ شدہ سے گڈمڈ ہو جائے تو (مالک) انہیں اس آدمی کے ہاتھ فروخت کرے جو مردار کے کھانے کو جائز جانتا ہے اور ان کی قیمت استعمال کرے۔[1]

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی کچھ بکریاں اور گائیں تھیں (جن میں سے کچھ مرگئیں اور کچھ کو ذبح کیا گیا) اور وہ مردہ اور تذکیہ شدہ کو الگ الگ رکھتا رہا۔ مگر پھر آپس میں گڈمڈ ہوگئیں۔ اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: ان کو اس آدمی (کافر ذمی وغیرہ) کے ہاتھ فروخت کر دے جو مردار کا کھانا جائز جانتا ہے اور اس کی قیمت کھائے کیونکہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

جب گوشت کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مردار کا ہے یا تذکیہ شدہ کا تو اسے آگ پر رکھا جائے گا پس اگر سکڑ گیا تو تذکیہ شدہ ہے اور حلال سمجھا جائے گا اور اگر پھیل گیا تو پھر مردار اور حرام سمجھا جائیگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایک دیہات میں داخل ہوا اور وہاں اسے کچھ گوشت ملا۔ اب وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ تذکیہ شدہ جانور کا ہے یا مردہ کا؟ فرمایا: اسے آگ پر رکھے پس اگر وہ سکڑ جائے تو اسے تذکیہ

---

[1] بظاہر یہ دونوں حدیثیں قواعد فقہیہ کے مخالف ہیں اس لئے اس مسئلہ میں فقہاء کے اندر بہت اختلاف ہے۔ بعض نے انہی حدیثوں کے ظاہری مضمون کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس بیع وشرا کو ممنوع قرار دیا ہے۔ والاحتیاط سبیل النجاۃ. واللہ العالم۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

شدہ سمجھے اور اگر پھیل جائے تو پھر اسے مردہ کا سمجھے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۸

خراسانی اونٹوں کا گوشت اور ان پر سوار ہونا اور ان کا دودھ حرام نہیں ہے۔ اور نہ ہی پروں کی سفیدی والا کبوتر حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ابوالخطاب (غالی) کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھے بخاتی (خراسانی) اونٹ اور سفید پروں والے کبوتر کے کھانے سے منع کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بخاتی اونٹ پر سوار ہونے، اس کا دودھ پینے، اس کا گوشت کھانے اور سفید پروں والے کبوتر کا گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرما رہے تھے کہ میں بخاتی (خراسانی) اونٹوں کا گوشت نہیں کھاتا اور نہ ہی کسی کو اس کے کھانے کا حکم دیتا ہوں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صرف اس بات پر محمول ہے کہ اس گوشت کے کھانے میں اور اسے دوسرے پر ترجیح دینے میں کوئی رجحان نہیں ہے کیونکہ ان اونٹوں میں دو فوائد ہیں جو ان کو نحر کرنے سے اہم ہیں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

خز نامی درندہ کا گوشت حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے کچھ اصحاب خز کا شکار کرتے ہیں تو آیا میں اس کا گوشت کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: اگر اس کی ڈاڑھ ہے تو اسے مت کھاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ ایک ساعت تک خاموش رہے! پس جب میں نے اٹھنا چاہا تو فرمایا: میں تمہارے لئے اس کا کھانا پسند نہیں کرتا لہٰذا اسے مت کھاؤ۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

خز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ ایک درندہ ہے جو چرتا خشکی میں ہے اور پناہ پانی میں لیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۰

گدھ حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک بار ابن ابی مریم نے رات کے وقت ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا۔ کہ ہارون (عباسی) مدینہ میں موجود ہے۔ اور آج رات اس نے اپنے پہلو میں درد محسوس کیا ہے اور ہمیں اس کے لئے گدھ کا گوشت درکار ہے تو ہمیں کچھ دے دیجئے! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسے ہم نہیں کھاتے اور نہ ہی اسے اپنے گھروں میں داخل کرتے ہیں۔ اور اگر (بالفرض) ہمارے پاس ہوتا بھی تو ہم اسے نہ دیتے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۱

سنجاب[۱] کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی حمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابو خالد کابلی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنجاب اور فنک[۲] کے گوشت کے بارے میں اور ان میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ اور ابو خالد نے کہا کہ سنجاب درختوں میں پناہ لیتا ہے؟ فرمایا: اگر اس کے لب کے اوپر بلی اور چوہے کی طرح بال ہوتے ہیں تو پھر اس کا گوشت نہ کھاؤ اور نہ ہی اس میں نماز پڑھو۔ پھر فرمایا: بہر حال میں اسے نہ کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس کی حرمت پر

۱۔ چوہے سے بڑا ایک جانور جس کی دم گھنے بالوں والی ہوتی ہے۔ جس سے پوستین بنائی جاتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ لومڑی کی جنس سے ایک جانور جو لومڑی سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے جس کی کھال سے عمدہ پوستین تیار ہوتی ہے۔

دلالت کرتی ہیں اور شاید یہ حرمت کی نفی تقیہ پر محمول ہے۔

باب ۴۲

شیر کے گوشت کی حرمت کا بیان اور سرخ چھوٹی دم والے بارہ سنگھا کے گوشت کے مباح ہونے کا بیان۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن ابوالولید عماری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شیر کے گوشت کے بارے میں سوال کیا؟ پس امام علیہ السلام نے اسے ناپسند فرمایا۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں) درندوں کے باب میں اس کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

۲۔ جناب احمد بن عبداللہ برقیؒ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے لامص کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ پس میں نے اس کی حقیقت بیان کرنا شروع کیا؟ فرمایا: وہ سرخ اور چھوٹی دم والا بارہ سنگھا نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں وہی ہے! فرمایا: آیا لوگ اسے سرکہ، رائی سے نہیں کھاتے؟ عرض کیا: ہاں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

جب چوہا اور اس جیسے جانور تیل یا گھی یا ان جیسی کسی چیز میں مر جائیں اور وہ سیال ہوں تو اس کا کھانا حرام ہو جاتا ہے اور اس سے چراغ جلانا جائز ہے اور اس کا اس آدمی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جو اس سے چراغ جلائے جب کہ اس کی حقیقت بیان کر دی جائے ورنہ اس کا بہانا ضروری ہے اور اگر خشک ہوں تو وہ جگہ اور اس کے اردگرد سے کچھ جگہ ہٹا دی جائے تو باقی حلال ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر چوہا تیل، گھی یا شہد میں مر جائے تو؟ فرمایا: جہاں تک گھی اور شہد کا تعلق ہے تو چوہا اور وہ جگہ اور اس کے اردگرد کو خارج کر دی جائے (اور باقی استعمال کیا جائے گا جبکہ گھی

اور شہد جما ہوا ہو) اور تیل سے چراغ روشن کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چوہا گھی میں گر جائے (اور مر جائے) تو اگر گھی جما ہوا ہو (جیسا کہ موسم سرما میں ہوتا ہے) تو چوہے کو نکالنے کے بعد وہ جگہ اور اس کے اردگرد سے کچھ جگہ پھینک دو اور باقی کو کھاؤ...... اور اگر پگھلا ہوا ہو (جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے) تو پھر مت کھاؤ اور اس سے چراغ جلاؤ...... اور یہی حکم تیل کا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار (ساباطی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں آپؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر آٹے میں چوہے کی مینگنیاں پڑ جائیں تو اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: (مینگنیاں نکالنے کے بعد) آٹے کے اوپر سے کچھ اٹھا کر پھینک دیا جائے تو باقیماندہ کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر گھی اور شہد میں جب کہ وہ جمے ہوئے ہوں چوہا گر کر مر جائے تو آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: جہاں چوہا مرا ہے وہ جگہ اور اس کے اردگرد سے کچھ جگہ پھینک دو اور باقی کھاؤ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (مختلف ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

جب ہانڈی پکائی جائے اور پھر اس میں مردہ چوہا پایا جائے تو اس کے شوربا کا انڈیل دینا واجب ہے ہاں البتہ گوشت کا کھانا اس کے دھونے کے بعد جائز ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب ہانڈی میں خون پڑ جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ہانڈی پکائی گئی اور دیکھا گیا کہ اس میں (مرا ہوا) چوہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا شوربا انڈیل دیا جائے اور گوشت کو دھو کر (پاک کر کے) کھایا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال

کیا کہ ایک ہانڈی چولہے پر چڑھی ہوئی تھی جس میں اونٹنی یا بکری پکائی جا رہی تھی کہ اس میں کچھ خون (قریباً ڈیڑھ اونس) گر گیا آیا وہ ہانڈی کھائی جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ آگ خون کو کھا جاتی ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت فقہی قواعد کے بظاہر خلاف ہے اس لئے اس کی توجیہہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو خون کی نجاست پر اور ہر نجس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں (لہٰذا یہ ہانڈی نجس ہونے کی وجہ سے حرام ہے)...... لہٰذا یہ حدیث یا تقیہ پر محمول ہے یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ جب گوشت کو دھو کر پاک کر لیا جائے...... یا پھر خون سے وہ خون مراد ہے جو ذبح کے بعد ذبیحہ کے اندر رہ جاتا ہے (البتہ بعض علماء نے اس روایت کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے جیسے جناب شیخ مفید اور جناب شیخ طوسی)۔

باب ۴۵

جب چوہا کسی جامد یا مائع چیز میں گر جائے اور زندہ باہر نکل آئے تو اس چیز کا کھانا (اور پینا) حرام نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر چوہا یا کلب گھی یا تیل میں گر جائے اور پھر زندہ باہر نکل آئے تو؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر یہاں کلب سے مراد کتا ہے تو پھر یہ روایت تقیہ پر محمول ہے...... یا کلب سے مراد درندہ ہے (جن کا جسم پاک ہوتا ہے) یا پھر یہ اس صورت پر محمول ہے کہ تیل اور گھی جمے ہوئے ہوں تو اس صورت میں وہ جگہ اور اس کے اردگرد سے پھینک دیا جائے گا (مخفی نہ رہے کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی روایت میں لفظ کلب مذکور نہیں ہے بلکہ صرف چوہے کا ذکر ہے)۔

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر چوہا یا کتا پنیر یا اس جیسی کسی (خشک) چیز سے کچھ کھا جائیں تو (باقی کا) کھانا جائز ہے؟ فرمایا: جہاں سے کھایا ہے وہ جگہ پھینک دی جائے تو باقی ماندہ حلال رہے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

جب مکھی یا اس قسم کی کوئی اور چیز جو خونِ جہندہ نہیں رکھتی کھانے پینے کی چیز میں گر جائے تو اگر چہ مر بھی جائے تب بھی اس چیز کا کھانا پینا حرام نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس میں کسی قسم کا کوئی زہر موجود ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکھی کے بارے میں سوال کیا کہ اگر وہ تیل، گھی اور طعام میں پڑ جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں، وہ چیز استعمال کرو۔(التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر عظایہ (چھپکلی سے مشابہہ ایک جانور) دودھ میں پڑ جائے تو؟ فرمایا: اس سے دودھ حرام ہو جائے گا کیونکہ اس میں زہر ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الطہارۃ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

اگر کھانے پینے کی کسی چیز سے بلّی کچھ کھا پی جائے تو وہ چیز حرام نہیں ہوتی بلکہ مکروہ بھی نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابومریم انصاری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ میں اس کھانے اور اس پینے کی چیز سے اجتناب نہیں کرتا جس سے بلّی نے کھایا یا پیا ہو۔(الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸

تلی حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحیم قصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کا دنبہ ذبح کیا تو ابلیس لعین ان کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مجھے دے دیجئے۔ آپؑ نے انکار کیا۔ پھر اس نے اس کے بعض

اعضاء کا نام لے کر کہا کہ یہ عضو مجھے دے دیں۔ آپؑ نے اس سے بھی انکار کیا۔ آخرکار جب اس نے تلی کا سوال کیا تو آپؑ نے یہ اسے دے دی پس یہ شیطان کا لقمہ ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز آپ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے موصوف (ابن سنان) کے نام اپنے مکتوب میں بعض چیزوں کی حرمت کی علتیں بیان کرتے ہوئے لکھا کہ تلی اس لئے حرام ہے کہ وہ خون ہے لہٰذا جو علت خون اور مردار کے حرام ہونے کی ہے وہی اس کی حرمت کی علّت ہے کیونکہ وہ خرابی میں یکساں ہیں۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

جب جرّی (ملّی مچھلی) دوسری (چھلکے دار) مچھلی کے ساتھ تلّی جائے تو جس پر ملی مچھلی کا مواد بہے گا وہ بھی حرام ہو جائے گی (ورنہ نہیں) اور یہی حکم تلی کا ہے جو گوشت کے ساتھ پکائی جائے اور اس میں سوراخ ہے ورنہ گوشت حرام نہ ہوگا اور جو چیز ملی مچھلی اور تلی کے اوپر ہوگی وہ بالکل حرام نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ (ساباطی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ سیخ پر ملی مچھلی اور چھلکے دار مچھلی اکٹھی بھونی جاتی ہے تو؟ فرمایا: جو ملی مچھلی کے اوپر ہوگی وہ کھائی جائے گی اور جس پر ملی مچھلی کا مواد بہے گا وہ پھینک دی جائے گی پھر آپ سے تلی کے بارے میں سوال کیا گیا جب وہ گوشت کے ساتھ سیخ پر بھونی جائے اور اس کے نیچے روٹی ہو جس کھانے کا نام جوذاب ہے۔ تو جو کچھ تلی کے نیچے ہو وہ کھایا جائے گا؟ فرمایا: ہاں گوشت اور جوذاب کھایا جائے گا۔ کیونکہ تلی ایک جھلی میں ہوتی ہے جس سے باہر کچھ نہیں بہتا۔ ہاں البتہ اگر تلی میں سوراخ ہو تو پھر جس پر اس سے کچھ مواد بہے گا اسے نہیں کھایا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تلی دوسرے گوشت کے ساتھ ایک ہی سیخ پر بھونی جائے تو گوشت کھایا جائے گا بشرطیکہ وہ تلی کے اوپر ہو۔ اور جب اس کے نیچے ہو تو پھر وہ یعنی تلی تو نہیں کھائی جائے گی مگر اس کے نیچے جو روٹی ہے (ثرید) وہ کھائی جائے گی کیونکہ تلی ایک جھلی میں ہوتی ہے جس سے کچھ نہیں بہتا۔ مگر یہ کہ اس میں کوئی سوراخ ہو...... تو پھر اس صورت میں جو کچھ اس

کے نیچے ہوگا وہ حلال نہ ہوگا۔ اور یہی حکم ملی مچھلی اور چھلکے دار مچھلی کا ہے جبکہ وہ دونوں ایک سیخ پر بھونی جائیں تو چھلکے دار کھائی جائے گی جبکہ وہ ملّی کے اوپر اور اگر نیچے ہوئی تو پھر نہیں کھائی جائے گی۔ (الفقیہ)

باب ۵۰

اس گندم کا کھانا حرام ہے جس پر خنزیر کی چربی پگھل کر گرے جب کہ اس (گندم) کا دھونا اور پاک کرنا ممکن نہ ہو۔ ہاں البتہ پاک کرنے کی صورت میں جائز ہے ہاں اس کا بیج کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ معصومین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک جگہ گندم پڑی ہوئی تھی کہ اس پر خنزیر کی چربی پگھل کر گر جائے تو؟ فرمایا: اگر اس کا دھونا ممکن ہو تو پھر تو وہ گندم کھائی جائے گی اور اگر دھونا ممکن نہ ہوا تو پھر نہیں کھائی جائے گی۔ ہاں البتہ اس کا بطور بیج بونا یہاں تک کہ اُگ آئے جائز ہوگا۔ (الفروع)

باب ۵۱

دانے اور سبزیاں اور ان جیسی چیزیں جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے ہاتھوں میں ہیں وہ حرام نہیں ہیں لہٰذا ان کی خرید و فروخت کرنا اور ان کا کھانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اہل ذمہ (کفار) کے طعام میں سے کیا حلال ہے؟ فرمایا: صرف دانے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ کے بارے سوال کیا؟ فرمایا: اس طعام سے دانے اور سبزیاں مراد ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے مسور اور چنے (وغیرہ دانے) مراد ہیں۔ (التہذیب)

۴۔ جناب مفسر عیاشیؒ نے بروایت ہشام بن سالم از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیت مبارکہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے اہل کتاب کے سور، سبزیاں اور اس قسم کی چیزیں مراد ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ذبائح اہل کتاب (باب ۲۶،۲۵) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۲

کفار کے ساتھ ایک برتن میں کھانا حرام ہے جبکہ وہ طعام کو نجس کر دیں۔ اور اگر نجس نہ کریں تو پھر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں کسی مجوسی کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھا سکتا ہوں، اور ایک ہی فرش پر سو سکتا ہوں اور آیا اس سے مصافحہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مجوسیوں سے میل جول رکھتا ہوں تو کیا میں ان کے کھانے میں سے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقی ” باسناد خود عیص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مسلمان، یہود، نصاریٰ اور مجوس کے ساتھ ان کا کھانا کھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

جب کفار طعام کو (گیلے ہاتھ لگا کر یا کسی اور طرح) نجس نہ کریں تو پھر ان کے ہمراہ کھانا کھانا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے یہود و نصاریٰ اور مجوس کے ہمراہ کھانا کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر طعام آپ کا ہے اور وہ ہاتھ دھولے تو پھر کوئی مضائقہ[1] نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کھانا کھا رہی ہے اور وہاں ایک مجوسی آ جاتا ہے آیا وہ اسے دعوت طعام دیں؟ فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو مجوسی کے ساتھ نہیں کھاتا۔ اور اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جو کچھ اپنے علاقہ کرتے ہو اسے تمہارے لئے حرام قرار دوں (کیونکہ تم ایسے کرنے پر مجبور ہو)۔

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی اور نصرانی کے ساتھ کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب کھانا تمہارا ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

کفار کے برتنوں میں کھانا (پینا) حرام ہے جبکہ ان کے نجس کرنے کا علم ہو ورنہ حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہودی اور نصرانی کا جوٹھا کھایا پیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مجوسیوں کا برتن مجبوراً استعمال کرنا پڑے تو پہلے اسے پانی سے پاک کرو۔ (ایضاً)

---

[1] متقدمین ہوں یا متاخرین شیعہ علماء وفقہاء میں مشہور و مسلّم یہ ہے کہ اہل کتاب نجس ہیں جیسا کہ صدوقین، شیخین، فاضلین، شہیدین، علامہ حلی، دیلمی اور محقق کرکی وغیرہ سب علماء اعلام متاخرین اس کے قائل ہیں۔ البتہ ابن جنید وغیرہ بعض علماء ان کی طہارت کے قائل ہیں تفسیر و حدیث کی کتابیں ایسی روایتوں سے لبریز ہیں جو ان کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں اور وہ روایات جو ان کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں وہ تقیہ وغیرہ پر محمول ہیں۔ اور ان میں سے یہ حدیث بھی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ طعام خشک ہو اور ہاتھ دھونے کا حکم ظاہری کثافت کے ازالہ پر محمول ہو۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اہل ذمہ (کفار) اور مجوسی کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا! فرمایا: ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کا پکایا ہوا کھانا کھاؤ۔ اور (خاص طور پر) ان کے ان برتنوں میں نہ (پیو) جن میں وہ شراب پیتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں پہلے اہل کتاب (نصرانی) تھا۔ اور اب (بفضلہ تعالیٰ) اسلام لایا ہوں۔ مگر میرے سب اہل و عیال ہنوز نصرانیت پر قائم ہیں اور میں ہنوز انہی کے ساتھ ایک ہی مکان میں رہتا ہوں اور انہی کے ساتھ کھاتا ہوں؟ امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: آیا وہ خنزیر کھاتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ مگر وہ شراب پیتے ہیں۔ فرمایا (مجبوری کے تحت) ان کے ہمراہ کھا اور پی۔
(التہذیب، الفروع، المحاسن)

۵۔ جناب برقی ؒ باسناد خود اسماعیل بن جابر اور عبداللہ بن طلحہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودی کا ذبیحہ نہ کھا...... اور نہ ہی ان کے برتنوں میں کھاؤ۔ (المحاسن)
مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۵۲ و ۵۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

جس ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا جائے یا جو جانور کسی بت یا کسی درخت کے نام پر ذبح کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے؟ فرمایا: جو جانور کسی بُت اور درخت (وغیرہ) کے نام پر ذبح کیا جائے تو خدا نے اسے اسی طرح حرام قرار دیا ہے جس طرح مردار، خون اور خنزیر کو حرام قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ جو شخص اس کے کھانے پر مجبور ہو جائے جبکہ وہ نہ باغی ہو اور نہ ہی عادی (حد سے تجاوز کرنے والا) تو اس کے لئے گناہ نہیں ہے کہ مردار کو کھائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منذر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مذکور ہے کہ سلمان نے کہا کہ ایک شخص مکھی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔ اور دوسرا شخص مکھی کی وجہ سے

جنت میں داخل ہوا۔ عرض کیا گیا: وہ کس طرح یا اباعبداللہ؟ فرمایا: دو شخص ایک مشرک قوم کے پاس سے ان کی عید والے دن گزرے اور انہوں نے دیکھا کہ وہاں بت رکھے ہوئے تھے اور ہر گزرنے والا ان کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر کچھ قلیل یا کثیر چڑھاوا چڑھاتا تھا...... چنانچہ جب یہ دونوں شخص وہاں سے گزرے تو مشرکین نے ان سے کچھ چڑھاوا چڑھانے کو کہا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: میرے پاس اور تو کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا اس نے ایک مکھی پکڑ کر چڑھا دی تو وہ اس کی وجہ سے جہنم کا مستحق قرار پایا اور دوسرے نے کہا میں غیر اللہ کا تقرب نہیں چاہتا لہٰذا اس نے کچھ چڑھاوا نہ چڑھایا۔ اور مشرکین نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور وہ جنت کا مستحق قرار پایا۔

(عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از ذبائح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

مضطر اور مجبور کیلئے سخت ضرورت کے وقت مردار، خون اور خنزیر اور تمام محرمات حرام نہیں ہیں جبکہ وہ باغی اور عادی نہ ہو۔ اور باغی اور عادی پر اضطرار کے وقت بھی حرام ہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود (شاہزادہ) عبدالعظیم حسنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مضطر کیلئے کب مردار کا کھانا حلال ہوتا ہے؟ فرمایا: میرے والد نے مجھ سے اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم سفر میں ہوتے ہیں اور ہمیں بھوک لگتی ہے تو ہمارے لئے کب مردار کا کھانا حلال ہے؟ فرمایا: جب نہ صبح و شام کا دودھ ملے اور نہ کوئی سبزی (وغیرہ) تو پھر کھا سکتے ہو...... راوی نے عرض کیا کہ فرزند رسولؐ! ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا: عادی سے مراد چور ہے جو چوری کرنے کی غرض سے نکلے۔ اور باغی سے وہ شکاری مراد ہے جو اپنے اہل و عیال کی روزی کے لئے نہیں بلکہ لہو و لعب کے طور پر شکار کرنے کی خاطر نکلے۔ یہ اگر مضطر بھی ہو جائیں تو ان کے لئے مردار کا کھانا حلال نہیں ہے۔ بلکہ اختیاری حالت کی طرح حرام ہے۔ اور یہ دونوں نماز و روزہ بھی قصر نہیں کریں گے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن یحییٰ کی کتاب نوادر الحکمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اضطرار کی وجہ سے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے

مکروہ نہ کھائے حتیٰ کہ بھوک و پیاس کی شدت سے مر جائے تو وہ کافر ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ باغی سے مراد وہ شخص ہے جو امام (برحق) کے خلاف خروج کرے۔ اور عادی سے رہزن مراد ہے جو رہزنی کرتا ہے ان کے لئے مردار کا کھانا اضطرار کے وقت بھی جائز نہیں ہے۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۴۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں باغی سے مراد وہ شخص ہے جو امام المسلمین کے خلاف خروج کرے۔ اور عادی سے مراد وہ شخص ہے جو (خدا کی) نافرمانی کرکے اہل حق کے راستہ پر زیادتی کرے۔ (مجمع البیان)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مردار جیسی ہے کہ جب مضطر ہو جاتا ہوں تو اس سے کچھ کھا پی لیتا ہوں۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں۔ باغی و عادی کی ان مختلف تعبیروں میں درحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ سب معانی مراد ہیں اور ان ابواب کی ابتداء میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو سخت ضرورت کے تحت محرمات کے استعمال کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

منخنقہ (گلا دبا کر ماری ہوئی)، موقوذہ (جسے شدید ضرب لگا کر مارا جائے)، متردّیہ (جو چھت یا دیوار سے گر کر مر جائے)، نطیحہ (جسے کوئی حیوان سینگ مار کر مار دے) اور جسے کوئی درندہ چیر پھاڑ کر کھا جائے اور جو بتوں پر ذبح کی جائے یا جسے بتوں کے نام کے تیروں پر تقسیم کیا جائے یا ان کے اوپر ذبح کیا جائے کا کھانا حرام ہے سوائے اس کے جس کا تذکیہ کر لیا جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سید عبدالعظیم حسنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے: ﴿وَالْمُنْخَنِقَةُ

﴿وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ امام علیہ السلام نے فرمایا: منخنقہ سے مراد وہ جانور ہے جسے گلہ دبا کر مارا جائے، موقوذہ وہ جانور ہے جسے بیماری اس قدر کمزور کر دے کہ اس کی حس وحرکت ختم ہو جائے۔ متردیہ وہ ہے جو بلند مکان سے یا دیوار سے یا پہاڑ سے گرے یا کنویں میں گرے اور مر جائے۔ نطیحہ وہ ہے جسے کوئی سینگ والا جانور سینگ مارے اور وہ مر جائے، اور ﴿وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ﴾ سے مراد وہ جانور ہے جسے کوئی درندہ چیر پھاڑ دے اور کچھ کھا جائے (تو باقیماندہ حصہ حرام ہے)...... اور ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ سے مراد وہ جانور ہے جو حجر یا کسی بت پر ذبح کیا جائے مگر وہ جس کا تم تذکیہ کر سکو...... راوی نے عرض کیا کہ ﴿وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ﴾ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جاہلیت کے زمانہ میں تقریباً دس آدمی مل کر اونٹ خریدتے تھے اور پھر اسے ذبح کر کے دس تیروں پر تقسیم کرتے تھے جن میں سے سات کا تو حصہ تھا اور تین کا کوئی حصہ نہ تھا پس جن کا حصہ تھا وہ یہ تھے: (۱) فذ، (۲) توأم، (۳) نافس، (۴) جلس، (۵) مسبل، (۶) معلّی، (۷) رقیب، اور جن کا کوئی حصہ نہ تھا وہ یہ تھے: (۱) سفیح، (۲) منیح، (۳) وغد۔ اور پھر ان سب تیروں کو دس آدمیوں پر نکالتے تھے پس جس کے نام وہ نکلتا تھا جس کا کوئی حصہ نہیں تھا تو وہ شخص اس اونٹ کی قیمت کا تیسرا حصہ ادا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ نکالتے رہتے یہاں تک کہ وہ تینوں تیر ختم ہو جائے جن کا کوئی حصہ نہ تھا (اور اس طرح وہ پورے اونٹ کی قیمت ادا کرتے) اور پھر اسے نحر کر دیتے اور باقی سات افراد اس کا گوشت کھاتے تھے اور جنھوں نے قیمت ادا کی تھی ان کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ پس جب اسلام آ گیا تو اس نے اس طریقہ کار کو حرام قرار دے دیا اور اسے فسق یعنی حرام قرار دیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آب و جد کے سلسلۂ سند سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جس کو کوا اتنے ٹھونگے مارے کہ وہ ہلاکت کے قریب ہو جائے اور جسے شیر چیر پھاڑ دے اس سے اجتناب کرنا۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر (حلال جانور) جو خنزیر، نطیحہ، موقوذۃ، متردیہ، وما اکل السبع کے علاوہ ہے جب تم زندہ پر پہنچ جاؤ جبکہ اس کی آنکھ حرکت کر رہی ہو...... یا ٹانگ ہلا رہا ہو۔ یا دم ہل رہی ہو۔ اور اسے ذبح کر لو تو بس تم نے اس کا تذکیہ کر لیا ہے (اور وہ تمہارے لئے حلال ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ نیز موصوف باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ اگر متردیہ، نطیحہ اور ما اکل السبع ہنوز زندہ ہوں اور تم پنچ کر ان کو ذبح کر سکو تو پھر حلال ہیں اور کھا سکتے ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۵۸

مٹی اور ڈھیلے کا کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ جو مٹی کے کھانے کی کراہت کے بارے میں روایت کرتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: اس سے تر مٹی اور ڈھیلا مراد ہے۔ (الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ نیز باسناد خود زیاد بن ابی زیاد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ غلط کاموں کی تمنا (شیطانی) وسوسہ کا نتیجہ ہے اور شیطان کے اکثر مکر و فریب کا باعث مٹی کا کھانا ہے جو بدن میں بیماری کا باعث بنتی ہے اور بیماری کو حرکت دیتی ہے اور مٹی کا کھانا انسانی قوت و طاقت کو کمزور کرتا ہے اور اس کے کھانے سے پہلے جو کام وہ انجام دیتا تھا ان سے کمزوری کا باعث ہے۔ لہٰذا اس کا محاسبہ کیا جائے گا اور اسے عذاب کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مٹی کا کھانا نفاق کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص بکثرت مٹی کھاتا ہے وہ اپنی ہلاکت میں خود شریک ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کی اولاد پر اس کا کھانا حرام قرار دے دیا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! تین کام شیطانی وسوسہ میں سے ہیں: (۱) مٹی کا کھانا، (۲) دانتوں سے ناخنوں کو چبانا، (۳) اور ڈاڑھی کا دانتوں سے کھانا۔ (الفقیہ)

۷۔ نیز باسنادخود یاسر (خادم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض قائدین نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مٹی کھانے کے بارے میں سوال کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس کی بعض کنیزیں مٹی کھاتی ہیں پس آپؑ ناراض ہوئے اور پھر فرمایا: مٹی کا کھانا مردار، خون اور خنزیر کی طرح حرام ہے۔ انہیں اس سے روکو۔

(عیون الاخبار)

۸۔ نیز باسنادخود احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھیلے کے کھانے سے منع کیا ہے۔ (معانی الاخبار)

۹۔ نیز باسنادخود یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوفہ کی مٹی کھائے وہ ایسا ہے جیسے کوئی لوگوں کا گوشت کھائے کیونکہ کوفہ پہلے جنگل تھا پھر قبرستان بنا۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مٹی کھائے وہ ملعون ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ابواب المزار (باب ۹۶) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۹

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی مٹی کا بقصد شفا بقدر دانۂ نخود کھانا حرام نہیں ہے۔ اور اس کے کھانے کی کیفیت کا بیان۔ اور صرف خواہش کے تحت کھانا حرام ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ائمہؑ کے قبور کی مٹی کا کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابویحییٰ واسطی سے اور وہ ایک اور آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر مٹی کا کھانا خنزیر کے گوشت کی طرح حرام ہے۔ اور جو کھائے اور پھر اس کی وجہ سے مر جائے تو میں اس پر نماز (جنازہ) نہیں پڑھوں گا۔ سوائے (حضرت امام حسین علیہ السلام کی) قبر کی مٹی کے کیونکہ اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اور جو اسے صرف خواہش کے تحت کھائے تو پھر اس میں شفاء نہیں ہے۔

(الفروع، کامل الزیارہ، العلل)

۲۔ نیز باسنادخود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مٹی کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: مٹی کا کھانا مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی طرح حرام ہے۔ سوائے حائر (حسینیؑ) کی مٹی کے کہ اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور ہر خوف سے باعث امن و امان

ہے۔(الفروع، التہذیب، الخرائج والجرائح)

۳۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں آپؑ سے پوچھا گیا کہ آیا حائر (حسینؑ) کی مٹی میں کچھ شفا ہے؟ فرمایا: آپؑ کی قبر مقدس سے لے کر چار میلوں تک شفاء حاصل کی جاتی ہے اور اسی طرح میرے جد (نامدار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر ہے اور اسی طرح حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر ہے اور اسی طرح حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی قبریں ہیں کہ ان میں ہر قسم کی بیماری کی شفاء ہے اور ہر خوفناک چیز سے پناہ ہے اور جن چیزوں (دواؤں) سے شفاء طلب کی جاتی ہے ان میں سے کوئی بھی اس کی برابری نہیں کرسکتی سوائے دعا کے اگر اس کی تاثیر کو خراب کرتے ہیں تو وہ برتن وغیرہ ہیں یا پھر یقین کی کمی ہے۔۔۔ تا اینکہ فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ جو یہ طین مقدس لے جاتے ہیں وہ اسے خفیف جانتے ہوئے خچر اور گدھے کے توبرہ میں ڈال دیتے ہیں اور کھانے کے برتنوں اور خرچینوں میں رکھتے ہیں۔ تو جس شخص کی نظر میں اس طینت کی یہ قدر ہے وہ اس سے شفاء کس طرح حاصل کرسکتا ہے؟ (کامل الزیارہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کے علاوہ جو دوسرے مزاراتِ مقدسہ کی مٹی سے شفا حاصل کرنے کا تذکرہ موجود ہے تو وہ اس بات سے مخصوص ہے کہ ان سے کھانے کے علاوہ کسی اور طریقہ سے شفاء حاصل کی جائے۔

۴۔ نیز جناب موصوف باسناد خود یعقوب بن یزید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی مٹی بیچتا ہے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے گوشت کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اصل قبر مبارک کی خاک کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس میں کراہت کا بھی احتمال ہے یعنی بغیر قیمت لئے اسے دینا چاہیے۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کھائے جبکہ اس کا مقصد شفا حاصل کرنا نہ ہو تو گویا اس نے ہمارا گوشت کھایا ہے۔ (مصباح المتہجد)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپؑ سے سنا ہے کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک ادویہ مفردہ میں سے ہے۔

اور یہ کہ یہ جس بیماری کے پاس سے گزر جائے تو اسے ہضم کر جاتی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں نے یہ کہا ہے مگر اس سے تیرا مقصد کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے اسے کھایا ہے۔ مگر میں نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا! فرمایا: اس کے لئے ایک مخصوص دعا بھی ہے۔ لہٰذا جو شخص خاکِ شفا تو کھائے مگر وہ خاص دعا نہ پڑھے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ سائل نے عرض کیا: وہ کیا دعا ہے جو کھانے والے کو پڑھنی چاہیے؟ فرمایا: پہلے اسے بوسہ دے، پھر اسے آنکھوں پر رکھے اور چنے کے ایک دانہ سے زیادہ نہ کھائے کیونکہ جو اس سے زیادہ کھائے وہ گویا ہمارا گوشت اور خون کھاتا پیتا ہے پس جب کھانا چاہو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ الْمَلَکِ الَّذِیْ قَبَضَهَا وَ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ النَّبِیِّ الَّذِیْ نَزَلَهَا وَ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ الْوَصِیِّ الَّذِیْ حَلَّ فِیْهَا اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَجْعَلَهَا لِیْ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَ اَمَانًا مِنْ کُلِّ خَوْفٍ وَ حِفْظًا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ﴾ پس جب یہ دعا پڑھ چکو تو پھر اس (خاکِ شفاء) کو کسی چیز میں باندھ دو اور اس پر سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھو کیونکہ سابقہ دعا طلب اذن ہے اور سورۂ قدر کی تلاوت اس کا ختم ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الزیارات میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۰

گلِ ارمنی کے ساتھ علاج معالجہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کا بھائی اپنی کتاب طب الائمہ میں باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں پیچس کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: گلِ ارمنی لے اور اسے ہلکی آگ کی آنچ دے اور اس کا سفوف استعمال کر کہ اس سے تجھے آرام آجائے گا۔ (طب الائمہ)

۲۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گلِ ارمنی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا جس شخص کی ہڈی ٹوٹی ہو یا جسے اسہال ہوں وہ اسے استعمال کر سکتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جناب ذوالقرنین کی قبر کی مٹی ہے۔ مگر تربت حسینیؑ اس سے بہتر ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۶۱

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے۔ اور جس برتن پر چاندی کا ملمع ہو اس میں مکروہ ہے۔

() کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ اور نہ اس برتن میں کھاؤ جس پر چاندی کا ملمع چڑھا ہوا ہو۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سونے اور چاندی کے برتن میں مت کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سونے اور چاندی کے برتن ان لوگوں کا مال و متاع ہے جو (قیامت پر) یقین نہیں رکھتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارہ (باب ٦٦) میں گزر چکی ہیں۔

باب ٦٢

اس دسترخوان پر کھانا کھانا حرام ہے جہاں شراب پی جاتی ہو اور بحالت اختیاری وہاں بیٹھنا بھی حرام ہے ہاں البتہ اس دسترخوان پر کھانا حرام نہیں ہے جس پر خشک شراب لگی ہوئی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہارون بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ کے نزدیک مقام حیرہ میں قیام پذیر تھے جبکہ آپؑ ابوجعفر منصور (عباسی) کے ہاں آئے ہوئے تھے تو ابوجعفر کے بعض سردارانِ لشکر نے اپنے بیٹے کا ختنہ کیا۔ اور اس موقع پر ضیافت کا اہتمام کیا۔ اور لوگوں کو دعوت دی اور جن کو دعوت دی ان میں امام علیہ السلام بھی تھے کہ اچانک ایک شخص نے پانی طلب کیا تو اسے ایک ایسا پیالہ پیش کیا گیا جس میں شراب تھی۔ پس جب اس شخص نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو امام علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپؑ سے دسترخوان سے اٹھنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو ایسے دسترخوان پر بیٹھے جہاں شراب پی جاتی ہو۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت یوں وارد ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو برضا و رغبت اس دسترخوان پر بیٹھے (اور کھانا کھائے) جہاں شراب پی جاتی ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر کھانا نہ کھائے جس پر شراب پی جاتی ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کھانا اس دسترخوان پر رکھا جاتا ہے جسے شراب لگی ہوئی ہے؟ فرمایا: اگر دسترخوان خشک ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (البحار، قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الاشربہ (باب ۳۴) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

مالک کی اجازت کے بغیر کسی کا طعام کھانا یا دوسروں کو کھلانا حرام ہے سوائے مستثنیٰ افراد کے۔ اور دعوت کے بغیر کسی ضیافت میں جانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن احمد منقری سے اور وہ اپنے خالو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو ایسا کھانا کھائے جس کی اسے دعوت نہ دی گئی ہو تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی آگ کا ٹکڑا کھائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو حرام[1] کھائے گا اور گنہگار ہو کر داخل ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! آٹھ آدمی ایسے ہیں کہ اگر ان کی توہین کی جائے تو وہ اپنے سوا اور کسی کی ملامت نہ کریں: (۱) وہ شخص جو بن بلائے کسی ضیافت میں شریک ہو، (۲) جو گھر کے مالک پر حکم چلائے، (۳) جو اپنے دشمنوں سے بھلائی کی توقع رکھے، (۴) جو کمینہ لوگوں سے اچھائی کی توقع رکھے، (۵) جو دو آدمیوں کے راز و نیاز کی باتوں میں دخل دے، (۶) جو حاکم وقت کا استخفاف کرے، (۷) جو بزم میں ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں بیٹھنے کا اہل نہ ہو، (۸) جو ایسے آدمی سے بات کرے جو اس کی بات نہ سننا

---

[1] اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس کے بیٹے کا کھانا حرام ہوگا۔ اور دوسرا یہ کہ خود والد کا کھانا حرام ہوگا جو مالک کی مرضی کے خلاف اپنے بیٹے کو ہمراہ لے گیا ہے۔ (مرآۃ العقول)

چاہیے۔ (الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور اس کے بعد بھی آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز قبل ازیں حق مرور والی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں...... اور ان لوگوں کے گھروں سے کھانا جائز ہے جن کا ذکر آیت شریفہ میں ہے۔

باب ۶۴

اس گھی اور پنیر کا حکم کہ جب علم ہو کہ اس کے ساتھ حرام خلط ملط ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم روم میں مشرکین کی سرزمین میں گھی اور پنیر پاتے ہیں۔ آیا اسے کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: جس کے متعلق تمہیں علم ہو کہ اس کے ساتھ حرام ملا ہوا ہے تو اسے تو نہ کھاؤ...... اور جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو اسے کھاؤ یہاں تک کہ حرام کے مخلوط ہونے کا علم حاصل ہو جائے۔ (التہذیب، السرائر)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جس میں حرام بھی ہو اور حلال بھی اسے حلال سمجھو جب تک بقیہ حرام کا علم نہ ہو۔ تب اسے چھوڑ دو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

خنزیر کے بالوں[1] کے استعمال کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برد اسکاف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں خفین تیار کرنے کا کام کرتا ہوں اور ہمارا کام خنزیر کے بالوں کے بغیر نہیں چلتا جس سے ہم سیتے ہیں؟ فرمایا: ان بالوں کو ہانڈی میں ڈالو اور اس کے نیچے آگ جلاؤ تا کہ ان کی چکنائی دور ہو جائے پھر ان کو استعمال کرو۔ (التہذیب، الفقیہ)

---

[1] اس مسئلہ کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ آیا نماز اور خورد و نوش کے علاوہ باقی کاموں میں حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہ؟ اکثر احادیث اور اکثر فقہاء کے اقوال سے نیز آئندہ کی حدیث سے بھی اس کا ممنوع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ وھو الاحوط۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسناد خود برد (اسکاف) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ہم خنزیر کے بالوں کو استعمال کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ (ہمارا) کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ کو ان میں سے کچھ (چکنائی وغیرہ) لگی ہوئی ہوتی ہے؟ فرمایا: اس حالت میں اسے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ فرمایا: وہ (بال) لے کر دھولو۔ اور جن کے ساتھ چربی ہو انہیں استعمال نہ کرو۔ اور جن میں چکنائی نہ ہو انہیں استعمال کرو۔ ہاں البتہ اس سے اپنے ہاتھوں کو دھولو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۶

نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جہاں تک بیع وشرا کے وجوہ واسباب کا تعلق ہے تو وہ یہ ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) مردار، خون، یا خنزیر کے یا خنزیر کا گوشت یا شراب یا کسی اور نجس چیز کی خرید وفروخت حرام ہے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کا کھانا پینا، پہننا اور ملکیت میں رکھنا اور اس کا اپنے پاس رکھنا اور انہیں کسی قسم کے استعمال میں لانا ممنوع اور حرام ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارہ (باب ۱۴) میں گزر چکی ہیں۔

دسترخوان کے آداب کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو بارہ (۱۱۲) باب ہیں)

باب ۱
زیادہ کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! یہ شکم (زیادہ) کھانے والے کو سرکش بنا دیتا ہے! اور آدمی سب حالات سے زیادہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے جب اس کا شکم ہلکا پھلکا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ مبغوض اس وقت ہوتا ہے جب وہ شکم سیر ہوتا ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیادہ کھانا مکروہ ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین کے معاملہ میں تین چیزیں بڑی بُری مددگار ہیں: (۱) ڈرپوک، (۲) وسیع پیٹ، (۳) اور شدید جنسی خواہش۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود صالح نیلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ کھانے کو بُرا جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ فرزند آدم کیلئے اس قدر کھانا ضروری ہے جو اس کی کمر کو سیدھا رکھے۔ پس تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے پیٹ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی سانس کیلئے رکھے۔ اور خبردار! اپنے آپ کو اس طرح موٹا نہ کرو جس طرح سور کو کھانے کیلئے موٹا کیا جاتا ہے۔(الفروع، المحاسن)

۵۔ جناب احمد بن محمد برقی باسناد خود عمرو بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر لوگ کھانے (پینے) میں میانہ روی اختیار کرتے تو ان

کے بدن تندرست رہتے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ابلیس لعین جناب یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے پاس ظاہر ہوا اور اس کے جسم پر مختلف قسم کے چمچے تھے جناب یحییٰ نے پوچھا: یہ چمچے کیسے ہیں؟ کہا: یہ مختلف شہوات وخواہشات ہیں جن کے ذریعہ سے میں فرزند آدم کو گرفتار کرتا ہوں! جنابؑ نے پوچھا: آیا ان میں میرے لئے بھی کوئی چیز ہے؟ کہا: آپ بسا اوقات پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں جس کی وجہ سے نماز اور ذکر (میں انہاک) سے باز رہتے ہیں یہ سن کر جناب یحییٰ نے فرمایا: میں اللہ کی خاطر اپنے اوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا اس پر ابلیس نے کہا: میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کبھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے حفص! ہم اللہ سے عہد و پیمان باندھتے ہیں کہ میں جعفرؑ اور میری اولاد کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھائیں گے اور میں اور میری اولاد کبھی (محض) دنیا کیلئے کام نہیں کریں گے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود حسین بن مختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیٹ بھر جائے تو سرکشی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پیٹ کو بُرا جانتا ہے جو پُر نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲
شکم پُری اور شکم پُری پر کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیٹ بھر جائے تو وہ سرکش ہو جاتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۔ نیز باسناد خود سالم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں تھی کہ وہ اللہ کے بارے میں بھوکے اور ترساں رہیں۔ (روضۂ کافی، اصول کافی)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شکم پُری پر کھانا پھلبہری کا باعث ہے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! چار چیزیں بالکل اکارت ہو جاتی ہیں: (۱) شکم پُری پر کھانا، (۲) چاند کی روشنی میں چراغ جلانا، (۳) سیم وتھور والی زمین میں بیج بونا، (۴) اور نا اہل کے ساتھ بھلائی کرنا۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود عبدالسلام بن صالح ھروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کم خور تھے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ نیز باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر گندم کی روٹی نہیں کھائی تھی یہ درست ہے؟ فرمایا: نہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ آپؐ نے کبھی گندم کی روٹی کھائی ہی نہیں تھی اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی تھی۔ (الامالی)

۷۔ نیز باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: (بیٹا) کیا میں وہ چار چیزیں نہ بتلاؤں کہ ان کے بعد تم کبھی طبیب کے محتاج نہ رہو۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا: ہاں ضرور ارشاد فرمائیں! فرمایا: (۱) دسترخوان پر اس وقت بیٹھو جب بھوکے ہو، (۲) اس وقت اس سے اٹھ کھڑے ہو جبکہ ہنوز طلب باقی ہو، (۳) لقمہ کو خوب چباؤ، (۴) اور جب سونے لگو تو بیت الخلاء سے فارغ ہولو۔ پس جب ایسا کرو گے تو طبیب سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ (الخصال)

۸۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب سلمان فارسیؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ دنیا میں زیادہ شکم سیر ہوں گے وہ آخرت میں سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے۔ اے سلمان! دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۹۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود علی بن حدید سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنی اسرائیل! اس وقت تک نہ کھاؤ جب تک (خوب) بھوک نہ لگے۔ اور جب بھوکے ہو تو کھاؤ۔ مگر شکم سیر نہ ہو۔ کیونکہ تم شکم سیر ہو جاؤ گے تو تمہاری گردنیں موٹی ہو جائینگی اور

تمہارے پہلو موٹے ہو جائیں گے (اور جب ایسے ہو جاؤ گے) تو اپنے پروردگار کو بھول جاؤ گے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ڈکار مارنا اور اس کا آسمان کی طرف بلند کرنا مکروہ ہے
ہاں البتہ ڈکار کے وقت خدا کی حمد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے دنیا میں سب سے زیادہ لمبے ڈکار مارے گا وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ڈکار مارو تو اسے آسمان کی طرف بلند نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار مارتے ہوئے سنا تو آپؐ نے اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا! مختصر ڈکار مار! کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ شکم سیر ہوگا۔ (المحاسن)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ڈکار مارے تو اسے آسمان کی طرف بلند نہ کرے اور نہ ہی تھوکتے وقت ایسا کرے۔ ہاں البتہ ڈکار اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص ڈکار مارے تو اس پر اللہ کی حمد کرے۔ (قرب الاسناد)

باب ۴

بدہضمی اور شکم سیری مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم کی بیماری بدہضمی سے پیدا ہوتی ہے سوائے بخار کے جو ویسے ہی چڑھ جاتا

ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھرے ہوئے پیٹ سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی چیز مبغوض نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کے لئے اپنے بیٹے کو ہمراہ لے جانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے بیٹے کو ہمراہ نہ لے جائے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو حرام کھائے گا اور گنہگار ہو کر داخل ہوگا۔(الفروع، التہذیب، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۳ از اطعمہ محرمہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

ٹیک لگا کر اور منہ کے بل لیٹ کر کچھ کھانا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے اور بادشاہوں سے مشابہت مکروہ ہے اور اقعاء جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سے خدا نے انہیں مبعوث برسالت کیا اپنی وفات تک تواضع کے طور پر کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔(روضۂ کافی، المحاسن)

۲۔ ایک دوسری حدیث میں مذکورہ بالا واقعہ کے بعد یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادشاہوں کے ساتھ مشابہت کو مکروہ (ناپسند) فرماتے تھے۔ مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔(الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چار زانو (آلتی پالتی مار کر) بیٹھا ہوا دیکھا اور تکیہ لگائے کھاتے ہوئے بھی دیکھا (تا کہ ثابت ہو کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے)۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپؑ تکیہ لگائے کچھ کھا رہے ہیں۔ جبکہ ہم تک یہ بات پہنچی تھی کہ ایسا کرنا مکروہ ہے! پس میں انہیں دیکھنے لگا۔ آپ نے مجھے دعوتِ طعام دی۔ پس جب آپؑ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے محمد! شاید تمہارا خیال ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کبھی تکیہ لگائے ہوئے کچھ کھایا ہے؟ پھر فرمایا: نہیں بخدا جب سے خدا نے انہیں مبعوث برسالت فرمایا اپنی وفات تک آپؐ نے کبھی تکیہ لگائے نہیں کھایا۔ پھر فرمایا: اے محمد! شاید تم یہ خیال کرتے ہو کہ آپ نے کبھی مسلسل تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی کھائی ہو...... نہیں بخدا جب سے خدا نے انہیں مبعوث برسالت کیا اپنی وفات تک آپؐ نے کبھی مسلسل تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہیں کھائی...... اور یہ سب کچھ اس لئے نہیں تھا کہ آپؐ کو گندم کی روٹی میسر نہیں تھی۔ آپؐ تو ایک ایک شخص کو انعام میں سو سو اونٹ دے دیتے تھے لہٰذا آپؐ کھانا چاہتے تو کھا سکتے تھے اور تین بار جبرئیلؑ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لے کر بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تھے۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ اس سے آپؐ کے اخروی درجات میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ مگر آپؐ نے ہر بار تواضع کر کے وہ کنجیاں واپس کر دی تھیں...... (یہاں تک کہ فرمایا) کہ تمہارا ساتھی (امامؑ) غلاموں کی طرح بیٹھتا ہے، غلاموں کی طرح کھاتا ہے۔ لوگوں کو گندم کی روٹی اور گوشت کھلاتا ہے۔ اور جب خود گھر لوٹ کر جاتا ہے تو زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھاتا ہے۔ (روضۂ کافی وغیرہ)

۵۔ نیز باسناد خود ابو خدیجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بشیر دہان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں وہاں حاضر تھا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دائیں بائیں جانب ٹیک لگا کر کھانا کھاتے تھے؟ فرمایا: آپؐ نے کبھی دائیں بائیں جانب ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ بلکہ وہ تو غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے راوی نے عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: خدا کیلئے تواضع وفروتنی کی خاطر۔ (الفروع، المحاسن)

۶۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی ٹیک لگا کر کھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی منہ کے بل لیٹ کر۔ (المحاسن)

۷۔ جناب حسین بن سعید باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ٹیک لگائے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا[1] (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

[1] اس کی وجہ حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں بیان کر دی گئی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

کھانا کھاتے وقت ہاتھ کا زمین پر رکھنا مکروہ نہیں ہے البتہ کھانا کھاتے وقت جوتا اتارنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عباد بصری (صوفی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس موجود تھا اور آپؑ کھانا کھا رہے تھے پس آپؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اس پر عباد نے کہا: اصلحک اللہ! کیا آپؑ کو معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ پس آپؑ نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور کھانا کھاتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد پھر ہاتھ زمین پر رکھا اور عباد نے وہی بات کہی۔ امام علیہ السلام نے پھر ہاتھ اٹھا لیا۔ اور کھانا کھاتے رہے حتیٰ کہ امام علیہ السلام نے تیسری بار پھر اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور عباد نے پھر وہی بات کہی۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بخدا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی کبھی ممانعت نہیں فرمائی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابو خدیجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (کھانا کھاتے وقت) غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن قاسم جعفری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانا کھاؤ تو اپنی بائیں جانب پر ٹیک لگاؤ۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی اور دوسرے حکم (جوتا اتارنے کے استحباب) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الملابس میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

انسان کیلئے مستحب ہے کہ غلام کی طرح کھائے، غلام کی طرح بیٹھے اور پشت زمین پر بیٹھے اور ایسی ہی جگہ پر سوئے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی طرح کھاتے تھے، غلام کی طرح بیٹھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ وہ (اللہ تعالیٰ کے) غلام ہیں۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حسن صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو

فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار ایک بدزبان عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے گزری جبکہ وہ ایک پست جگہ پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے وہ بولی: یا محمدؐ! آپ غلام کی طرح کھاتے ہیں، غلام کی طرح بیٹھتے ہیں؟ آپؐ نے اس سے فرمایا: اور مجھ سے بڑا غلام کون ہے؟[1] (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباس بن ہلال سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں اپنی وفات تک ترک نہیں کروں گا: (۱) پست جگہ پر غلام کے ہمراہ کھانا کھانا، (۲) پالان والے گدھے پر سوار ہونا، (۳) بکری کا اپنے ہاتھ سے دوھنا، (۴) صوف کا پہننا، (۵) اور بچوں کو سلام کرنا۔ تاکہ میرے بعد یہ سنت قرار پائے۔ (عیون الاخبار، الخصال، الامالی)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپؑ (کھانا کھاتے وقت) غلام کی طرح بیٹھتے تھے، اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اور تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی طرح کھاتے تھے۔ نہ اس طرح جس طرح جبار و سرکش لوگ دو انگلیوں سے کھاتے ہیں۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

کھانا کھاتے وقت اور عام حالات میں ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا اور چار زانو (التی پالتی مار کر) بیٹھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی بن ابوشعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (جس سے معلوم ہوا کہ اس طرح بیٹھنا حرام نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] حدیث کے آخر میں وارد ہے کہ اس عورت نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا کہ کھانے میں سے مجھے ایک لقمہ عنایت فرمائے۔ چنانچہ آپؐ نے اسے ایک لقمہ عنایت فرمایا۔ مگر عورت نے کہا: نہ بخدا! وہ لقمہ عنایت فرمائے جو آپؐ کے منہ میں ہے! چنانچہ آپؐ نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اسے عنایت فرمایا اور اس نے وہ لقمہ کھایا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس لقمہ کی برکت سے اس عورت کی بدزبانی ختم ہوگئی۔ (الفروع، المحاسن) (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھانے بیٹھے اور اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چار زانو نہ بیٹھے کیونکہ اس طرح بیٹھنے کو خدا بُرا جانتا ہے اور ایسا کرنے والے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العشرۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

بلا عذر انگور اور انار کے علاوہ بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا اور کسی چیز کا پکڑنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا کیسا ہے؟ فرمایا: بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، نہ پئے اور نہ ہی اس سے کوئی چیز پکڑے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ جبکہ (دائیں ہاتھ سے کھانے کی) طاقت رکھتے ہو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جو دونوں ہاتھوں سے کھائی جا سکتی ہیں۔ ایک انگور، دوسرے انار۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے اور ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت فرمائی۔ (الفقیہ)

باب ۱۱

ضرورت کے بغیر چلتے ہوئے کھانا مکروہ ہے۔ مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم چل رہے ہو تو کچھ نہ کھاؤ۔ مگر جب کہ مضطر و مجبور ہو۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے کھانے سے پہلے بیت الشرف سے برآمد ہوئے جبکہ آپ

کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسے دودھ میں ڈبویا تھا۔ آپؑ چل بھی رہے تھے اور کھا بھی رہے تھے دوسری طرف بلالؓ اقامت کہہ رہے تھے۔ پس آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود مسعدہ بن یسع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی چلتے ہوئے کچھ کھائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المحاسن)

باب ۱۲

اکٹھا کھانا کھانا اور آدمی کا اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھانا مستحب ہے۔ اور ماں کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا تین کیلئے اور تین کا چار کیلئے کافی ہوتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی طعام میں تین چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ طعام تام وتمام ہوتا ہے: (۱) وہ حلال ہو، (۲) جب (کھانے والے) ہاتھ زیادہ ہوں، (۳) اور جب اس کے آغاز میں خدا کا نام لیا جائے اور آخر میں اس کی حمد کی جائے۔ (الفروع، المحاسن، الخصال)

۳۔ نیز باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنے اہل وعیال کو (کھانے کے دسترخوان پر) اکٹھا کرے اور کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھیں اور اختتام پر خدا کی حمد وثنا کریں تو دسترخوان اٹھانے سے پہلے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (الفروع)

۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود حسین بن علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص دس مسلمانوں کو کھانا کھلائے تو خدا اس کے لئے جنت واجب قرار دے دیتا ہے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود ربعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں پانچ درہم

لے کر تمہارے اس بازار میں جاؤں اور وہاں سے کچھ طعام خریدوں اور پھر وہ چند مسلمانوں کو کھلاؤں تو یہ بات مجھے (راہِ خدا میں) ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں کتاب موالید الائمہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کا حلال طعام کھا لیتے تھے اور وہ بھی اپنے اہل وعیال اور حشم وخدم کے ہمراہ۔ اور جن مسلمانوں کو دعوت دیتے تھے ان کے ساتھ زمین پر یا جس چیز پر وہ لوگ بیٹھتے تھے اور مہمان کا انتظار کرتے تھے اور جب کوئی آ جاتا تھا تو اس کے ہمراہ کھاتے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

۷۔ نیز طبرسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں مگر آپ ان کے ہمراہ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: محض اس لئے کہ کہیں میرا ہاتھ اس لقمہ کی طرف نہ بڑھ جائے جس پر ان کی نگاہ پڑ چکی ہو اور اس طرح میں ان کا عاق نہ بن جاؤں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیںگی اور کچھ اسے پہلے باب النکاح میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کو کھانے کی دعوت دینا مکروہ ہے اور شاید وہ اہل وعیال کے علاوہ دوسری عورتوں سے مخصوص ہے۔ یا پھر اہل وعیال سے مراد عورتوں کے علاوہ افراد مراد ہیں یا پھر عورتوں سے اجنبی عورتیں مراد ہیں۔ (والاول اولیٰ)

باب ۱۴

دسترخوان پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے اور کھانے والے کو اگرچہ غلام ہی کیوں نہ ہو جلدی کرنے سے منع کرنا نیز اس سے باتیں نہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضال سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی قوم کھانا کھا رہی ہو تو خدا اس پر کبھی عذاب نازل نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں اجل واکرم ہے کہ انہیں کھانے کیلئے روزی دے اور پھر ان کو عذاب کرے جب تک فارغ نہ ہو جائیں۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یاسر اور نادر خادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: جب تم کھانا کھا رہے ہو اور میں تمہارے سروں کے پاس آ کر کھڑا ہو جاؤں تب بھی جب تک کھانا نہ کھا لو تب تک نہ اٹھو...... راوی

کا بیان ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ امام علیہ السلام ہم میں سے بعض کو آواز دیتے تھے اور جب کہا جاتا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے تو فرماتے کہ اسے چھوڑ دو یہاں تک فارغ ہو جائے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ جناب کلینیؒ فرماتے ہیں کہ نادر خادم سے مروی ہے کہ جب ہم (غلاموں میں سے) کوئی کھانا کھا رہا ہوتا تھا تو جب تک وہ کھانے سے فارغ نہیں ہو جاتا تھا تب تک آپ اس سے بات نہیں کرتے تھے۔ (الفروع)

۴۔ جناب محمد بن ابوالقاسم طبری اپنی کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں باسناد خود کمیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کمیلؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے کمیل! اپنے اخلاق اچھے رکھو۔ اور اپنے ہمنشین کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ اور اپنے خادم کو نہ جھڑکو۔ اے کمیل! جب کھانا کھانے بیٹھو تو اسے طول دو۔ تا کہ تمہارا ساتھی بھی پیٹ بھر کر کھا لے۔ اے کمیل! جب کھانا کھا چکو تو خدا کی روزی پر اس کی حمد و ثنا کرو۔ اور بآواز بلند حمد کرو۔ تا کہ دوسرے بھی اس کی حمد کریں اس طرح تمہارا اجر زیادہ ہوگا۔ اے کمیل! اپنے معدہ کو طعام سے نہ بھرو۔ بلکہ اس میں پانی پینے اور سانس لینے کی گنجائش رکھو۔ (بشارۃ المصطفیٰ طبری)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اصطناع المعروف الی اھلہ کے باب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

سیاہ فاموں، خادموں اور غلاموں کے لئے خلوت میں علیٰحدہ دسترخوان بچھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الصلت سے اور وہ اہل بلخ میں ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں خراسان کے سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ کہ آپؑ نے ایک دن دسترخوان بچھوایا اور اس پر اپنے سب سیاہ فام وغیرہ کو اکٹھا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا نہ ہوتا کہ آپؑ ان لوگوں کے لئے علیٰحدہ دسترخوان بچھواتے؟ فرمایا: ٹھہرو۔ خداوند ہے تو سب کا ایک، ماں ہے تو ایک اور باپ ہے تو ایک اور جزاء (وسزا) کا دارومدار اعمال پر ہے! (پھر غلاموں کے علیٰحدہ دسترخوان بچھانے کا کیا مطلب؟)۔ (روضۂ کافی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام تنہا ہوتے تو اپنے تمام چھوٹے بڑے حشم وخدم کو اکٹھا کرتے اور ان سے باتیں کرتے۔ اور ان سے مانوس ہوتے۔ اور جب دسترخوان پر بیٹھتے تو تمام چھوٹے بڑے خدام کو حتیٰ کہ سائیس اور حجام کو بھی بلا کر اپنے ہمراہ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ یاسر بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن اسی طرح اکٹھے بیٹھے تھے کہ اچانک اس تالا کے کھلنے کی

آواز آئی جو حاکموں کے گھر سے امام علیہ السلام کے در کی طرف کھلتا تھا۔ پس امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا کہ اٹھو اور اِدھر اُدھر ہو جاؤ (چنانچہ ہم نے ایسا کیا) پس مامون آ گیا الخ......۔ (عیون الاخبار)

۳۔ نیز باسنادِ خود یاسر خادم سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ (زہر خورانی کی وجہ سے) جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی تکلیف بڑھ گئی اور اس طرح کئی دن گزر گئے تو جب وہ دن آیا جس میں آپؑ کی وفات واقع ہوئی تو آپؑ بے حد کمزور ہو گئے تھے تو نمازِ ظہر پڑھنے کے بعد مجھ سے فرمایا: لوگوں نے (حشم و خدم نے) کیا کھایا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ کیا کھائیں جبکہ آپؑ کی یہ حالت ہے؟ تو یہ بات سن کر آپؑ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: دسترخوان لاؤ۔ جب بچھ گیا تو پھر اپنے حشم و خدم میں سے ہر ایک کو نام بنام بلوایا اور اپنے ہمراہ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ پس جب سب کھا چکے تو پھر عورتوں کی طرف طعام بھجوایا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۱۴ میں) اور باب العشرۃ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

کافر، منافق اور فاسق کی دعوتِ طعام کا قبول کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابراہیم کرخی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندۂ مومن مجھے بکری کی ایک ران کی دعوت دے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اور یہ بات دین میں سے ہوگی اور اگر کوئی مشرک یا منافق مجھے ایک اونٹ کی بھی دعوت دے تو میں قبول نہیں کروں گا اور یہ بات بھی دین میں سے ہوگی۔ خداوند عالم نے میرے لئے مشرکین و منافقین کا عطیہ اور طعام ممنوع قرار دے دیا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فاسقوں کی دعوتِ طعام کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۴ و ۵۶ از اطعمہ محرمہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

مومن اور مسلمان کی دعوتِ طعام قبول کرنا اور اس کے ساتھ کھانا کھانا مستحب مؤکد ہے۔ اگرچہ پانچ میل کے فاصلہ پر ہی ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ اسے دعوت دے تو یہ قبول کرے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اپنی امت کے حاضر و غائب سب کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اپنے مسلمان (بھائی) کی دعوت کو قبول کریں اگرچہ پانچ میل کے فاصلہ پر ہو۔ کیونکہ یہ بات دین میں سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یاسر خادم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سخی ہوتا ہے وہ لوگوں کا کھانا کھاتا ہے تاکہ لوگ بھی اس کا کھانا کھائیں اور جو بخیل ہوتا ہے وہ لوگوں کا کھانا اس لئے نہیں کھاتا تاکہ لوگ بھی اس کا کھانا نہ کھائیں۔ (الفروع، عیون الاخبار)

۴۔ نیز باسناد خود معلّی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان واجبی حقوق کے جو ایک مسلمان کو دوسرے پر حاصل ہیں ایک یہ ہے کہ جب وہ اسے دعوت دے تو یہ اسے قبول کرے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہر مسلمان کی) دعوت قبول کرتے تھے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب لوگوں سے زیادہ عاجز وہ شخص ہے جسے کوئی برادر مسلمان دعوت طعام دے اور وہ بلاعذر قبول نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے یہاں (سابقہ باب میں) اور باب العشرۃ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

لڑکیوں کے ختنہ کی تقریب میں شرکت کی دعوت قبول کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ولیمہ اور (لڑکوں کے) ختنہ کی دعوت قبول کرا اور لڑکیوں کے ختنہ کی دعوت قبول نہ کر۔(الفروع، التہذیب)

باب ۱۸

جب کوئی بندہ کسی کے ہاں وارد ہو تو اسے کھانا (اور اگر وہ نہ کھائے) تو پھر پانی (اور اگر وہ بھی نہ پیئے) تو پھر وضو کیلئے پانی پیش کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن محمد جعفری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض غزوات میں تھے۔ اور نماز میں مشغول تھے کہ وہاں سے چند سوار گزرے اور اصحاب کے پاس ٹھہرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا اور آپؐ کے حق میں دعا کی اور کچھ تعریف و توصیف بھی کی اور کہا کہ اگر سخت جلدی نہ ہوتی تو ہم ان کا انتظار کرتے۔ لہٰذا آپؐ کی خدمت میں ہمارا سلام پہنچانا اور ہم جاتے ہیں لہٰذا وہ چلے گئے۔ (شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں کے آنے کی کچھ بھنک پڑ گئی تھی لہٰذا وہ سلام پھیر کر) جلدی سے غضبناک حالت میں باہر آئے۔ اور اصحاب سے فرمایا: تمہارے پاس چند سوار آتے ہیں اور میرا حال احوال پوچھتے ہیں اور مجھے سلام بھی پہنچاتے ہیں مگر تم ان پر دوپہر کا کھانا بھی پیش نہیں کرتے؟ یہ بات میرے لئے بڑی گراں ہے کہ ایسی قوم جس میں میرا خلیل جعفر (ابن ابی طالب) بھی ہو وہ لوگ اس کے پاس سے گزر جائیں اور اس کے ہاں کھانا نہ کھائیں[1]۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارا (مؤمن) بھائی تمہارے پاس آئے تو (روٹی کے وقت) اس پر طعام پیش کرو۔ پس اگر نہ کھائے تو پھر پانی پیش کرو۔ پس اگر وہ بھی نہ پیئے تو پھر وضو کے لئے پانی پیش کرو۔(ایضاً)

۳۔ نیز برقیؒ باسناد خود ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ ان کے دروازہ تک چلتا رہا۔ پس آپ اندر داخل ہوگئے اور اس آدمی کو وہیں چھوڑ دیا (آپ کے بیٹے) اسماعیل نے

---

[1] یا مطلب یہ ہے کہ اگر تم لوگوں میں میرے خلیل جعفر موجود ہوتے تو وہ ان لوگوں کو کھانا کھلائے بغیر نہ جانے دیتے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

عرض کیا کہ اسے کھانے کی پیشکش کیوں نہ کی؟ فرمایا: اس شخص کو اندر داخل کرنا مناسب نہ تھا۔ اور مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ خدا مجھے عرّ اض (ہر کس و ناکس کو) دعوت دینے والا) لکھے۔[1] (المحاسن)

باب ۱۹

سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے کافروں کو کھانا کھلانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو کافر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو خدا پر لازم ہے کہ زقوم (تھوہر) سے اس کا پیٹ بھرے خواہ وہ (کھلانے والا) مومن ہو یا کافر؟ (الکافی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود نہیکی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی مثال (وتمثال) بنائے یا کوئی کتا رکھے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس طرح تو بہت سے لوگ ہلاک ہو جائیں گے؟ فرمایا: (میرا وہ مطلب نہیں جو تو نے سمجھا ہے) میری مراد مثال بنانے سے یہ ہے کہ جو شخص خدا کے دین کے علاوہ کوئی دین ایجاد کرے اور پھر لوگوں کو اس کی طرف بلائے اور کتا رکھنے سے میری مراد یہ ہے کہ ہم اہل بیتؑ کے کسی دشمن کو کھلائے پلائے۔ پس جو ایسا کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ نیز باسناد خود معلّٰی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ناصبی وہ نہیں ہے جو (براہِ راست) ہم سے دشمنی رکھے کیونکہ تم کسی ایک آدمی کو بھی نہیں پاؤ گے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں محمد و آل محمد (علیہم السلام) کو دشمن جانتا ہوں ہاں البتہ ناصبی وہ ہے جو تم سے محض اس لئے دشمنی کرے کہ تم ہم اہل بیتؑ سے محبت کرتے ہو اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہو۔ پھر فرمایا: پس جو شخص ہمارے کسی دشمن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اس نے گویا ہمارے کسی دوست کو قتل کیا ہے۔ (معانی الاخبار، صفات الشیعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! صرف مؤمن کی صحبت اور ہمنشینی اختیار کر۔ اور تمہارا طعام صرف متقی آدمی کھائے اور فاسقوں کا کھانا مت کھاؤ۔ اے ابوذر! اپنا کھانا اس شخص کو کھلا جس سے تم اللہ کی خاطر محبت

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق سلوک کرنا چاہیے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہو۔ اور اس کا کھانا کھاؤ جو تم سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے۔ (المجالس والاخبار)

باب ۲۰

مؤمن کیلئے مستحب ہے کہ اپنے (مؤمن بھائی) سے شرم وحیا نہ کرے اور نہ ہی اس کیلئے تکلف کرے اور اسے تحفہ دے اور اس کا تحفہ قبول کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن اپنے (ایمانی) بھائی سے شرم نہیں کرتا۔ اور میں نہیں جانتا کہ ان دو شخصوں میں سے کون زیادہ قابل تعجب ہے ایک وہ جو اپنے بھائی کا مہمان ہو تو اسے تکلیف دے کہ وہ اس کی خاطر تکلف کرے اور دوسرا وہ جو خود اپنے بھائی کیلئے تکلف کرے؟ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ چیز کسی آدمی کے اس کے بھائی کے احترام میں سے ہے کہ اس کے تحفہ و ہدیہ کو قبول کرے اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اسے تحفہ میں دے مگر تکلف نہ کرے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تکلف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

نہ میزبان کیلئے جائز ہے کہ وہ جو کچھ مہمان کو پیش کرے اسے قلیل اور حقیر سمجھے اور نہ ہی مہمان کیلئے جائز ہے کہ وہ میزبان کی پیش کردہ کو قلیل اور حقیر سمجھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان آدمی کیلئے یہ چیز باعث ہلاکت ہے کہ وہ جو کچھ مہمان کو پیش کرے وہ اسے قلیل سمجھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے ہلاکت ہے اس آدمی (میزبان) کیلئے کہ وہ جو کچھ اپنے بھائی (مہمان) کو پیش کرے اسے حقیر سمجھے اور ہلاکت ہے اس (مہمان) کیلئے جو اسے حقیر سمجھے جو کچھ اسے پیش کیا جائے۔ (ایضاً)

باب ۲۲

مہمان کیلئے مستحب ہے کہ وہ میزبان کو ایسی چیز منگوانے کی تکلیف نہ دے جو گھر میں نہیں ہے اور اسے باہر سے کوئی چیز لانے سے منع کرے اور میزبان کیلئے مستحب ہے کہ جب اپنے بھائی کو دعوت دے تو اس کیلئے تکلف کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم بن حکیم سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حارث اعور (ہمدانی) حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! میرے ہاں کھانا تناول فرما کر میری عزت افزائی فرمائیں! حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس شرط پر کھاتا ہوں کہ میرے لئے تکلف نہ کریں! چنانچہ جب حضرت امیر علیہ السلام حارث کے گھر تشریف لے گئے تو حارث (خالی) روٹی لے کر آئے پس آنجنابؑ نے اسے کھانا شروع کر دیا۔ اس موقع پر حارث نے کہا: میرے پاس چند درہم موجود ہیں اور اسی وقت اپنی آستین سے نکالے اگر آپ اجازت دیں تو کچھ اور خرید کر لاؤں؟ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: یہ (روٹی) وہ ہے جو تمہارے گھر میں تھی۔ (لہذا باہر سے کچھ منگوانا تکلف میں داخل ہے)۔

(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارا (دینی) بھائی (بن بلائے) آئے تو اسے وہ کچھ پیش کرو جو تمہارے پاس موجود ہے اور اگر اسے دعوت دی ہے تو پھر اس کے لئے تکلف کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محمد الطائی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنجنابؑ کو دعوت طعام دی جس پر آپؑ نے فرمایا: تین شرطوں کی ضمانت پر قبول کرتا ہوں: (۱) باہر سے کچھ نہیں لاؤ گے، (۲) جو کچھ گھر میں ہے اس سے کچھ بچا کے نہیں رکھو گے، (۳) اور اہل وعیال پر بھی تنگی نہیں کرو گے...... اس نے اس بات کی ضمانت دی۔ تب حضرتؑ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

مہمان کی (دعوت دے کر) مہمان داری کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسنادخود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جو کھودی جا رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ زمین کو کیا ہو گیا ہے کہ اس قدر سخت ہوگئی ہے؟ پس زمین اس قدر نرم ہوگئی کہ اگر آدمی چاہتا تو اپنی ہتھیلی سے کھود لیتا۔ اور فرمایا: یہ (مرنے والا) مہمان داری کو پسند کرتا تھا اور مہمان داری کو پسند نہیں کرتا مگر وہی جو مؤمن اور متقی ہوتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۲۔ نیز باسنادخود بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں اچھی طرح وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں اور اپنے وقت پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ اور دل و جان سے مہمان نوازی کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تو ایسا ہے تو پھر جہنم کو تجھ پر کوئی سبیل نہیں ہے کیونکہ خدا نے تجھے بخل سے بری قرار دیا ہے۔ پھر اسے مہمان کیلئے طاقت سے زیادہ تکلف کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (نیز) فرمایا: جب کوئی مہمان آتا ہے تو اپنی روزی ہمراہ لاتا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۲۱ و ۲۲ میں اور ابواب العشرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جن لوگوں کے گھروں سے کھانا جائز ہے جن کا تذکرہ آیت میں ہے ان کے لئے کیا کھانا جائز اور بیوی شوہر کے گھر سے کیا کھا سکتی ہے اور ان کے لئے ان کے مال سے کس قدر صدقہ دینا جائز ہے؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ...... تا آخر آیت﴾ عرض کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿اَوْ صَدِيْقِكُمْ﴾ (اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد بخدا وہ شخص ہے جو اپنے دوست کے گھر میں داخل ہو اور اس کی صریح اجازت کے بغیر وہاں سے کھائے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿اَوْ صَدِيْقِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جن لوگوں کا اس آیت میں تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ صریح اجازت کے بغیر صرف شاہد حال کے مطابق کھا سکتے ہیں اس سے کھجور اور وہ چیز مراد ہے جس سے روٹی کھائی جاتی ہے (جیسے دودھ، لسی اور پنیر اور نمک وغیرہ)۔ اسی طرح عورت اپنے شوہر کے گھر سے کھا سکتی ہے۔ ان کے علاوہ طعام نہیں کھا سکتے (جیسے بھونے ہوئے پرندے، حلویات اور پھل فروٹ وغیرہ)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کو حق حاصل ہے کہ شوہر کے گھر سے کھائے اور صدقہ دے اسی طرح دوست کو حق حاصل ہے کہ دوست کے گھر سے کھائے اور (اس کی رضامندی سے) صدقہ (بھی) دے دے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (ہجرت کے بعد) جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو اس کے بعد جب کوئی صحابی کسی غزوہ یا سریہ میں جاتا تو اپنے گھر کی چابی اپنے دینی بھائی کے سپرد کر جاتا اور اس سے کہتا کہ جو چاہے لے لے اور جو چاہے کھا لے۔ مگر اس کے باوجود وہ لوگ اس سے پہلوتہی کرتے تھے یہاں تک کہ طعام گھر میں خراب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ یعنی جب اس کی چابیاں تمہارے پاس ہیں تو وہ حاضر ہو یا غائب تم اس کے گھر سے کھا سکتے ہو۔ (تفسیر قمی)

باب ۲۵

مومن کے گھر میں اچھی طرح اور خوش ہو کر کھانا کھانا چاہئے اور زیادہ کھانا چاہئے اور کسی قسم کی کوتاہی اور شرم نہیں کرنا چاہئے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے جن چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم ابن ابی یعفور کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم ایک جماعت تھے پس امامؑ نے ان کا کھانا منگوایا اور ہم نے کھایا امام علیہ السلام نے بھی ہمارے ہمراہ کھایا اور میں سن و سال کے لحاظ سے سب سے چھوٹا تھا۔ لہٰذا میں شرما شرما کر کھا رہا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: (بلا تکلف) کھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آدمی کی اپنے بھائی سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ وہ اس کا کھانا کس طرح کھاتا ہے؟ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام کے ہاں کھانا کھایا۔ پس امام علیہ السلام چاولوں کا ایک پیالہ لائے اور ہم نے شرما کر کھانا شروع کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ تم میں سے ہمارا بڑا محب وہ ہے جو ہمارے ہاں خوب کھاتا ہے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے اس طرح کھایا کہ دسترخوان سے گرے ہوئے ٹکڑے بھی کھا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اب بات ہوئی۔ پھر امامؑ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ ایک بار انصار کی طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چاولوں کا پیالہ آیا۔ تو آپؐ نے سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ کو بلوایا اور وہ تھوڑا تھوڑا (شرما شرما کر) کھانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا تم میں سے ہمارا سخت محب وہ ہے جو ہمارے ہاں اچھی طرح کھانا کھاتا ہے۔ (پس یہ سن کر) انہوں نے بہت عمدہ طریقہ پر کھایا پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ﴿**رحمهم الله و رضی عنهم و صلی الله عليهم**﴾۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن سلیمان صیرفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امامؑ ہمارے لئے طعام لائے جس میں بھونا ہوا گوشت بھی تھا اور کچھ اور چیزیں بھی۔ پھر چاولوں کا ایک پیالہ لائے پس میں نے آپؑ کے ہمراہ کھایا۔ فرمایا: کھا۔ کیونکہ کسی شخص کی کسی سے دوستی کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ وہ اس کے ہاں کس طرح خوش ہو کر کھانا کھاتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے اپنی انگلی سے پیالہ میں خط کھینچ کر فرمایا اب تک جو کچھ کھا چکے ہو اس کے بعد یہ ضرور کھانا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ کھایا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود ابوالربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کھانا منگوایا پس حلوہ لایا گیا۔ پس آپؑ نے ہم سے فرمایا: قریب آؤ اور کھاؤ۔ پس لوگوں نے تھوڑا تھوڑا (شرما شرما کر) کھانا شروع کیا۔ پس امامؑ نے فرمایا کہ (کھل کر) کھاؤ۔ کیونکہ کسی شخص کی کسی سے محبت کا اندازہ اس کے کھانے سے ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس کے بعد) ہم نے اس طرح کھایا جس طرح اونٹ پانی پیتا ہے کہ گلے میں پانی اٹک جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک شخص سے فرما رہے تھے جو وہاں کھانا کھا رہا تھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ کسی شخص کو اس کے بھائی سے محبت کا اندازہ اس کے اس کے پاس زیادہ کھانا کھانے سے ہوتا ہے۔ (المحاسن)

باب ۲۶

لوگوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بتیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کھانا کھا رہے تھے کہ اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ فَکُّ رَقَبَةٍ...... الآیہ﴾ پھر فرمایا: خدا جانتا تھا کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس نے (لوگوں کو) کھانا کھلانے کے سبب سے جنت کی طرف راستہ کھول دیا۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حسن خلق اور لوگوں کو کھانا کھلانا بھی ایمان میں سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خداوند عالم لوگوں کو کھانا کھلانے اور سلام کو عام کرنے کو دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود فیض بن المختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجیات (نجات دہندہ) چیزیں تین ہیں (۱) لوگوں کو کھانا کھلانا، (۲) سلام کو عام کرنا، (۳) اور اس وقت نماز (شب) پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو اکٹھا کر کے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! (۱) لوگوں کو کھانا کھلاؤ، (۲) کلام کو پاکیزہ کرو، (۳) سلام کو عام کرو، (۴) صلۂ رحمی کرو، (۵) اور اس وقت خدا کو سجدہ کرو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اس طرح سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ایضاً)

۶۔ باسناد خود ابوالمنکدر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: کھانا کھلانا اور کلام کو پاکیزہ بنانا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن الولید وصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (تین چیزوں کو) پسند کرتا ہے (۱) بمقام منیٰ خون بہانے کو، (۲) لوگوں کو کھانا کھلانے کو، (۳) اور ستم رسیدہ کی فریاد رسی کرنے کو (ایضاً)

۸۔ نیز باسنادِ خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مؤمن کو خوش کیا جائے اس کی شکم سیری کر کے یا اس کا قرضہ ادا کر کے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسنادِ خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین کام ایسے ہیں جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں: (۱) بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا، (۲) اس کے رنج و غم کو دور کرنا، (۳) اس کا قرضہ ادا کرنا۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسنادِ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پروردگار کی مغفرت اور بخشش کے اسباب میں سے ایک بھوکے لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس طرح چھری کوہان میں جلدی گھستی ہے روزی اس سے بھی جلدی کھانا کھلانے والے کی طرف جاتی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسنادِ خود صالح بن عیثم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان کو کھانا کھلانا (خدا کے نزدیک) ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسنادِ خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کھانا کھانے بیٹھتے تھے تو ان کے دسترخوان کے قریب ایک پیالہ لا کر رکھا جاتا تھا لہٰذا آپؑ جو بھی عمدہ کھانا کھاتے تھے اس میں سے کچھ اس پیالہ میں ڈالتے جاتے تھے۔ پس وہ اٹھ کر مساکین کو دے دیتے تھے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے تھے ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ اور پھر فرماتے تھے کہ خدا جانتا تھا کہ ہر شخص غلام آزاد نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس نے ان کے لئے جنت کا راستہ کھانا کھلانے کو قرار دیا۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسنادِ خود سعد بن طریف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بھوکے آدمی کو کھانا کھلائے خدا اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز باسنادِ خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ روٹی کا وہ ایک لقمہ جو ایک مسلمان میرے ہاں کھائے وہ مجھے ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ نیز باسنادِ خود ابو معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص مومن کو کھانا کھلائے وہ مالدار ہو یا غریب و نادار تو خدا اسے اولادِ

اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۱۷۔ باسنادِ خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا تم ہر روز ایک غلام آزاد کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: ہر مہینہ میں کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: ہر سال میں؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: سبحان اللہ! کیا تو ایسا نہیں کرسکتا کہ ہمارے شیعوں میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر میں لے جائے اور اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کہ بخدا یہ کام اولادِ اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز باسنادِ خود صالح بن میثم سے روایت کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کون سا عمل ہے جو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے؟ فرمایا: اگر کوئی شخص تین مسلمانوں کو کھانا کھلائے تو یہ میرے نزدیک افضل ہے غلام آزاد کرنے سے، غلام آزاد کرنے سے...... یہاں تک کہ سات تک پہنچ گئے۔ اور ایک مسلمان کو کھانا کھلانا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز باسنادِ خود حسین بن علی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تین مسلمانوں کو کھانا کھلائے خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ نیز باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چار مسلمانوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یہ اولادِ اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

اپنی مالی حالت کے مطابق طعام کا انتظام اور اس کی عمدگی اور زیادہ کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود شہاب بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طعام میں اسراف نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بعض اوقات ہمیں میٹھا دودھ پلاتے اور کھجور، روٹی اور زیتون سے تیار شدہ حلوا کھلاتے تھے اور پھر کبھی صرف زیتون کے ساتھ روٹی کھلاتے تھے۔ امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ اپنے معاملہ کی اس طرح

تدبیر کیوں نہیں کرتے کہ اعتدال قائم ہو جائے؟ فرمایا: ہماری تدبیر اللہ کے حکم سے ہوتی ہے جب وہ زیادہ دیتا ہے تو ہم بھی زیادہ کھلاتے ہیں اور جب کم دیتا ہے تو ہم بھی کم کر دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مؤمن سے کوئی حساب و کتاب نہیں ہوگا: (۱) وہ طعام جو وہ کھائے، (۲) وہ کپڑا جو وہ پہنے، (۳) اور نیکوکار بیوی جو اس سے تعاون کرے اور اس کی وجہ سے وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿لَتُسْـئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ کے بارے میں فرمایا: اللہ اس سے اجل وارفع ہے کہ اپنے بندے سے اس کے کھانے پینے کے متعلق سوال کرے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن العباس صولی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا میں کوئی حقیقی نعمت موجود نہیں ہے! عرض کیا گیا کہ پھر اس ارشاد خداوندی کا کیا مطلب ہے؟ ﴿لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ یہ دنیا میں کون سی نعیم ہے؟ آیا اس سے ٹھنڈا پانی مراد ہے؟ امام علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کس طرح تفسیر بیان کی ہے۔ بعض نے اس سے ٹھنڈا پانی، بعض نے عمدہ کھانا اور بعض نے اس سے اچھی نیند مراد لی ہے؟ (پھر فرمایا) میرے والد ماجد علیہ السلام نے اپنے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ کے سامنے یہ سب اقوال پیش کئے گئے تو آپؑ غضبناک ہوئے اور فرمایا: خداوند عالم اپنے بندوں سے اس کے بارے میں باز پُرس نہیں کرے گا۔ جو کچھ اس نے ان کو عنایت فرمایا ہے۔ کسی مخلوق کیلئے زیبا نہیں ہے کہ کسی کو کچھ دے کر احسان جتلائے تو جو بات مخلوق کیلئے قبیح ہے اس کی نسبت خدا کی طرف کس طرح دی جا سکتی ہے؟ ہاں نعیم سے ہم اہل بیت نبوت کی محبت اور ولایت مراد ہے جس کے بارے میں خداوند عالم توحید و نبوت کے بعد باز پرس کرے گا۔ اور جب بندہ اس نعمت کا حق ادا کرے گا تو یہ اسے جنت کی ان نعمتوں تک پہنچائے گا جو کبھی زائل نہیں ہوں گی۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ و ۲۶ از نفقات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

عمدہ دعوت کا اہتمام کرنا، لوگوں کو بلانا اور کھلانا پلانا مستحب ہے اور صرف مالداروں کو بلانا اور ناداروں کو نہ بلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھاؤ پکاؤ اور اچھا پکاؤ اور اپنے اصحاب کو بلاؤ (اور انہیں کھلاؤ پلاؤ)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب اسماعیل (فرزند امام صادق علیہ السلام) نے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: مساکین کو بلاؤ اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ ﴿وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ (نہ باطل شروع ہوتا ہے اور نہ لوٹتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ولیمہ کی ممانعت فرمائی ہے جس میں صرف اغنیاء کو مدعو کیا جائے اور فقراء کو نظر انداز کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عیاشی باسناد خود مسعدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام چند مسکینوں کے پاس سے گزرے جو چادر پھیلائے اور اس پر روٹیوں کے ٹکڑے بچھائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے امام علیہ السلام کو دعوت دی اور کہا: فرزند رسولؐ! تشریف لائیے! امام علیہ السلام سواری سے اترے اور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اور اس وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ﴾ (خدا تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر فرمایا: میں نے تمہاری دعوت قبول کی ہے...... اب تم میری دعوت قبول کرو چنانچہ انہوں نے امام کی دعوت قبول کی۔ اور امام کے ہمراہ ہوئے۔ جب امام گھر پہنچے تو رباب سے فرمایا: جو کچھ گھر میں (عمدہ کھانا) ہے وہ باہر نکالیں (اور ان مہمانوں کو کھلائیں)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

مستحق غلام آزاد کرنے پر مؤمنین کو کھانا کھلانے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے گھر دو مؤمنوں کو داخل کرے اور ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (الکافی، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبید اللہ الوصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک مرد مسلمان کو کھانا کھلاؤں تو یہ بات مجھے ایک افق غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ افق کتنے آدمیوں کا ہوتا ہے؟ فرمایا: دس ہزار کا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سدیر صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا ہے کہ ہر روز ایک غلام آزاد کرے؟ عرض کیا: مجھے اس قدر مالی وسعت حاصل نہیں ہے! فرمایا: ہر روز ایک مسلمان کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کیا: وہ مالدار ہو یا غریب و نادار؟ فرمایا: مالدار کو بھی کھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں اپنے مومن بھائیوں میں سے کسی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہارے اس بازار میں داخل ہوکر ایک غلام خرید کر (راہِ خدا میں) آزاد کروں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک محتاج مؤمن کو کھانا کھلاؤں تو یہ مجھے اس کی زیارت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور اس کی زیارت (ملاقات) کرنا مجھے دس غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود نصر بن قابوس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مومن کو کھانا کھلانا مجھے دس غلام آزاد کرنے سے اور دس حجوں سے زیادہ پسند ہے۔ راوی نے از راہ تعجب عرض کیا کہ دس حج اور دس غلام؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے نصر! اگر تم اسے نہیں کھلاؤ گے تو وہ یا تو بھوکا مر جائے گا یا پھر اسے ذلیل کرو گے کہ کسی ناصبی کے پاس جا کر سوال کرے۔ اور اس کے لئے مر جانا اس سے بہتر ہے کہ کسی ناصبی سے سوال کرے! اے نصر! جو کسی مومن کو زندہ کرے تو اس نے گویا سب لوگوں کو زندہ کر دیا ہے اور اگر اسے کھانا نہیں

کھلاؤ گے تو تم اسے مار دو گے اور اگر کھلاؤ گے تو اسے زندہ کرو گے۔ (الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

مومنین کو کھانا کھلانا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تین مومنین کو کھانا کھلائے تو خداوند عالم اسے آسمانوں کی تین جنتوں سے اسے کھانا کھلائے گا جو یہ ہیں: (۱) الفردوس، (۲) جنت عدن، (۳) اور طوبیٰ جو کہ ایک درخت ہے جو جنت عدن سے برآمد ہوتا ہے جسے خدا نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے۔ (الکافی)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک مسلمان کو کھانا کھلاؤں تو یہ کام مجھے عام لوگوں میں سے ایک افق کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسند ہے! عرض کیا گیا کہ افق کس قدر ہے؟ فرمایا: ایک لاکھ یا کچھ زیادہ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوشبل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی چیز کو مؤمن کی زیارت (ملاقات) کے برابر نہیں جانتا سوائے اسے کھانا کھلانے کے اور جو شخص کسی بندۂ مومن کو کھانا کھلائے خدا پر واجب ہے کہ اسے جنت کا طعام کھلائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم سب میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو کھانا کھلائے، سلام کو عام کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

شادی کے موقع پر تین دن ولیمہ مستحب ہے اور مساجد اور گلی کوچوں میں کھانا جائز ہے مگر مسجد اور بازار میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم شادی والے کھانے میں ایسی خوشبو محسوس کرتے ہیں جو دوسرے کھانوں میں نہیں ہوتی۔ فرمایا: جب بھی کسی شادی کے موقع پر کوئی اونٹ نحر کیا جائے یا کوئی گائے ذبح کی جائے تو خداوند عالم ایک فرشتہ کو اتارتا ہے جس کے پاس کستوری کا ایک قیراط ہوتا ہے جو ان لوگوں کے طعام میں انڈیل دیتا ہے یہ خوشبو اسی کی وجہ سے ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن حکم بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی بعض اولاد کا ولیمہ کیا اور اہل مدینہ کو تین دن تک مساجد اور گلی کوچوں میں پیالوں میں ڈال کر فالودہ کھلایا۔ اس پر بعض اہل مدینہ نے آپ پر نکتہ چینی کی۔ پس جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: خداوند عالم نے جو کچھ دوسرے انبیاءؑ کو عطا فرمایا وہ سب کچھ مع کچھ زائد کے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا چنانچہ جناب سلیمان سے فرمایا کہ یہ ہماری بخشش ہے اسے آگے عطا کرو۔ یا اپنے پاس روکے رکھو۔ اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا: جو کچھ پیغمبر اسلامؐ آپ کو دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رُک جاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ مکارم الاخلاق میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: مسجد میں کھانا شرافت نہیں ہے۔ (مکارم الاخلاق)

۴۔ قبل ازیں مساجد کے بارے میں بعض حدیثیں گزر چکی ہیں کہ مساجد قرآن خوانی (اور عبادت خدا) کیلئے بنائی گئی ہیں۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ از احکام مساجد میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بھوکے مومن کو کھانا کھلائے خدا اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ (الکافی)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو خدا کے سوا کوئی مخلوق نہیں جانتی نہ کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کہ اس

کے لئے آخرت میں کیا اجر وثواب ہے۔ پھر فرمایا: منجملہ اسباب مغفرت کے ایک بھوکوں کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾۔ (الکافی، ثواب الاعمال، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

شادی، عقیقہ، ختنہ، سفر سے واپسی، نیا مکان خریدنے یا مکان کی تعمیر سے فارغ ہونے کے موقع پر دعوتِ ولیمہ دینا اور اس کا قبول کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعوت قبول کرنا واجب نہیں ہے مگر چار مقامات پر (۱) شادی، (۲) عقیقہ، (۳) سفر سے واپسی، (۴) اور ختنہ۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے: یا توکیر یعنی نیا مکان بنانے کے موقع پر۔ (ایضاً)

۳۔ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص مسجد (یا فرمایا: گھر) بنائے اور موٹا تازہ دنبہ ذبح کرے اور اس کا گوشت مسکینوں کو کھلائے اور یہ دعا پڑھے[1] ﴿اللّٰهم ادحر عنی مردة الجن والانس و الشياطين و بارک لی بنزالی﴾۔ تو اسے سب کچھ دیا جائے گا جس کا سوال کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! ولیمہ نہیں ہے مگر پانچ مقامات پر (۱) عرس (یعنی شادی میں)، (۲) خرس (بچہ کی ولادت میں)، (۳) عذار (یعنی ختنہ میں)، (۴) وکار (یعنی مکان بنانے اور خریدنے میں)، (۵) اور رکاز میں (یعنی سفر حج سے واپسی

---

[1] اے اللہ! سرکش جن وانس اور شیاطین کو مجھ سے دفع کر۔ اور میرے یہاں اترنے میں برکت عطا فرما۔

میں)۔(الفقیہ،الخصال،معانی الاخبار)

باب ۳۴

ریا وسمعہ کی خاطر کسی کو کھانا کھلانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ریا وسمعہ کی خاطر لوگوں کو کھانا کھلائے خدا اسے اتنی ہی جہنم کی پیپ کھلائے گا اور اس کے اس (ریاکاری والے) طعام کو اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ بنائے گا جب تک لوگوں کے درمیان فیصلے فرمائے گا۔

(عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمۃ العبادات میں اس قسم کی حدیثیں بیان کی جا چکی ہیں جو ریاکاری کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۵

شہر والوں کیلئے نو وارد بھائی کی مہمان داری مستحب ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہو تو وہ وہاں کے اہل ایمان کا مہمان ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (فعل معروف کے ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

مستحب ہے کہ مہمان داری کم از کم تین دن تک کی جائے اور اس شخص کے ہاں مہمان بننا مکروہ ہے جس کے پاس کوئی نان ونفقہ نہ ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن جعفر بصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مہمان کے ساتھ دو راتوں تک

مہربانی کی جائے۔ اور جب تیسری رات ہو تو پھر وہ اہل خانہ میں سے ہے لہٰذا اب وہ وہ کچھ کھائے گا جو گھر میں پکے گا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مہمان نوازی ایک دن برحق ہے اور دوسرا اور تیسرا دن بھی مگر اس کے بعد (صاحب خانہ) کا صدقہ ہے جو وہ مہمان پر کرتا ہے۔ پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے برادر (مسلمان) پر اس طرح مہمان نہ بنے کہ اسے مشقت اور تکلیف میں ڈالے (یا اسے خدمت نہ کر سکنے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا کرے) عرض کیا گیا کہ کس طرح یا رسول اللہؐ؟ فرمایا: جب اس (میزبان) کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو۔ (الفروع، الخصال)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ولیمہ پہلے دن حق ہے۔ دوسرے دن بزرگی ہے اور تیسرے دن ریا و سمعہ ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (آخری بات) اس بات پر محمول ہے کہ تیسرے دن مستحب مؤکد نہیں ہے۔

باب ۳۷

مہمان سے خدمت لینا اور اسے خدمت گزاری کا موقع دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک مہمان کو ایک دن دیکھا کہ وہ امام علیہ السلام کا کوئی کام کرنے کیلئے کھڑا ہوا مگر امام علیہ السلام نے اسے روک دیا اور خود اٹھ کر وہ کام انجام دیا اور فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمان سے کام لینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبید بن ابی عبداللہ بغدادی سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہاں ایک مہمان آیا ہوا تھا اور رات کے وقت امام علیہ السلام اس سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک چراغ خراب ہو گیا۔ تو مہمان نے اسے ٹھیک کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر امام علیہ السلام نے اسے روک دیا، پھر آگے بڑھ کر خود اس کو ٹھیک کیا۔ پھر فرمایا: ہم وہ لوگ ہیں جو اپنے مہمانوں سے خدمت نہیں لیا کرتے۔ (ایضاً)

باب ۳۸

جب مہمان آئے تو اُترنے میں اس کی مدد کرنا مگر جاتے وقت اس کی اعانت نہ کرنا مستحب ہے اور مستحب ہے کہ مہمان کو کچھ زادِ سفر دیا جائے اور وہ بھی عمدہ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود میسرہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات اپنے آپ کو ضعیف و کمزور سمجھنے میں سے ہے کہ آدمی اچھائی کا بدلہ نہ دے اور مہمان سے خدمت لینا ستم میں سے ہے۔ پس جب تمہارے پاس کوئی مہمان آئے تو اس کی اعانت کرو اور جب جانے لگے تو اس کی مدد نہ کرو۔ کیونکہ یہ بات خسّت میں سے ہے اور اسے زادِ سفر دو اور وہ بھی عمدہ کیونکہ یہ سخاوت میں سے ہے۔(الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آدابِ سفر میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

مہمان کو ناپسند کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک دفعہ ہمارے بعض اصحاب واحباب کا تذکرہ کیا اور فرمایا: بخدا میں اس وقت تک صبح اور شام کا کھانا نہیں کھاتا جب تک میرے ساتھ دو یا تین یا اس سے کم یا زیادہ مہمان میرے ہمراہ کھانا نہیں کھاتے۔ پھر فرمایا: ان (مہمانوں) کی فضیلت اس سے زیادہ ہے جو تمہیں ان پر حاصل ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ کس طرح ہے حالانکہ میں ان کو طعام کھلاتا ہوں، ان پر اپنا مال خرچ کرتا ہوں اور میرا خادم ان کی خدمت کر رہا ہے؟ فرمایا: وہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو خدا کی طرف سے رزقِ کثیر لے کر آتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو تمہاری مغفرت کے ساتھ جاتے ہیں۔(الفروع، امالی شیخ)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر بصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مہمان آتا ہے اور کسی قوم کے پاس آ کر ٹھہرتا ہے تو آسمان سے اپنی روزی ہمراہ لے کر آتا ہے اور جب کھانا کھاتا ہے تو خدا اس کی وجہ سے ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔(الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی قوم پر اعانت (الٰہی) بقدر اس کی ضرورت کے نازل ہوتی ہے اور جب کسی قوم کے پاس کوئی مہمان آتا ہے تو اس کی روزی اس کی اپنی گود میں ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت اس وقت تک برابر خیر و خوبی کے ساتھ رہے گی جب تک آپس میں محبت کرتی رہے گی، اور نماز پڑھتی رہے گی، زکوٰۃ دیتی رہے گی اور مہمان نوازی کرتی رہے گی اور جب ایسا نہیں کرے گی تو خدا سے خشک سالی اور قحط سالی میں مبتلا کر دے گا اور فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں جو اپنی خفوں پر مسح نہیں کرتے۔ (امالی الطوسی، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

باب ۴۰

مہمان کا احترام کرنا اور اس کی عزت کرنا اور اسے خلال مہیا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عبدالعزیز، جمیل اور زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان چیزوں کے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خاتون قیامت سلام اللہ علیہا کو تعلیم فرمائیں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہمان کا حق ہے کہ اس کا اکرام کیا جائے اور اسے (دانت صاف کرنے کیلئے) خلال مہیا کیا جائے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

میزبان کا مہمان کے ساتھ کھانا اور اس سے پہلے شروع کرنا اور اس کے بعد ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کا یہ دستور تھا کہ) جب وہ مہمانوں کے ہمراہ کھانا کھاتے تھے تو سب سے پہلے ہاتھ بڑھاتے تھے اور سب کے آخر میں اٹھاتے تھے تاکہ لوگ (تسلی سے) کھائیں۔

(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ملاقاتی (مہمان) کسی (میزبان) سے ملاقات کرے اور وہ (میزبان) اس کے ساتھ کھانا کھائے تو وہ اس سے شرم کو دور کر دیتا ہے۔ اور جب اس کے ہمراہ نہ کھائے تو وہ تھوڑی سی گھٹن محسوس کرتا ہے۔ (الفروع)

باب ۴۲

سخت ضرورت کے وقت (جان بچانے کی خاطر) کھانا اور پینا واجب ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے فرزند آدم کو اندر سے خالی (پیٹ کھوکھلا) پیدا کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ابرش کلبی نے آپؑ سے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں سوال کیا: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ (جس دن یہ زمین ایک اور زمین سے بدل دی جائے گی)...... فرمایا: ایک صاف ستھری روٹی کی شکل میں بدل دی جائے گی۔ جسے لوگ (روٹی کے طور پر) کھائیں گے یہاں تک کہ خداوند عالم لوگوں کے حساب و کتاب سے فارغ ہوگا۔ ابرش نے کہا: اس دن لوگوں کو کھانے کا کب ہوش ہوگا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: لوگ تو جہنم میں بھی کھانے پینے سے غافل نہیں ہوں گے! چنانچہ وہ ضریع اور کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ تو پھر قیامت کے دن کس طرح اس سے غافل ہوں گے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے جناب موسیٰ علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ﴿رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾ (اے میرے پروردگار! تو جو کچھ بھی میری طرف بھیجے میں اس کا محتاج ہوں (فرمایا: جناب موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے طعام مانگا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ولید بن صبیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: انسانی جسم کی بنیاد روٹی پر رکھی گئی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں دعا مانگتے ہوئے کہا: ﴿اللّٰھم بارک لنا فی الخبز ولا تفرق بیننا و بین الخبز فلو لا الخبز ما صمنا و لا صلینا ولا ادّینا فرائض ربنا﴾ (اے اللہ! روٹی میں برکت عطا فرما! اور ہم میں اور روٹی میں جدائی نہ ڈال۔ کیونکہ اگر روٹی نہ ہوتی تو ہم نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے اور نہ ہی اپنے پروردگار کے فرائض کو ادا کر سکتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر مومنین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، اور ان کو کھانے پر اکٹھا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مومن کی بھوک کو مٹائے تو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایسا دسترخوان بچھائے گا جس سے سب جن وانس کھا سکتے ہیں۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ نیز باسناد خود ربعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص محض اللہ کی خاطر کسی مؤمن بھائی کو کھانا کھلائے تو اس کے لئے اس قدر اجر ہے کہ گویا اس نے ایک فئام کو کھانا کھلایا۔ راوی نے عرض کیا کہ فئام کتنا ہوتا ہے؟ فرمایا: ایک لاکھ آدمی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بھوکے آدمی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو خداوند عالم اس کے لئے جنت سے ایک نہر جاری کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھوکے جگر کو بھرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال، المحاسن)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل مؤمن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے یا اس کے رنج وغم کو دور کرنا یا اس کے قرضہ کا ادا کرنا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷، ۱۹، ۲۸ و ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ

اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

(سخت) ضرورت کے وقت بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فرات بن احنف سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پیٹ بھر کر کھانا کھا کر سو جائے جبکہ اس کے سامنے کوئی مومن بھوکا موجود ہو تو خداوند عالم فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میں تمہیں اس بندے پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے (ہمدردی کا) حکم دیا تھا مگر اس نے میری نافرمانی کی ہے اور میرے غیر (شیطان) کی اطاعت کی لہٰذا میں اسے اس کے عمل کے حوالے کرتا ہوں اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ میں اسے کبھی نہیں بخشوں گا۔ (ثواب الاعمال، المحاسن)

۲۔ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کر رات گزارے جبکہ اس کا مسلمان بھائی بھوکا موجود ہو۔ (ایضاً)

۳۔ اور وصافی کی روایت میں یوں وارد ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کر رات گزارے جبکہ اس کا پڑوسی بھوکا رات گزار رہا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

صبح اور شام کے کھانے پر اکتفا کرنا اور ان کے درمیان کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ کے بھتیجے سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردوں اور بدہضمیوں کی شکایت کی۔ تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: صرف صبح اور شام کو کھانا کھا اور ان کے درمیان کچھ نہ کھا کیونکہ اس سے بدن خراب ہوتا ہے کیا تو نے خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ فرماتا ہے کہ ان (جنتیوں) کے لئے صبح و شام اس (جنت) میں کھانا موجود ہوگا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود میثمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت یعقوب علیہ

السلام کا منادی ہر صبح کو ایک فرسخ تک اعلان کیا کرتا تھا کہ جو شخص صبح کا کھانا کھانا چاہتا ہے وہ جناب یعقوبؑ کے پاس آئے۔ اور جب رات ہوتی تھی تو پھر اعلان کرتا تھا کہ جو شام کا کھانا کھانا چاہتا ہے وہ جناب یعقوبؑ کے پاس آئے۔ (ایضاً)

باب ۴۶

رات کا کھانا بالکل ترک کرنا مکروہ ہے اگر چہ ایک کیک یا ایک لقمہ یا ایک گھونٹ پانی کا ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدن کی (صحت کی) خرابی کی ابتداء رات کا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کا کھانا ترک کرنا بڑھاپے کا باعث ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سنیچر کی رات اور اتوار کے دن متواتر کھانا نہ کھائے تو اس سے وہ طاقت زائل ہو جاتی ہے جو چالیس دنوں تک واپس نہیں لوٹتی۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود بعض اہل اہواز سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جسم میں ایک رگ ہے جس کا نام "عشاء" ہے پس جب کوئی آدمی رات کا کھانا نہ کھائے تو وہ رگ ساری رات صبح تک اسے بد دعا دیتی ہے کہ خدا تجھے بھوکا پیاسا رکھے جس طرح تو نے مجھے بھوکا پیاسا رکھا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ رات کو کچھ کھایا جائے اگر چہ روٹی کا ایک لقمہ یا پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقی باسناد خود جابر بن عبداللہؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کا کھانا ترک نہ کرو۔ اگر چہ خشک خمیر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مجھے رات کا کھانا ترک کرنے سے اپنی امت کے بوڑھا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ رات کے کھانے میں شیخ و شاب (پیر و جوان) کے لئے قوت و طاقت ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کا کھانا نہ کھائے اس سے کچھ قوت اس طرح کم ہو جاتی ہے جو پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

رات کا کھانا نمازِ عشاء کے بعد کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انبیاءؑ کا رات کا کھانا نمازِ عشاء کے بعد ہوتا ہے۔ پس تم بھی رات کا کھانا ترک نہ کرو کیونکہ اس سے بدن خراب ہوتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن ابو علی اللہبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے حکیم رات کے کھانے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا کہ وہ تو اس سے منع کرتے ہیں! فرمایا: مگر میں (حکیم الٰہی ہو کر) تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں۔[1] (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود ثعلبہ سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کا کھانا دن کے کھانے سے زیادہ مفید ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۸

بوڑھے آدمی کیلئے بالخصوص رات کا کھانا ترک کرنا سخت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن جناح سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو پھر رات کا کھانا بالکل ترک نہ کرے کیونکہ یہ بات نیند کے لئے آرام دہ اور باعث خوشبوئے دہن ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ضریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بزرگ آدمی کو چاہیئے کہ رات کا کھانا ترک نہ کرے اگرچہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔ (الفروع)

۳۔ برقی باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک رات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ فرمایا: اے مفضل! قریب آ اور کھا! میں نے

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی ضرر و زیاں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا فرمان حکماءِ یونان کے کلام پر بہر حال مقدم ہے۔ کیونکہ ان کے علم و کلام کا مبداء علم الٰہی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

عرض کیا کہ میں کھانا کھا چکا ہوں! فرمایا: قریب آ اور کھا کیونکہ جب آدمی بوڑھا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جب سوئے تو اس کے پیٹ میں تازہ طعام موجود ہو۔ چنانچہ میں قریب گیا اور کچھ کھایا۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی سن رسیدہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نہ سوئے جب تک اس کا پیٹ طعام سے پُر نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن شعبہ نقل کرتے ہیں کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدمی کی عمر تیس سال سے زیادہ ہو جائے تو وہ ''کہل'' (ادھیڑ عمر) ہوتا ہے اور جب چالیس سال سے زیادہ ہو جائے تو ''شیخ'' (بوڑھا) ہوتا ہے۔ (تحف العقول)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ و ۴۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۹

کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوحمزہ! کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھونا فقر و فاقہ کو پگھلا دیتے ہیں راوی نے عرض کیا کہ یعنی اسے لے جاتے ہیں؟ فرمایا: اسے پگھلا[1] دیتے ہیں؟ (الفروع، العلل، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوعون بجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ ہو تو جب کھانے آئے تو ہاتھوں کو دھوئے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا فقر کو دفع کرتا ہے اور بعد میں دھونا غم کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

---

[1] بعض نسخوں میں ''یذھبان بالفقر'' موجود ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابونصر کے نسخہ میں ''یذیبان الفقر'' موجود تھا۔ اور بظاہر امام علیہ السلام کے لفظ ''یذیبان الفقر'' پر زور دینے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''ایذاب'' جس کے معنی پگھلانے کے ہیں وہ اپنے مقصد پر دلالت کرنے میں ''اذھاب'' جس کے معنی لے جانے کے ہیں سے زیادہ ظاہر ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ نیز باسنادخود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کو دھوئے وہ وسعت مالی میں زندگی بسر کرتا ہے اور جسمانی بیماری سے محفوظ رہتا ہے (کیونکہ اس طرح جراثیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المحاسن)

٦۔ نیز باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا زندگی کو بڑھاتا ہے، کپڑوں سے چکناہٹ کو دور کرتا ہے اور آنکھوں کو جلا بخشتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۷۔ جناب برقیؒ باسنادخود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا بدنی شفا وصحت اور رزق میں برکت کا باعث ہے۔ (المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ان روایات میں جو لفظ وضو موجود ہے اس سے کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا مراد ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام سے فرمایا۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

مستحب ہے کہ کھانے سے پہلے میزبان سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد سب سے آخر میں دھوئے اور یہ کہ ہاتھ دھلانے کی ابتداء پہلے دھونے میں دائیں طرف سے کی جائے اور دوسرے دھونے میں بائیں طرف سے کی جائے یا ابتداء اس کی جائے جو دروازہ کی دائیں جانب ہے اگرچہ غلام ہی ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن عجلان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا آغاز میزبان کرے تاکہ دوسرے نہ شرمائیں اور جب فارغ ہو چکیں تو ہاتھ دھونے کا آغاز دروازے کی دائیں جانب والے سے کیا جائے آزاد ہو یا غلام! (الفروع، العلل)

۲۔ جناب برقی باسناد خود روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کھانے سے فارغ ہو جائیں تو ہاتھ دھونے کی ابتداء اس سے کی جائے جو میزبان کی بائیں جانب بیٹھا ہے اور سب سے آخر میں میزبان ہاتھ دھوئے کیونکہ اسے ہی صبر کرنا زیبا ہے۔ اور اس وقت چاہے تو تولیہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔ (المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے میرے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا تو آپؑ صدرِ مجلس میں تشریف فرما تھے جب (ہاتھ دھلانے کیلئے) طشت لایا گیا اور ان کے ہاتھ دھلانے کی کوشش کی گئی تو آپؑ نے فرمایا: اس سے آغاز کرو جو تمہاری دائیں جانب موجود ہے۔ (الفروع)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صاحب منزل کھانے کی ابتداء کرے، سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد سب سے آخر میں دھوئے۔ (قرب الاسناد)

باب ۵۱

ایک ہی برتن میں ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن ثابت سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک ہی برتن میں ہاتھوں کو دھوؤ اس طرح تمہارے اخلاق عمدہ ہوں گے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم چند آدمیوں نے ایک رات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں رات کا کھانا کھایا امام علیہ السلام نے ہاتھ دھونے کیلئے پانی منگوایا اور فرمایا: آؤ۔ تاکہ آج رات ہم مشرکین کے طریقہ کی خلاف ورزی کریں اور سب اکٹھے ہاتھ دھوئیں۔ (المحاسن)

باب ۵۲

جب کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جائیں تو (انہیں خشک کرنے کیلئے) تولیہ استعمال کرنا جبکہ پہلے تولیہ استعمال نہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ کھانے سے پہلے جب ہاتھ دھوتے ہیں تو تولیہ استعمال نہیں کرتے تھے اور کھانے کے

بعد جب ہاتھ دھوتے تھے تو پھر تولیہ استعمال کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانے کے لئے ہاتھ دھوؤ تو تولیہ استعمال نہ کرو۔ کیونکہ جب تک ہاتھوں میں تری باقی رہتی ہے تب تک کھانے میں برکت باقی رہتی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

اس تولیہ کے ساتھ ہاتھ صاف کرنا مکروہ ہے جس کے ساتھ کچھ طعام لگا ہوا ہو جب تک کوئی چوس نہ لے اور چکناہٹ والے تولیہ کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کھانے کے احترام کی خاطر اس تولیہ سے ہاتھ صاف کرنے کو ناپسند فرماتے تھے جس کے ساتھ کچھ کھانا لگا ہوا ہو۔ جب تک آدمی یا کوئی بچہ اسے چوس نہ لے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چکناہٹ والا تولیہ گھر میں نہ رکھا کرو۔ کیونکہ وہ شیطان کی پناہ گاہ ہوتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوقؒ علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: بچوں کو چکناہٹ سے صاف کر دیا کرو۔ کیونکہ شیطان چکناہٹ کو سونگھتا ہے جس سے بچہ سونے میں ڈر جاتا ہے اور اس سے دونوں فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے۔ (الخصال)

باب ۵۴

کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے جائیں تو ان سے منہ، اور دونوں آبروؤں کو مس کرنا اور یہ ورد کرنا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُحْسِنِ الْمُجْمِلِ الْمُنْعِمِ الْمُفْضِلِ﴾ اور منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عقبہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہاتھ دھونے کے بعد چہرہ کا اس تری سے مسح کرنا چہرہ کی چھائیوں کو دور کرتا ہے اور رزق

میں اضافہ کا باعث ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود مفضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں آشوب چشم کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: آیا تو ایک عجیب بات چاہتا ہے؟ پھر فرمایا: کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے تو اس تری سے اپنے ابروؤں کو مس کر اور یہ ورد کر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُحْسِنِ الْمُجْمِلِ الْمُنْعِمِ الْمُفْضِلِ﴾۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے ایسا کیا تو اس کے بعد پھر کبھی میں آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوؤ۔ تو تولیہ سے خشک کرنے سے پہلے اس تری سے چہرہ اور دونوں آنکھوں کو مس کرو۔ اور اس وقت یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم انی اسئلک المحبۃ والزینۃ و اعوذ بک من المقت والبغضۃ﴾۔ (المحاسن)

باب ۵۵

کھانا کھلانے میں شیعوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود عمرو بن ابی المقدام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں اپنے ایک شیعہ کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤں تو یہ بات مجھے لوگوں کے ایک افق کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسند ہے۔ عرض کیا گیا کہ افق کس قدر ہوتا ہے۔ فرمایا: ایک لاکھ۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود وصافی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک برادر مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤں تو یہ بات مجھے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود صفوان بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو کھانا کھلاؤں یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر جائے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں اور اگر اپنے اصحاب (اہل ایمان) میں سے ایک شخص کو ایک درہم دوں تو یہ مجھے دس درہم خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے اور اگر اسے دس درہم دوں تو یہ مجھے سو درہم صدقہ دینے سے زیادہ محبوب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۶

کھانا کھانے کی ابتداء میں اور اس کے اثناء میں خدا کا نام لینا اور اس کی حمد وثنا کرنا مستحب ہے نہ کہ خاموش رہنا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کلیب اسدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کھانا کھانا چاہے اور ہاتھ نیچے کرے اور کہے ﴿بسم اللّٰہ و الحمد للّٰہ رب العالمین﴾ تو اس سے پہلے کہ لقمہ اس کے پیٹ میں جائے خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صبح اور شام کا کھانا (تمہارے سامنے) رکھا جائے تو کہو ﴿بسم اللّٰہ﴾۔ اس وقت شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ باہر نکلو یہاں تمہارے رات کے کھانے اور شب باشی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اور جب آدمی بسم اللہ کہنا بھول جائے تو تب شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے آؤ کہ یہاں تمہارے رات کے کھانے اور شب باشی کا اہتمام ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص کھانے پر خدا کا نام لے تو اس سے کبھی اس نعمت کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ (الفروع، ثواب الاعمال، امالی، المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود حسین بن عثمان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانا کھاؤ تو اس کی ابتداء اور انتہا پر اللہ کا نام لو۔ کیونکہ جب بندہ کھانے سے پہلے اللہ کا نام لے تو پھر شیطان اس کے ساتھ نہیں کھاتا۔ اور جب خدا کا نام نہ لے تو پھر شیطان اس کے ہمراہ کھاتا ہے اور جب وہ اور شیطان کھا چکیں تو یہ خدا کا نام لے تو پھر شیطان قئے کر دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! کھانا کھانا چاہئے اور (خدا کی) حمد کرنی چاہئے اور کھانا کھاتے وقت (ذکر خدا سے) خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب محمد بن علی بن عثمان کراجکی اپنی کتاب کنز الفوائد میں نقل کرتے ہیں کہ ایک بار ابو حنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ کھانا کھایا۔ جب امام علیہ السلام کھانے سے ہاتھ اٹھا چکے (فارغ ہو چکے) تو فرمایا: ﴿الحمد للّٰہ رب العالمین اللّٰھم ھذا منک و من رسولک!﴾ (ہر قسم کی تعریف خدا کے لئے جو

عالمین کا پالنہار ہے) اے اللہ! یہ تیری اور تیرے رسولؐ کے طرف سے ہے)۔ اس پر ابوحنیفہ نے کہا: اے ابو عبداللہؑ! آپؑ نے (پیغمبرؐ کو) خدا کے ساتھ شریک قرار دے دیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: افسوس ہے تم پر خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اور کوئی عیب جوئی نہیں کی سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا ہے)۔ اور ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ اگر وہ خدا و رسولؐ کی عطا پر راضی ہو جاتے اور کہتے کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور عنقریب خدا اور اس کا رسولؐ اپنے فضل سے ہمیں عطا کریں گے (تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی)۔ اس پر ابوحنیفہ نے کہا: بخدا گویا میں نے کبھی ان آیات کو پڑھا ہی نہ تھا۔[1]

(کنز الفوائد کراجکی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہے اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

کھانا کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا اور اس کے اختتام پر خدا کی حمد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو اسے چار ہزار فرشتے گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس جب بندہ اللہ کا نام لیتا ہے (بسم اللہ پڑھتا ہے) تو وہ کہتے ہیں اللہ تمہیں اس کھانے میں برکت عطا فرمائے۔ اور پھر شیطان سے کہتے ہیں کہ اے فاسق یہاں سے نکل جا۔ تجھے ان پر کوئی قابو نہیں ہے۔ اور جب فارغ ہوں اور کہیں: ﴿الحمد للہ﴾۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے نعمت سے نوازا اور انہوں نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا۔ اور جب کھانے والے خدا کا نام لینا بھول جائیں تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں: اے فاسق تو قریب آ اور ان کے ہمراہ کھا۔ اور جب دسترخوان اٹھا لیا جائے اور لوگ اپنے خدا کا نام نہ لیں (اور اس کی حمد نہ کریں) تو فرشتے کہتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے نعمت سے

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اولاً تو یہ روایت مرسل اور مقطوع السند ہونے کی وجہ سے قابل وثوق نہیں ہے اور ثانیاً یہ استدلال ظواہر الفاظ پر مبنی ہے اور قناعتی ہے ورنہ حقیقت الامر یہ ہے کہ یہاں "اغنا" (غنی کرنے) اور "ایتاء" (عطا کرنے) کی نسبت خدا کی طرف حقیقی ہے کہ وہی مالدار بنانے والا اور روزی عطا فرمانے والا ہے۔ اور رسولؐ کی طرف ان امور کی نسبت مال غنیمت وغیرہ دینے کی وجہ سے مجازی ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت ہماری کتاب "اصول الشریعہ" اور ہماری تفسیر "فیضان الرحمٰن" میں دیکھی جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نوازا مگر وہ اپنے پروردگار کو بھول گئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المحاسن)

واضح رہے کہ المحاسن میں چار ہزار کی بجائے چار فرشتے وارد ہے)۔

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دسترخوان بچھایا جائے تو کہہ: ﴿بسم اللّٰہ﴾۔ اور جب کھانا کھائے تو کہہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ﴾ اور جب دسترخوان اٹھایا جائے تو کہہ: ﴿الحمد للّٰہ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود ابی خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کی ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ اسی اثناء میں دسترخوان بچھایا گیا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اس کی حد یہ ہے کہ جب بچھایا جائے تو اللہ کا نام لیا جائے (بسم اللہ پڑھی جائے) اور جب اٹھایا جائے تو اس کی حمد کی جائے (الحمد للہ کہا جائے)۔ اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے اور جو کچھ دوسرے شخص کے سامنے موجود ہے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ نیز باسنادِ خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانے پر اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) اور جب فارغ ہو تو کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ﴾۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کو (کھانے کیلئے) اکٹھا کرے اور دسترخوان بچھائے اور کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام لیں اور اس کے اختتام پر اس کی حمد کریں تو دسترخوان کے اٹھائے جانے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن ہلال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کے فرستادے جناب خلیل خدا کے پاس آئے اور وہ بھونا ہوا بچھڑا ان کے لئے لائے اور کہا کہ کھاؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک آپؑ یہ نہ بتائیں کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ جب کھانا شروع کرو تو کہو: بسم اللہ۔ اور جب ختم کرو تو کہو: الحمد للہ۔ (علل الشرائع)

۷۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جب کھانا کھانے لگو تو کہو: بسم اللہ۔ اور جب فارغ ہو تو کہو: الحمد للہ۔ جب ایسا کرو گے تو تمہارے دونوں محافظین (کراماً کاتبین) برابر

تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم دسترخوان اٹھالو گے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور آئندہ کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائینگی جو بظاہر اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے اور شاید وہ سنت مؤکدہ پر محمول ہیں۔

باب ۵۸

جو شخص کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اسے یاد آئے تو یوں کہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ﴾ اور کھانا کھانے والی ایک جماعت ہو تو جب ایک شخص بسم اللہ پڑھ لے تو دوسروں کی طرف سے کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤدؒ بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بسم اللہ والی حدیث میں راوی کے اس سوال کہ "اگر میں بسم اللہ کا پڑھنا بھول جاؤں تو؟" کے جواب میں فرمایا: (جب یاد آئے) تو کہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ﴾۔

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو (کھانے والوں میں سے) ایک شخص بسم اللہ پڑھ لے تو وہ ان سب کی طرف سے کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص ہر قسم کے کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے وہ صرف ایک بار کہہ دے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ﴾۔ (الفقیہ)

باب ۵۹

کھانے کے آغاز اور اختتام پر منقولہ دعا کا پڑھنا اور کھانے کی خواہش پر خدا کی حمد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام پڑھا کرتے تھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الذی اشبعنا فی جائعین و اروانا فی ظامین و آوانا فی ضاحین و حملنا فی راجلین و آمننا فی خائفین و اخدمنا فی

عانین﴾۔(الفروع،المحاسن)

۲۔ نیز باسنادخودسکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی گھر والوں کے ہاں کھانا کھاتے تھے تو ان کو دعا دیتے ہوئے فرماتے تھے: ﴿طعم عندکم الصائمون و اکل طعامکم الابرار و صلّت علیکم الملائکۃ الاخیار﴾۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود احمد بن الحسن میثمی سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب ان کے سامنے دسترخوان رکھا جاتا تھا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿سبحانک اللّٰھم ما احسن ما تبتلینا اللّٰھم ما اکثر ما تعطینا سبحانک ما اکثر ما تعافینا اللّٰھم اوسع علینا و علٰی فقراء المؤمنین و المسلمین﴾۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسنادخود ابو یحییٰ صنعانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے کھانا رکھا جاتا تھا تو آپؑ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اللّٰھم ھذا من منک و فضلک و عطائک فبارک لنا فیہ و سوغناہ و ارزقنا خلفا انا اکلنا و ربّ محتاج الیہ رزقت فاحسنت اللّٰھم اجعلنا من الشاکرین﴾۔اور جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿الحمد للّٰہ الذی حملنا فی البر و البحر ورزقنا من الطیبات و فضّلنا علی کثیر ممن خلق تفضیلا﴾۔(ایضاً)

۵۔ نیز باسنادخود ابراہیم بن مہزم سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اللّٰھم اکثرت و اطبت و بارکت و اشبعت و ارویت. الحمد للّٰہ الذی یطعم ولا یطعم﴾۔(ایضاً)

۶۔ نیز باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں کھانا کھایا میں گن نہیں سکا کہ آپؑ نے کتنی بار پڑھا: ﴿الحمد للّٰہ الذی جعلنی اشتھیہ﴾۔(ایضاً)

۷۔ نیز باسنادخود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے ہمیں کھانا کھلایا۔ پھر ہم نے ہاتھ اٹھائے اور میں نے کہا: ﴿الحمد للّٰہ﴾۔اس پر امام علیہ السلام نے کہا: ﴿اللّٰھم لک الحمد بمحمد رسولک لک الحمد اللّٰھم لک الحمد صل علٰی محمد و علٰی اھل بیتہ﴾۔(ایضاً)

۸۔ نیز باسنادخود یونس بن ظبیان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر تھا کہ رات کے کھانے کا وقت ہوگیا۔ تو میں جانے کے لئے اٹھنے لگا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوعبداللہ بیٹھ جا۔ پس میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ دسترخوان بچھایا گیا۔ اس وقت امام علیہ السلام نے بسم اللہ پڑھی۔ اور جب (کھانے سے) فارغ ہوئے تو کہا: ﴿الحمد للّٰہ ھذا منک و من محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ﴾۔ (ایضاً)

۹۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب کھانا کھا چکتے تھے تو یوں حمد خدا کرتے تھے: ﴿الحمد للّٰہ الذی اطعمنا و سقانا و کفانا و ایدنا و آوانا و انعم علینا و افضل الحمد للّٰہ الذی یُطعِم ولا یُطعَم﴾۔ (المحاسن، الفقیہ)

باب ۶۰

کہنہ کو تازہ کے ہمراہ کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود دارم بن قبیصہ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایت کرتے تھے کہ آپ کھجور کے شگوفہ اور اس کی گوند کو تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ابلیس (خدا اس پر لعنت کرے) کو سخت غصہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ فرزند آدم اب تک زندہ ہے یہاں تک کہ پرانے کو نئے کے ساتھ ملا کر کھاتا ہے۔ (عیون الاخبار)

باب ۶۱

(کھانے کے) ہر برتن اور ہر قسم و رنگ کے کھانے پر اور جب بھی کھانے کی طرف عود کیا جائے (بلکہ) ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کھانے پر بسم اللہ کس طرح پڑھوں؟ فرمایا: جب (کھانے کے) مختلف برتن ہوں تو ہر برتن پر بسم اللہ پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس تکلیف کی شکایت کی جو مجھے کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تو نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ عرض کیا کہ میں بسم اللہ پڑھتا ہوں پھر بھی کھانا مجھے تکلیف دیتا ہے۔ فرمایا: جب بسم اللہ کو لوگوں سے کلام کرکے قطع کردو تو

جب پھر کھانے کی طرف لوٹو تو بسم اللہ پڑھتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: اسی وجہ سے طعام تمہیں ضرر پہنچاتا ہے۔ جب تم کھانے کی طرف لوٹے تھے اگر اس وقت بسم اللہ پڑھ لیتے تو وہ تمہیں نقصان نہ پہنچاتا۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کھانے پر بسم اللہ پڑھے اسے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس پر ابن کوا (منافق) نے کہا: کل رات میں نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا مگر اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اس پر آپؑ نے فرمایا: اے لئیم! شاید تو نے کئی قسم کا کھانا کھایا ہے اور بعض پر بسم اللہ پڑھی ہے اور بعض پر نہیں پڑھی۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۴۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود عبداللہ ارجانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے کبھی بدہضمی کی شکایت نہیں ہوئی کیونکہ میں نے جب بھی کوئی لقمہ منہ میں ڈالنے کیلئے اٹھایا تو پہلے بسم اللہ پڑھی ہے۔ (المحاسن)

باب ۶۲

گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا مستحب ہے اگرچہ روٹی یا نمک ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسنادِ خود حسین بن نعیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کو چاہیئے کہ جب تک کچھ کھا نہ لے تب تک (سفر پر) گھر سے نہ نکلے۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی کام کے لئے (گھر سے باہر) جانا چاہو تو نمک کے ساتھ روٹی کا ٹکڑا کھالو کہ یہ بات تمہارے لئے عزت اور قضائے حاجت کا باعث ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۳

جس شخص پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے پڑوسیوں کے لئے مستحب ہے کہ تین دن تک اس کے گھر (پکا پکایا) طعام بھیجنے کا انتظام کریں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب جعفر بن ابی طالب (طیارؑ) شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حکم دیا کہ تین دن تک اسماء بنت عمیس (زوجۂ جناب جعفرؑ) کے لئے طعام کا انتظام کریں۔ اور اپنی عورتوں کے ساتھ تین دن تک ان کے ہاں (تعزیت کیلئے) جائیں۔ پس اس بات سے یہ

سنت جاری ہوگئی کہ اہل مصیبت کیلئے تین دن تک طعام کا انتظام کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب دفن میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۴

کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہمارے لئے طعام منگواتے تھے اور کھانے سے پہلے ہمارے ہاتھ نہیں دھلاتے تھے۔ البتہ خادم کو حکم دیتے تھے جو کھانے کے بعد ہاتھ دھلاتا تھا۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص گوشت کھائے یا دودھ پئے آیا اس پر وضو کرنا لازم ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی ران کھائی تھی اور پھر نماز پڑھی تھی اور وضو نہیں کیا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود جناب ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بکری کی ران لائی گئی۔ اور آپؐ نے اس سے کچھ گوشت کھایا۔ پھر مؤذن نے ظہر کی اذان دی اور آپؐ نے نماز پڑھائی اور پھر عصر کی اذان دی اور آپؐ نے عصر کی نماز پڑھائی مگر پانی کو چھوا بھی نہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود شعیب عقرقوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ صبح کا کھانا کھایا۔ مگر امام علیہ السلام نے طعام سے پہلے یا اس کے بعد ہاتھ نہیں دھوئے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض اوقات دسترخوان بچھایا جاتا تھا۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے تھے کہ جس کے ہاتھ صاف ہیں اگر وہ نہ دھوئے تو اس کے کھانا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۵

ثرید (گوشت روٹی) کا اس کی چوٹی سے کھانا مکروہ ہے بلکہ اس کے اطراف سے کھانا اور سیر ہو کر کھانا اور کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ثرید کے سر (چوٹی) سے نہ کھاؤ بلکہ اس کے اطراف سے

کھاؤ۔ کیونکہ برکت اس کے سر میں ہے (لہٰذا برکت کو ختم نہیں کرنا چاہئے)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبد الاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ کھانا کھایا چنانچہ بھونی ہوئی مرغی اور حلوا لایا گیا۔ فرمایا: فاطمہ کے لئے ہدیہ بھیجا گیا ہے (جو آپ نے ہمیں بھیج دیا) پھر فرمایا: اے کنیز! ہمارا معروف طعام لے آ۔ چنانچہ وہ ثرید لے کر آئی جس میں سرکہ اور زیتون کا تیل شامل تھا۔ (المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں اجل واکرم ہے کہ اپنے مومن سے اس کے کھانے اور پینے کے بارے میں باز پرس کرے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ گوشت اور گھی باہم ملایا جائے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: کھا اور مجھے بھی (ایسا لذیذ کھانا) کھلا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵، ۲۷ اور ۲۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۶

اپنی جانب سے کھانا کھانا مستحب ہے نہ کہ کسی اور کے آگے سے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے تو اپنی جانب سے کھائے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ہر آدمی اپنی طرف سے کھائے اور دوسرے آدمی کے سامنے سے کچھ نہ اٹھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۳ و ۶۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

پیالہ کا صاف کرنا اور کھانے کے بعد انگلیوں کا چاٹنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کھانے کے) پیالے کو صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص پیالے کو صاف کرے تو گویا اس نے ایسا ایک پیالہ صدقہ کیا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا کھائے اور پھر ان انگلیوں کو چاٹے جن سے کھایا ہے تو خدائے عزوجل اس سے فرماتا ہے: اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹا کرتے تھے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

ہاتھ کے ساتھ اور وہ بھی تین انگلیوں سے یا سب سے کھانا مستحب ہے نہ کہ صرف دو انگلیوں سے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپؑ (کھانا کھاتے وقت) غلام کی طرح بیٹھتے تھے اور ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اور تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح کھاتے تھے اور جباروں کی طرح دو انگلیوں سے نہیں کھاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ مسواک عرض میں کرتے تھے اور تمام انگلیوں سے کھاتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۹

مکمل طور پر کھائے بغیر پھل فروٹ پھینک دینا مکروہ ہے۔ اور جب کھانا حاضر ہو تو سائل کو رد کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نادر خادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن غلاموں نے پھل

فروٹ کھایا اور پوری طرح نہ کھایا اور پھینک دیا اس پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! اگر تم شکم سیر ہو گئے تھے اور تمہیں کوئی ضرورت نہیں تھی تو دوسرے (محتاج لوگ) تو سیر نہیں ہوئے (لہٰذا پھینکنے کی بجائے) کسی محتاج کو کھلا دیتے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کھانا رکھا جائے اور کوئی سائل آ جائے تو اسے ہرگز خالی نہ لوٹاؤ۔ (المحاسن)

باب ۷۰

جب نماز کے اول وقت میں کھانا آ جائے تو پہلے کھانا مستحب ہے اگر اول وقت میں نہ آئے تو پھر پہلے نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ادھر نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے اُدھر کھانا بھی لگا دیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر نماز کا اول وقت ہے تو پھر پہلے کھانا کھائے اور اگر کچھ وقت گزر چکا ہے اور نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر پہلے نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

باب ۷۱

مومن کو لقمہ اور پانی اور حلوا پکڑوانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا کھلاتے تھے تو اسے لقمہ پکڑواتے تھے جو آپؐ کی آنکھوں کے سامنے موجود ہوتا تھا۔ اور جب پانی پیتے تھے تو دائیں جانب والے کو بھی پانی پلاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود نادر الخادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنا ایک جوزینہ[1] دوسرے پر رکھتے تھے (خود بھی کھاتے تھے اور) مجھے بھی پکڑواتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوداؤد رقی سے اور اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں موصوفہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک خاص حلوا تیار کیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت پیش کیا جبکہ

[1] یہ جوزینہ کا معرب جس سے مراد ایک مخصوص قسم کی مٹھائی ہے جو کھانڈ اور بادام سے بنائی جاتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آپؑ کھانا کھا رہے تھے تو میں نے وہ حلوا آپؑ کے سامنے رکھ دیا اور امام علیہ السلام نے (خود بھی کھایا) اور اپنے اصحاب کو بھی لقمے پکڑوائے اور آپؑ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو اپنے (برادر) مومن کو مٹھائی کا لقمہ کھلائے تو خدا اس سے قیامت کی تلخی کو دور فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۲

کھانے میں سے جو کچھ صحراء میں گر جائے اگر بکری کی ران ہی کیوں نہ ہو اس کا چھوڑ دینا اور اگر گھر میں گرے تو اس کا اٹھانا (اور کھانا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں کھانا کھا رہا ہو۔ اور اس سے کچھ گر جائے تو اسے اٹھالے اور جو صحراء میں یا گھر سے باہر کھائے اور کچھ گر جائے تو اسے پرندوں اور درندوں کے لئے چھوڑ دے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ولید کرمانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے سامنے کھانا کھایا یہاں تک کہ جب میں فارغ ہو چکا اور دسترخوان اٹھا لیا گیا تو غلام نے ان ٹکڑوں کو اٹھانا شروع کیا جو کھانے سے گرے تھے۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جو کچھ صحراء میں (روٹی کا ریزہ) گرے اسے چھوڑ دو اگرچہ بکری کی ران ہی ہو...... اور جو کچھ گھر میں گرے اسے تلاش کر اور چن لے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۳

جمعہ کے دن اہل و عیال کے لئے گوشت اور پھل فروٹ لے آنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے ہر جمعہ کو کوئی عمدہ چیز لاؤ۔ جیسے پھل فروٹ یا گوشت تاکہ وہ جمعہ کے آنے سے خوش ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۷۴

کھانا کھانے کے بعد چت لیٹنا اور دائیں پاؤں کا بائیں پاؤں پر رکھنا مستحب ہے اور کھاتے وقت کپڑوں پر تولیہ کا رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانا کھا چکو تو چت لیٹ کر اپنا دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے میرے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا تو ان کے پاس تولیہ لایا گیا تا کہ اسے اپنے کپڑوں پر ڈال لیں۔ مگر آپؑ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔[1] (المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا کہ جب دوپہر کا کھانا کھا چکے تو چت لیٹ گئے۔ اور اپنا دایاں پاؤں اپنے بائیں پر رکھ دیا۔ (ایضاً)

باب ۷۵

مؤمن کی دعوت (طعام) کو قبول کر کے اس کے ہاں کھانا کھانا مستحب ہے اگرچہ آدمی کو مستحبی روزہ ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادِ خود حسین بن حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارا (دینی) بھائی تمہیں (دعوتِ طعام دیتے ہوئے) کہے کہ میرے ہاں کھانا کھاؤ جبکہ تم روزہ سے ہو تو پھر کھا۔ اور اسے قسم دینے پر مجبور نہ کر۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تو اپنے بھائی کے گھر میں داخل ہو (اس کا مہمان بنے) تو اس کے ساتھ تیرا کوئی حکم نہیں (چلے گا) بلکہ میزبان کا حکم چلے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب صائم میں گزر چکی ہیں۔

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس سے کراہت کا ثابت کرنا مشکل ہے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷۶

گھر میں دسترخوان سے جو ریزے گرتے ہیں اگرچہ وہ تِل کے برابر ہی کیوں نہ ہوں ان کا ڈھونڈنا اور بقصد شفا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن صالح خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردِ کمر کی شکایت کی؟ فرمایا: دسترخوان سے جو ریزے گرتے ہیں ان کو کھا۔ راوی نے بیان ہے کہ جب میں نے ایسا کیا تو میرا درد دور ہوگیا۔ ابراہیم (اس روایت کے ایک راوی) بیان کرتے ہیں کہ میری بھی دائیں بائیں جانب میں درد تھا تو جب میں نے ریزے کھائے تو مجھے بھی اس سے فائدہ ہوا۔ (الفروع، المحاسن)

۱۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کچھ (ریزے) دسترخوان سے گرتے ہیں وہ (اکٹھے کرکے) کھاؤ۔ کیونکہ وہ باذن اللہ ہر اس شخص کے لئے جو ان سے شفاء حاصل کرنا چاہے ہر بیماری سے باعث شفا ہیں۔ (ایضاً)

نیز باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ اپنے والد (وھب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں کھانا کھایا پس جب دسترخوان اٹھالیا گیا تو امام علیہ السلام نے وہ ریزے جو اس سے گرے تھے چنے اور کھائے پھر فرمایا کہ یہ فقر کو دور کرتے ہیں اور اولاد کو زیادہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبداللہ ارجانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپؑ کھانا تناول فرما رہے تھے اور میں نے دیکھا کہ جو کچھ (ریزے) تِل کی طرح دسترخوان سے گرتے تھے آپؑ ان کو تلاش کرکے اکٹھا کرتے جاتے تھے! میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ یہ ریزے اکٹھے کر رہے ہیں؟ فرمایا: یہ تمہارا رزق ہے۔ اسے کسی اور کے لئے نہ چھوڑو۔ (پھر فرمایا) ان میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ دسترخوان سے (ریزے) گرتے ہیں یہ حور العین کا حق مہر ہے۔ (عیون الاخبار وصحیفۃ الرضا)

۶۔ جناب برقی باسناد خود ابو اسامہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں

دسترخوان سے چھوٹے سے ریزے کو اٹھاتا ہوں تو خادم ہنستا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۷

جو کوئی آدمی روٹی کا کوئی ٹکڑا یا کھجور کا کوئی دانہ پائے اس کے لئے مستحب ہے کہ اسے اٹھائے اور کھائے اور اگر کسی گندی جگہ پر ملے تو پھر مستحب ہے کہ اسے (پہلے) دھوئے اور (پھر) کھائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے روٹی کے ٹکڑے اور کھجور کے ایک دانے کے بارے میں فرمایا کہ وہ زمین میں پڑے ہوتے ہیں اور ایک انسان انہیں اٹھاتا ہے...... اور کھاتا ہے تو وہ ابھی اس کے پیٹ میں قرار نہیں پکڑتے کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روٹی کا کوئی ٹکڑا کہیں پائے اور اسے کھائے تو اس کیلئے ایک نیکی ہے اور جو اسے کسی گندی جگہ پر پائے اور اسے اٹھائے اور پاک کرے (اور پھر کھائے) تو اس کیلئے ستر نیکیاں ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روٹی کا کوئی ٹکڑا یا کھجور کا کوئی دانہ پائے اور اسے کھا جائے تو وہ اس کے پیٹ سے الگ نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ (امالی شیخ صدوق، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آدابِ خلوت میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۸

اگر انگلیوں پر سالن لگا ہوا ہو تو ان کا چاٹنا مستحب ہے اور روٹی اور اس جیسی کسی (قابل احترام) چیز سے استنجا کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن شمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: میں سالن کی وجہ سے اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا خادم یہ خیال نہ کرے کہ یہ حرص و لالچ کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے (بلکہ احترام طعام کی وجہ سے ہے پھر) فرمایا: ایک قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے وافر نعمتوں سے نوازا تھا اور وہاں نہریں بھی جاری تھیں مگر انہوں نے (اس طرح کفرانِ نعمت کیا کہ) گندم کے خالص آٹے کی روٹیاں پکائیں اور ان سے اپنے بچوں کا استنجا کرنے لگے حتیٰ کہ ان روٹیوں کا پہاڑ کی طرح ڈھیر لگ گیا۔ ایک دن ایک نیکوکار آدمی وہاں سے گزرا اور اس نے ایک عورت کو اپنے بچے کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا: افسوس ہے تم پر اللہ سے ڈرو۔ کہیں اللہ تعالیٰ (غضبناک ہوکر) تمہاری ان نعمتوں کو تبدیل نہ کردے۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ آپ ہمیں بھوک سے ڈراتے ہیں حالانکہ ہماری نہریں جاری ہیں ہمیں بھوک کا کیا خوف ہے؟ پس خدا ان پر غضبناک ہوا۔ اور نہروں کو کمزور کردیا اور بارش کا برسانا بند کردیا اور زمین سے نباتات اگانا بند کردیا۔ نتیجتاً وہ اس قدر کمزور ہوگئے کہ وہ (ان گندی روٹیوں کا) پہاڑ کھانے پر مجبور ہوگئے۔ اور وہ بھی ترازو پر تول تول کر۔[1] (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۹

روٹی، گندم، جو کا احترام واجب ہے۔ اور ان کی اہانت کرنا اور پاؤں سے روندنا اور دسترخوان پر پاؤں رکھنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: روٹی کا احترام کرو کیونکہ اس میں عرش سے لے کر فرش تک اور زمین سے لے کر اس کی بہت سی مخلوق تک بہت چیزوں نے کام کیا ہے تب روٹی پک کر تیار ہوئی ہے (پھر فرمایا) تم سے پہلے دانیالؑ نامی ایک نبی گزرے ہیں انہوں نے گھاٹ والے کو ایک روٹی دی تاکہ وہ

---

[1] سچ ہے کہ ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

نعوذ باللہ من الحوز بعد الکور۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اسے لے کر ان کو گزارے۔ اس نے روٹی کو پھینک کر کہا: میں روٹی کو لے کر کیا کروں گا یہ تو ہمارے ہاں اس قدر ہیں کہ ان کو پاؤں سے روندا جاتا ہے۔ جب جناب دانیالؑ نے یہ دیکھا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا: اے اللہ! تو روٹی کا احترام کر۔ اس شخص نے جو کچھ کہا اور کیا ہے تو نے دیکھا اور سنا ہے! پس خدا نے بارش کو وحی کی کہ رُک جا اور زمین کو وحی کی کہ ٹھیکری کی طرح پکی ہو جا۔ پس جب بارش رک گئی اور زمین نے فصل اگانی چھوڑ دی تو ان لوگوں کا فقر و فاقہ اس حد تک بڑھا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا جبکہ ان کا ایک بیٹا تھا کہ آج میں اور تو مل کر میرا بیٹا کھائیں اور پھر جب بھوک لگے گی تو پھر تیرا بیٹا کھائیں گی چنانچہ انہوں نے مل کر اس کا بیٹا کھا لیا۔ اور جب پھر بھوک لگی تو حسب وعدہ اس عورت نے دوسری عورت کا بیٹا کھانے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا: چلو اللہ کے نبی دانیالؑ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرتی ہوں (چنانچہ ان عورتوں نے اپنا ماجرا بیان کیا)۔ جناب دانیال علیہ السلام نے فرمایا: کیا نوبت اس حد تک پہنچ گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں بلکہ اس سے بھی سخت تر! تب جناب دانیال علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا: یا اللہ! اب اپنا فضل و کرم لوٹا اور گھاٹ والے آدمی اور اس جیسے لوگوں کے گناہ کی سزا بچوں اور دوسرے اچھے لوگوں کو نہ دے۔ تب خدا نے بارش کو برسنے اور زمین کو فصلیں اگانے کا حکم دیا۔ پس اب چھوٹے بچوں کی وجہ سے ان پر اپنا رحم و کرم کر دیا۔ (الفروع)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارا ایک ساتھی ہے جس کی چھت پر گندم اور جو موجود ہے جسے وہ پاؤں سے روندتا ہے اور ان پر نماز بھی پڑھتا ہے۔ (یہ سن کر) امام علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اگر وہ ہمارے اصحاب میں سے نہ ہوتا تو میں اس پر لعنت کرتا۔ (دوسری روایت میں وارد ہے کہ فرمایا: آیا وہ اپنے لئے ایک جاء نماز نہیں بنا سکتا جس پر نماز پڑھے؟)۔ (المحاسن)

۳۔ مفسر عیاشی باسناد خود حفص بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ ان کے لئے جب (وافر مقدار میں) طعام لایا جاتا تھا تو وہ اس سے تصویریں بنایا کرتے تھے اور ان سے استنجا کرتے تھے انجام کار خدا نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ وہ انہی تصویروں کو صاف کر کے ان کے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ یہ ہے اس ارشاد خداوندی کا مطلب ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً...... الآية﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے

بعد (باب ۸۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۰

اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کرتے ہوئے عمدہ غذاؤں کا کھانا ترک کرنا حتیٰ کہ آٹا نہ چھاننا اور عجمیوں کے لذیذ کھانے ترک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کیلئے آٹا نہیں چھانا جاتا تھا۔ یہ امت برابر خیر وخوبی کے ساتھ رہے گی جب تک عجم والا لباس نہیں پہنے گی اور عجم والا کھانا نہیں کھائے گی۔ اور جب ایسا کرے گی تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کردے گا۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا میں داخل ہوئے تو ان کی خدمت میں ایک ایسا برتن پیش کیا گیا جس میں شہد ملا تازہ دودھ تھا آپؐ نے اس کے ایک یا دو گھونٹ پئے۔ اور پھر رکھ دیا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ اسے اس لئے نہیں پی رہے کہ یہ حرام ہے؟ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع وفروتنی کرتے ہوئے ترک کر رہا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں اعلیٰ قسم کے فالودہ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپؑ نے اس کی صفائی ستھرائی پر نگاہ ڈالی پھر اس میں اپنی انگلی رکھ کر دبائی جو اس کے نیچے تک چلی گئی پھر باہر نکالی اور فالودہ نہیں کھایا بلکہ صرف اپنی انگلی چاٹی اور فرمایا: حلال ہے پاکیزہ اور حرام نہیں مگر میں اپنے نفس کو (اس لذیذ غذا) کا عادی نہیں بنانا چاہتا جس کا اب تک اسے عادی نہیں بنایا (پھر فرمایا) اسے یہاں سے اٹھالو۔ چنانچہ لوگوں نے اسے وہاں سے اٹھالیا۔ (ایضاً)

۴۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب فالودہ پیش کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ہاتھ بڑھاؤ (یعنی کھاؤ) چنانچہ انہوں نے اپنے ہاتھ بڑھایا اور آپؑ نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا مگر پھر کھینچ لیا۔ اور فرمایا: مجھے یاد آیا کہ چونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہیں کھایا تو میں اس کا کھانا پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود ابن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کھانا کھا رہے تھے سرکہ اور زیتون (کے ساتھ) ایک سیاہ رنگ کے پیالہ میں جس کے وسط زرد

سیاہی سے قل ھواللہ احد لکھا ہوا تھا فرمایا: اے بزیع قریب آ۔ پس میں قریب گیا اور کھانا کھایا۔ پس جب روٹی ختم ہوگئی تو آپ نے پانی کے تین گھونٹ پئے۔ پھر برتن مجھے پکڑوایا اور باقیماندہ (پانی) میں نے پیا۔ (ایضاً)

۶۔ جناب حسن بن محمد دیلمی باسناد خود سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپؑ کے سامنے کچھ دودھ رکھا ہوا تھا جس کی کھٹاس کی بو میں محسوس کر رہا تھا اور ہاتھ میں (جو کی) ایک روٹی تھی جس پر چھان بورا کے اثرات نمایاں تھے۔ اور آپؑ اسے اپنے ہاتھ سے توڑ کر اس (دودھ) میں ڈالتے تھے (اور بھگو کر کھاتے تھے) مجھے دیکھ کر فرمایا: قریب آ اور ہمارا طعام کھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کو روزہ اس کے پسندیدہ کھانے سے روکے۔ تو خدا پر لازم ہے کہ اسے جنت کا کھانا کھلائے اور جنت کا مشروب پلائے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے فضہ سے کہا جو کہ آپؑ کے قریب کھڑی تھی کہ اے فضہ! افسوس ہے تمہارے لئے کیا آپ اس بزرگوار کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کہ اس آٹے کو چھان ہی لیا کریں۔ فضہ نے کہا کہ آپؑ ہی نے ہمیں پیشگی منع کر رکھا ہے کہ ہم ان کے لئے آٹا نہ چھانا کریں! آپؑ نے (میری سرگوشی سن کر) فرمایا: تو نے اس کو کیا کہا ہے؟ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپؑ نے فرمایا: میرے ماں باپ قربان ہو جائیں اس بزرگوار (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس کے لئے نہ کبھی آٹا چھانا جاتا تھا اور نہ جس نے کبھی تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی کھائی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بارگاہ میں بلا لیا۔ سوید کا بیان ہے کہ آپؑ جو کا دانہ دار آٹا ایک تھیلی میں رکھ کر اس پر مہر لگا دیتے تھے۔ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: اپنے ان دو بیٹوں (حسنین شریفینؑ) سے ڈرتا ہوں کہ کہیں اس میں گھی یا زیتون نہ ملا دیں۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔[1]

---

[1] ان روایات و واقعات کے پیش نظر کوئی کوتاہ اندیش یہ خیال نہ کرے کہ نصاریٰ کی رہبانیت کی طرح اسلام بھی ترک لذائذ کا علمبردار ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اسلام میں اچھا کھانا، اچھا پینا، اچھا پہننا اور اچھے مکان میں رہنا اور اچھی سواری پر سوار ہونا ممنوع نہیں ہے بلکہ ممدوح ہے ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (القرآن) ہاں اگر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی طرح اگر محض خدا کے لئے تو اضع کرنے اور مساکین کے برابر بود و باش رکھنے کی خاطر اگر کوئی ایسا کرے تو اچھا ہے برا نہیں ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸۱
پیالہ کے نیچے روٹی رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی پیالہ کے نیچے نہ رکھی جائے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا تو جب (سالن کا) ایک پیالہ لایا گیا جس کے نیچے روٹی تھی تو آپؑ نے فرمایا: روٹی کا احترام کرو یعنی پیالے کے نیچے نہ رکھو۔ اور فرمایا کہ غلام کو حکم دو کہ روٹی کو پیالہ کے نیچے سے نکال لے۔(ایضاً)

باب ۸۲
برتن کو رومال کے بغیر چھوڑنا مکروہ ہے اور سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے برتنوں کو رومال کے بغیر نہ چھوڑو۔ کیونکہ جب برتن نہ ڈھانکا جائے تو اس میں شیطان تھوکتا ہے اور اس میں سے جس قدر چاہتا ہے حاصل کرتا ہے۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مساکن میں) گزر چکی ہیں اور دوسرے حکم (سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کی حرمت) پر دلالت کرنے والی حدیثیں نجاسات اور اطعمۂ محرمہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۳
جب روٹی پہنچ جائے تو مستحب ہے کہ کسی اور چیز (سالن وغیرہ) کا انتظار نہ کیا جائے (بلکہ اسے کھانا شروع کر دیا جائے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی کا احترام کرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! اس کے احترام کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جب وہ آ جائے تو کسی اور چیز کا انتظار نہ کیا جائے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

روٹی کا پاؤں کے تلے روندنا جائز نہیں ہے اور اسے کاٹنا بھی نہیں چاہئے مگر یہ کہ سالن نہ ہو۔ تو پھر کاٹنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ (چھری کانٹے کی بجائے) اسے ہاتھ سے توڑا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی کو چھری سے نہ کاٹو۔ بلکہ اسے ہاتھ سے توڑو۔ اور عجم کی مخالفت کرو۔ (جو اسے چھری سے کاٹتے ہیں)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روٹی کا احترام کرو...... (یہاں تک کہ) فرمایا کہ اس کے احترام میں سے یہ بات بھی ہے کہ نہ اسے پاؤں کے نیچے روندا جائے اور نہ ہی اسے کاٹا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوعلی بن راشد سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب آپؑ کے لئے کوئی سالن نہیں ہوتا تھا تو روٹی کو چھری سے کاٹتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۸۵

روٹی کو سونگھنا مکروہ ہے۔ اور جب آ جائے تو گوشت کے آنے سے پہلے اسے کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روٹی کو اس طرح نہ سونگھو جس طرح درندے سونگھتے ہیں کیونکہ روٹی ایک بابرکت چیز ہے جس کے لئے خدا نے آسمان سے بارش برسائی ہے اور اس کے لئے اللہ نے (زمین سے) فصل اُگائی ہے اور اسی روٹی کی برکت سے تم نماز پڑھتے ہو، روزہ رکھتے اور اپنے پروردگار کے گھر کی حج کرتے ہو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارے لئے روٹی اور گوشت لایا جائے تو تم روٹی سے ابتداء کرو اور اس سے بھوک کی شدت کو پُر کرو۔ (کم کرو)۔ (الفروع)

باب ۸۶

روٹیاں چھوٹی چھوٹی پکانا اور ان کا اوپر کی طرف سے توڑنا اور آٹا خوب گوندھنا یہاں تک کہ خمیر چھوڑ جائے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی روٹیاں چھوٹی چھوٹی پکاؤ۔ کیونکہ ہر روٹی کے ہمراہ برکت ہوتی ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یعقوب بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ روٹی کو اوپر کی طرف توڑتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اپنے غلاموں کی آٹا اچھا نہ گوندھنے پر ملامت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس (عمدہ گوندھے ہوئے آٹے) سے روٹیاں زیادہ ہوتی ہیں۔(قرب الاسناد)

باب ۸۷

بازار میں کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں جامع بزنطی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سفلہ کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو بازار میں کھائے۔(السرائر)

۲۔ جناب شیخ طبرسیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بازار میں کھانا کمینگی ہے۔(مکارم الاخلاق)

ء مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ابواب التجارہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ بازار شیطانوں کے گھر ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ مقامات زمین کے بدترین حصے ہیں۔

باب ۸۸
چالیس دن تک گوشت نہ کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گوشت گوشت کو اُگاتا ہے اور جو اسے چالیس دن تک نہ کھائے اس کا اخلاق بگڑ جاتا ہے اور جس کا خلق بگڑ جائے تو اس کے کان میں اذان کہو۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۹
تازہ گوشت (کچا) کھانا مکروہ ہے جب تک آفتاب یا آگ اسے متغیر نہ کردے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ تازہ (کچے) گوشت کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: یہ درندوں کا طعام ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ (کچا) گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی ہے جب تک اسے آفتاب یا آگ متغیر نہ کر دے۔(الفروع، الفقیہ، المحاسن)

باب ۹۰
جس طعام کے کھانے سے ضرر وزیاں کا اندیشہ ہو اس وقت کون سی دعا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کے سامنے بھونا ہوا گوشت رکھا ہے۔ فرمایا: قریب آ اور کھا! میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! یہ میرے لئے مضر ہے! فرمایا: قریب آ، تا کہ میں تمہیں وہ کلمات بتاؤں کہ ان کی موجودگی میں کوئی خوفناک چیز ضرر نہ پہنچائے۔ فرمایا: کہہ ﴿بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ ملاء الارض والسماء الرحمن الرحیم الذی لا یضر مع اسمہ شیء ولا داء﴾ (پھر فرمایا) آ کر۔

ہمارے ساتھ دوپہر کا کھانا کھاؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۵۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۱

بہت گرم کھانے کا کھانا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو جائے یا اس کا کھانا ممکن ہو جائے اور اس وقت دوزخ کی آگ کو یاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن حکیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گرم کھانا لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: خداوند عالم ہمیں آگ نہیں کھلاتا (پھر فرمایا) اسے الگ کر دو یہاں تک ٹھنڈا ہو جائے چنانچہ اسے الگ کر دیا گیا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ موسم گرما میں ایک بار میں رات کے کھانے کے وقت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس آپؑ کی خدمت میں دسترخوان لایا گیا جس پر روٹیاں تھیں پھر ایک بڑا سا پیالہ لایا گیا جس میں ثرید اور گوشت تھا امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ قریب آ اور کھانا کھا۔ پس میں قریب ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور پھر یہ فرماتے ہوئے فوراً اٹھا لیا ﴿استجیر باللّٰہ من النار﴾ (میں آگ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں)۔ ﴿اعوذ باللّٰہ من النار...... اعوذ باللّٰہ من النار﴾۔ پھر فرمایا: جب اس (گرم طعام) کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر (جہنم کی) آگ کی کس طرح؟ جب ہم اس پر صبر نہیں کر سکتے تو پھر جہنم کی آگ پر کس طرح؟ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام برابر اسی قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا کھانا ممکن ہو گیا۔ پھر آپؑ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود سلیمان جعفری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گرم (کھانے میں) برکت نہیں اور اس میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسنادِ خود حبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ثرید لایا گیا۔ پس ہم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھائے تو دیکھا کہ وہ تو (بہت) گرم ہے۔ امام علیہ السلام نے

فرمایا: ہمیں گرم کھانا کھانے سے منع کیا گیا۔ رک جاؤ۔ کیونکہ خیر و برکت اس کے ٹھنڈے میں ہے۔ (ایضاً)

باب ۹۲

کھانے اور پانی میں پھونک مارنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں کھانے اور پینے کی چیز میں اور جائے سجدہ میں پھونک مارنے کی ممانعت فرمائی۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود بکار بن ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے پیالہ میں پھونک مارا تھا فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ اس وقت مکروہ ہے جس وقت وہاں کوئی دوسرا شخص موجود ہو اور وہ اسے ناپسند کرے۔ اور پھر آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی کھانے میں پھونک مارتا ہے تو؟ فرمایا: کیا اسی لئے نہیں مارتا کہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے؟ عرض کیا گیا کہ ہاں! فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۳

کھانے کی گرمی بالکل ختم ہونے سے پہلے کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہماری طرف کچھ گرم کھانا بھیجا اور فرمایا: بالکل ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھاؤ کہ وہ اچھا ہے۔ (المحاسن)

۲۔ نیز مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: نیم گرم میں برکت ہے۔ (ایضاً)

باب ۹۴

ہڈیوں کا گودا نکالنا اور انہیں بالکل صاف کرنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے اور دسترخوان پر گوشت کا چھری سے کاٹنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ہڈیوں کو بالکل صاف نہ کیا کرو۔ کیونکہ ان میں جنات کا بھی کچھ حصہ ہے اور اگر تم نے ایسا کیا تو گھر سے وہ کچھ چلا جائے گا جو اس سے بہتر ہوگا۔

(الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں ہڈی کو صاف کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دسترخوان پر گوشت کو چھری (سے کاٹنے) اور رگڑ سے منع فرمایا۔ (ایضاً)

باب ۹۵

کھانے کا آغاز اور اختتام نمک سے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کھانے کی ابتداء بھی نمک سے کرو اور اختتام بھی اسی سے کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے کھانے کا آغاز و اختتام نمک سے کرے تو اسے بہتر (۷۲) قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات حاصل ہوتی ہے جن میں جنون، جذام اور برص بھی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کھانے کا آغاز نمک سے کرو (پھر فرمایا) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ نمک میں کیا (فائدہ) ہے؟ تو اس کو تریاق مجرب پر ترجیح دیتے۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود جعفری سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ دسترخوان کبھی بابرکت نہیں ہوتا جس پر نمک نہ ہو۔ اور بدن کے لئے یہ بات صحت افزا ہے کہ کھانے کا آغاز نمک سے کیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود یعقوب بن یزید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کھانے کے پہلے لقمہ پر کچھ نمک چھڑکے اس سے اس کے چہرے کے سیاہ و سفید دھبے دور ہو جائیں

گے۔(الفروع)

۵۔ باسنادخود فروہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ (کھانے کی) ابتداء اور اس کا اختتام نمک سے کریں ورنہ (تکلیف کی صورت میں) وہ اپنی ہی ملامت کریں۔(ایضاً)

۶۔ جناب برقیؒ باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص (کھانے کی) ابتداء نمک سے کرے تو خداوند عالم اس سے ستر قسم کی بیماریاں دفع کرتا ہے بندے نہیں جانتے کہ وہ کیا ہیں؟(المحاسن)

۷۔ نیز باسنادخود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ کھانے کا آغاز اور اختتام نمک سے کرو۔ کیونکہ نمک میں ستر قسم کی بیماریوں کی شفاء ہے جن میں سے کمترین بیماری جنون، جذام، برص، حلق کا درد، دردِ دندان اور شکم کا درد ہے۔(ایضاً)

۸۔ نیز باسنادخود ابن ابی محمود سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کھانے کے پہلے لقمہ پر کچھ نمک چھڑکے وہ تونگری کا استقبال کرتا ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹۶

کھانے کا آغاز اور اختتام سرکہ سے کرنا یا ابتداء نمک سے کرنا اور اختتام سرکہ پر کرنا مستحب ہے اور روزہ دار کیلئے کس چیز پر روزہ افطار کرنا اور کس چیز کی سحری کھانا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم سرکہ سے اسی طرح کھانے کا آغاز کرتے ہیں جس طرح تم نمک سے کرتے ہو۔ اور سرکہ عقل کو مضبوط کرتا ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادخود محمد بن علی ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ خراسان میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر تھا کہ دسترخوان بچھایا گیا جس پر سرکہ بھی تھا اور نمک بھی مگر آپؑ نے سرکہ سے آغاز کیا۔ اس پر وہ شخص بولا: میں آپؑ پر قربان! آپؑ ہمیں تو حکم دیتے ہیں کہ ہم نمک سے آغاز کریں؟ امامؑ نے

فرمایا: یہ (سرکہ) بھی نمک کی مانند ہے اور سرکہ ذہن کو مضبوط کرتا ہے اور عقل میں اضافہ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سلیمان دیلمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل کھانے کا آغاز بھی سرکہ سے کرتے تھے اور اختتام بھی۔ مگر ہم آغاز نمک سے کرتے ہیں اور اختتام سرکہ پر۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنی امیہ کھانے کا آغاز سرکہ سے اور اختتام نمک پر کرتے ہیں مگر ہم (اہل بیتؑ) آغاز نمک سے کرتے ہیں اور اختتام سرکہ پر کرتے ہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ۔ اور باقی مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصوم میں گزر چکی ہیں۔ نیز کھانے کا آغاز اور اختتام بعض اور غذاؤں سے بھی مروی ہے۔ پس اِن اور اُن احادیث میں اس طرح جمع کی جائے گی کہ (۱) سب کو آغاز و اختتام میں اکٹھا کیا جائے گا، (۲) یا ان میں تخییر پر عمل کیا جائے گا، (۳) یا پھر نمک والی احادیث کو بوجہ ان کی شہرت و صراحت کے ابتداء حقیقی پر محمول کیا جائے گا اور باقی کو ابتداء اضافی پر اور یہی جمع اختتام کے معاملہ میں کی جائے گی و اللہ العالم۔

باب ۹۷

انگور کا دو دو دانے کر کے کھانا مستحب ہے۔ مگر بہت بوڑھے اور بچے کے لئے ایک ایک دانہ کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابوعکاشہ بن محصن (عالم اہل سنت) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امامؑ نے اسے انگور پیش کئے اور فرمایا: بوڑھا اور بچہ تو ایک ایک دانہ کر کے کھائے اور جسے اندیشہ ہو کہ اس کا پیٹ نہیں بھرے گا وہ تین تین چار چار دانے کھائے اور تو دو دو دانے کھا کہ یہ مستحب ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب انگور کھاؤ تو ایک ایک دانہ کر کے کھاؤ کیونکہ یہ بہت خوشگوار ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ان دو روایتوں میں (جو بظاہر مخالف ہیں) جمع اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آدمی کو اختیار دیا جائے کہ جس طرح چاہے کھائے یا گزشتہ والی تفصیل پر عمل کیا جائے۔ یا پھر اس طریقہ کو جواز پر محمول کیا جائے۔

باب ۹۸

ہر روز نہار منہ اکیس عدد سرخ رنگ کے خشک انگور کھانا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص نہار منہ سرخ رنگ کے اکیس عدد خشک انگور کھائے وہ مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمیشہ سرخ رنگ کے اکیس عدد خشک انگور کھائے وہ مرض الموت کے سوا کبھی بیمار نہیں ہوگا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸۲ از اطعمۂ مباحہ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۹۹

مستحب ہے کہ انار اکیلے کھایا جائے اور انار میں کسی اور کو شریک کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ ایک کے علاوہ ویسے شریک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن ابان کلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ دونوں بزرگوار فرما رہے تھے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا پھل نہیں ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انار سے زیادہ پسند ہو۔ اور بخدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اسے کھاتے تھے تو چاہتے تھے کہ اس میں کسی کو شریک نہ کریں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انار میں کسی کو شریک بنانے سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی چیز بری نہیں ہے۔ (فرمایا) ہر انار میں ایک جنتی دانہ ہوتا ہے۔ اور جب کوئی کافر انار کھائے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس دانہ کو اس سے چھین لیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مفضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی ایسا کھانا نہیں ہے جو میں کھاؤں گا مگر یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں کسی کو شریک کروں۔ سوائے انار کے کیونکہ کوئی انار ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں ایک دانہ جنتی ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ہشام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) انار لے کر چھت پر چڑھ جاتے تھے اور پھر تنہا کھاتے تھے اس اندیشہ کے تحت کہ کوئی دانہ نیچے نہ گر جائے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ انار کے کھانے میں کوئی آدمی ان کے ساتھ شرکت کرے۔ کیونکہ ہر انار میں ایک جنتی دانہ ضرور ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو کہ انار میں شرکت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰۰

انار کے دانوں کو اکٹھا کرنا اور سب کا کھانا اور اگر کوئی دانہ گر جائے تو اس کا اٹھانا اور کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب انار کھاتے تھے تو اس کے نیچے تولیہ بچھا دیتے تھے اور جب آپؑ سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ انار میں کچھ جنتی دانے ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ انار کو یہودی و نصرانی وغیرہ (کفار) بھی کھاتے ہیں؟ فرمایا: جب ایسا ہوتا ہے تو خداوند عالم ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو وہ دانہ چھین لیتا ہے تا کہ یہ لوگ اسے نہ کھائیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود یزید بن عبد الملک نوفلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپؑ کے ہاتھ میں ایک انار ہے۔ آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے معتب! اسے بھی ایک انار دے دے۔ کیونکہ مجھے انار میں کسی کو شریک بنانے سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے پچھنا لگوایا اور مجھے بھی پچھنا لگوانے کا حکم دیا۔ پھر ایک اور انار منگوایا (اور کھایا) اور فرمایا: اے یزید! جو مومن ایک پورا انار کھائے تو چالیس دن تک خداوند عالم شیطان کو اس کے دل کو آلودہ کرنے سے دور کر دیتا ہے اور جو دو انار کھائے تو خدا شیطان کو ایک سال تک اس کے دل کو آلودہ کرنے سے دور رکھتا ہے اور جس سے خدا شیطان کو دور رکھے وہ بندہ گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ نہ کرے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر انار میں ایک جنتی دانہ ضرور ہوتا ہے۔ پس جب اس سے کوئی دانہ اِدھر اُدھر ہو جائے تو اسے پکڑ لیا کرو اور جب یہ دانہ کسی شخص کے معدہ

میں داخل ہوتا ہے کہ اسے چالیس راتوں تک منور کر دیتا ہے اور اس سے شیطانی وسوسہ کو دور کر دیتا ہے۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسنادِ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب انار کھاتے تھے تو اپنی گود میں رومال بچھا لیتے تھے اور جب انار کا کوئی دانہ اِدھر اُدھر گرتا تو اسے اٹھا کر کھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں کسی کو کسی پر ترجیح دیتا تو انار کو دیتا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندیؒ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ ایک بار ایک یہودی نے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہا کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا ہر انار میں ایک جنتی دانہ ہوتا ہے اور میں نے ایک انار توڑ کر مکمل کھایا ہے؟ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ پس اس شخص نے جب اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ایک دانہ نیچے گرا جسے حضرت امیر علیہ السلام نے اٹھا کر کھا لیا۔ اور فرمایا: الحمدللہ! کہ وہ دانہ کسی کافر نے نہیں کھایا۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۰۱
انسان کا اپنا تمام زادِ سفر تنہا کھانا سخت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: خداوند عالم نے تین قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے: (۱) جو اپنا زاد اکیلا کھائے، (۲) جو جنگل میں تنہا سفر کرے، (۳) اور جو تنہا گھر میں سوئے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود سالم بن مکرم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب یعقوب علیہ السلام کو (فراقِ) یوسفؑ میں جو مبتلا کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک موٹا تازہ دنبہ ذبح کیا (اور سب خانوادہ سے پیٹ بھر کر کھایا) اور اپنے ایک اس ساتھی کا خیال نہ کیا جو ایسا محتاج تھا کہ جس کے پاس افطاری کا بھی کوئی سامان نہ تھا۔ اس کے بعد صبح و شام آپؑ کا ایک منادی ندا دیتا تھا کہ جسے روزہ نہیں ہے وہ دوپہر کا کھانا جناب یعقوب علیہ السلام کے ہاں کھائے۔ اور جو روزہ دار ہے وہ جناب یعقوب علیہ السلام کے ہاں افطار کرے۔ (المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود اسحاق بن عمار کابلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب بنیامین بھی چلا گیا تو جناب یعقوب علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! تو مجھ پر رحم نہیں کرتا؟ تو نے میری آنکھیں بھی لے لیں اور دونوں بیٹے بھی! تو خداوند عالم نے ان کو وحی فرمائی کہ اگر میں نے ان کو موت بھی دے دی تب بھی انہیں زندہ کر کے تمہیں اکٹھا کروں گا۔ مگر آپؑ وہ بکری یاد کریں جسے ذبح کیا تھا اور اس کا گوشت بھون کر کھایا تھا جبکہ آپؑ کے پڑوس میں ایک روزہ دار بھوکا موجود تھا جسے کچھ نہیں ملا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۲

انار کا نہار منہ کھانا مستحب ہے بالخصوص شب و روز جمعہ میں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص نہار منہ انار کھائے تو وہ اس کے دل کو چالیس دن تک منور کر دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود زیاد بن مروان القندی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص جمعہ کے دن نہار منہ ایک انار کھائے تو اس کا دل چالیس دن تک منور کر دیا جاتا ہے اور جو دو انار کھائے تو پھر اسی دن تک اس کا دل منور کر دیا جاتا ہے اور جو تین کھائے تو ایک سو بیس دن تک اس کا دل روشن کر دیا جاتا ہے اور اس سے شیطان کا وسوسہ دور کر دیا جاتا ہے اور جس سے شیطان دور ہو جائے وہ گناہ نہیں کرتا۔ اور جو گناہ نہیں کرتا وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود سعید بن غزوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر شب جمعہ میں ایک انار کھاتے تھے۔ (المحاسن)

باب ۱۰۳

دسترخوان پر کچھ سبزی اور سبز ترکاریوں (سلاد) کا ہونا مستحب ہے اور ان سے خالی ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام کے ہمراہ تھا تو امام علیہ السلام (سب سے پہلے) سبزیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی کسی خاص تکلیف کی وجہ سے میں ادھر متوجہ نہ ہوا۔ تو امام علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا: اے حنان! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے جب بھی (طعام کا) طبق رکھا جاتا تھا تو اس پر سبزی (سلاد) ہوتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں؟ فرمایا: مومنین کے دل سرسبز ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی ہم شکل چیز کی طرف مائل ہوتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود موفق مدائنی سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں اور وہ (ان کے جد) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے بلوایا اور دوپہر کے کھانے کے لئے مجھے دسترخوان پر بٹھایا۔ اور جب ان لوگوں نے دسترخوان بچھایا تو اس پر ترکاری (سلاد) نہ تھا۔ امام علیہ السلام نے ہاتھ روک کر غلام سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں اس دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتا جس پر سبز ترکاری نہ ہو۔ جاؤ اور ترکاری لاؤ۔ چنانچہ غلام گیا اور سلاد لایا۔ تب امام علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۴

کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خلال کرتے ہوئے دیکھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی خلال کرتے تھے اور یہ کام منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی جمیلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبرئیلؑ تین چیزیں لے کر بارگاہِ رسولؐ میں حاضر ہوئے: (۱) مسواک، (۲) خلال، (۳) پچھنی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے: خلال کیا کرو، کیونکہ یہ فعل مسوڑوں اور دانتوں کی اصلاح کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقی باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ خلال کرنے والوں پر رحم فرمائے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! خلال کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا: کھانے کے بعد خلال کرنے والے کیونکہ منہ میں کچھ طعام رہ جائے تو فرشتے کو اس

کی بو اذیت پہنچاتی ہے۔(المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر (طیار) سے فرمایا: خلال کرو، کیونکہ خلال کرنا رزق کو کھینچتا ہے۔(ایضاً)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے اسے خلال کرنا چاہیے اور جو خلال نہ کرے تو اس کے لئے مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴۰ میں اور اس سے پہلے مسواک کے ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۵

اگر چہ ہر لکڑی سے خلال کرنا جائز ہے مگر چند قسم کی لکڑیوں سے مکروہ ہے جیسے ریحان، انار، سرکنڈہ، خوص (کھجور کا پتہ)، آس (آبنوس) اور طرفاء (ایک قسم کا درخت)۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ریحان کی لکڑی سے خلال نہ کرو اور نہ ہی انار کی شاخ سے کیونکہ یہ دونوں جذام کی رگ کو جوش میں لاتی ہیں۔(الفروع، المحاسن، العلل)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سرکنڈہ سے خلال کرے تو چھ دن تک اس کی حاجت پوری نہیں ہوگی۔(الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کی لکڑی سے خلال کیا کرتے تھے سوائے کھجور کے پتوں اور سرکنڈہ کے۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انار، آس اور سرکنڈہ سے خلال کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ یہ گوشت خوری کی بیماری کی رگ کو جوش میں لاتے ہیں۔(ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ کتاب روضۃ الواعظین سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ طرفاء سے خلال کرنا فقر و فاقہ کا باعث ہے۔(مکارم الاخلاق)

باب ۱۰۶

کھانے کے ان ذرّات کا کھانا مستحب ہے جو مسوڑے سے ملے ہوئے دانتوں میں ہوں یا منہ کے اگلے حصہ میں یا جن کو زبان باہر نکالے۔ ہاں جو خلال سے نکلیں ان کو پھینکنا یا جو ڈاڑھ میں ہوں ان کو پھینک دینا چاہئے اگر چہ ان کا کھانا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو (ذرّات) مسوڑوں میں ہوں انہیں نگل جاؤ اور جو کچھ دانتوں میں ہوں اسے پھینک دو۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے ہاں دن کا کھانا کھایا اور جب کھانا کھا چکے تو ان کے پاس خلال لائے گئے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اس خلال کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اے فضل! جو کچھ (ذرے) تمہارے منہ میں رہ جائیں جن پر تم زبان پھیرتے ہو۔ ان کو کھاؤ اور جو خلال کے ذریعہ برآمد ہوں اور جن سے تم نفرت کرو۔ تو ان میں تمہیں اختیار ہے چاہو تو پھینک دو اور چاہو تو کھا جاؤ۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود اسحاق بن حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس گوشت کے بارے میں سوال کیا جو دانتوں میں رہ جاتا ہے؟ فرمایا: جو کچھ منہ کے اگلے حصے میں ہے اسے کھا جاؤ اور جو کچھ ڈاڑھوں میں ہے اسے پھینک دو۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا: جہاں تک تمہاری زبان پھرتی ہے اور ذرات نکالتی ہے انہیں نگل جاؤ۔ اور جن کو خلال کے ذریعہ سے نکالو انہیں پھینک دو۔(الفقیہ، المحاسن)

باب ۱۰۷

کھانا کھانے کے بعد سعد (ایک قسم کی نباتات) کے ساتھ منہ دھونا اور اسکا منہ میں ڈالنا اور پھر پھینک دینا اور اس سے اشنان کرنا اور اس سے دانتوں کا ملنا اور پاخانہ کا اس سے استنجاء کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولّاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بمقام حجر دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؑ کے پاس آپؑ کے خانوادہ کے کئی آدمی بھی موجود

تھے میں نے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مجھے دردِ دندان ہوا تو میں نے سعد کو ان پر رگڑا تو اس نے مجھے فائدہ پہنچایا اور درد کی تسکین ہوگئی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن عمر سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پاخانہ پھرنے کے بعد سعد سے استنجا کرے اور اس سے منہ دھوئے تو اسے نہ کوئی منہ میں تکلیف ہوگی اور نہ ریاحی بواسیر کا کوئی اندیشہ رہے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوعزیز الرازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے اشنان میں سعد بھی شامل کر لیا کرو۔ کیونکہ وہ منہ کو پاکیزہ کرتا ہے اور قوتِ جماع میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود نادر الخادم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جب اشنان سے ہاتھ دھوتے تھے تو تھوڑا سا اشنان منہ میں بھی ڈالتے تھے اور اس کا ذائقہ چکھ کر باہر پھینک دیتے تھے۔ (المحاسن)

باب ۱۰۸

کھانا کھانے کے بعد منہ کا بیرونی حصہ اشنان سے دھونا مستحب ہے مگر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن یزید سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اشنان کا کھانا منہ کو بدبودار بناتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اشنان کھاتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اشنان والے پانی سے جب ہاتھ منہ دھوتے تھے تو اپنے دونوں ہونٹ بند رکھتے تھے (پھر فرمایا) اس میں چند خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱) یہ مرض سل کا باعث ہے، (۲) پیٹھ کے پانی (مادۂ منویہ) کو لے جاتا ہے، (۳) اور گھٹنوں کو کمزور کرتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۹

بہت دودھ دینے والی ایک یا دو بکریوں کا گھر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مارد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس مومن کے گھر میں بہت دودھ دینے والی بکری موجود ہو تو

وہ گھر پاکیزہ ہوتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر اس قسم کی دو بکریاں ہوں تو پھر وہ لوگ ہر روز دو بار پاکیزہ ہوتے ہیں۔ اس پر ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ وہ کس طرح پاکیزہ ہوتے ہیں؟ فرمایا: ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں برکت دی جائے اور تم پاک ہو اور تمہارا امام بھی پاک ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ﴿قدستم﴾ تم مقدس ہو کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: اس کے معنی ہیں کہ تم پاک و صاف ہو۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں دواب (جانوروں) کے احکام میں بیان کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱۰

بہت دودھ دینے والی گائے یا بھیڑ گھر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی سے فرمایا: آپ کو اپنے گھر میں برکت رکھنے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے پوچھا: یا رسول اللہ! برکت کیا ہے؟ فرمایا: دودھ دینے والی بکری۔ کیونکہ جس کے گھر میں دودھ دینے والی بکری یا بھیڑ یا گائے موجود ہو تو یہ سب چیزیں برکت ہی برکت ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱۱

جو شخص مسلمانوں کے ساتھ اکٹھا کھانا کھائے اس کے لئے دو پھلوں کا اکٹھا کرنا مکروہ ہے۔ مگر ان کی اجازت سے ہاں البتہ اکیلا کھانے والے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ انجیر اور کھجور اور اسی طرح دو قسم کے اور پھلوں کو ملا کر کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو قسم کے پھل کو اکٹھا کرنے کی ممانعت فرمائی ہے! ہاں البتہ جب تنہا ہو تو پھر تو جس طرح چاہو کھاؤ لیکن اگر مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ ہو تو پھر ان کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ (العلل، البحار، المحاسن، مکارم الاخلاق)

باب ۱۱۴

دسترخوان کے باقیماندہ آداب کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دسترخوان کے کل بارہ آداب ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ ان میں سے چار فرض ہیں اور چار سنت ہیں اور چار صرف ادب ہیں پس جو چار فرض ہیں وہ یہ ہیں: (۱) حرام وحلال کی پہچان، (۲) راضی برضاء خدا رہنا، (۳) بسم اللہ پڑھنا، (۴) شکر ادا کرنا، اور جو سنت ہیں وہ یہ ہیں: (۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، (۲) بائیں جانب پر بوجھ ڈالنا، (۳) تین انگلیوں سے کھانا، (۴) اور انگلیوں کا چاٹنا...... اور جو محض ادب ہیں وہ یہ ہیں: (۱) اپنی جانب سے کھانا، (۲) لقمہ چھوٹا بنانا، (۳) اچھی طرح چبانا، (۴) اور لوگوں کے چہروں پر کم نظر کرنا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! نو چیزیں ایسی ہیں جو نسیان کا باعث ہیں: (۱) کھٹے سیب کا کھانا، (۲و۳) دھنیا کا پودا اور پنیر کا کھانا، (۴) چوہے کا جوٹھا کھانا، (۵) قبروں کے کتبوں کا پڑھنا، (۶) دو عورتوں کے درمیان چلنا، (۷) جوں کا زندہ پھینک دینا، (۸) گردن پر پچھنا لگوانا، (۹) اور کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ (الفقیہ، الخصال)

۳۔ جناب حسین بن بسطام اور انکے بھائی طب الائمہ میں باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اسے کوئی کھانا ضرر نہ پہنچائے تو وہ (یہ اصول اپنائے): (۱) جب تک بھوک نہ لگے تب تک کھانا نہ کھائے، (۲) اپنے معدہ کا تنقیہ کرے، (۳) اور جب کھائے تو بسم اللہ پڑھے، (۴) خوب چبا کر کھائے، (۵) جب کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لے۔ (طب الائمہ)

۴۔ جناب برقی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ کفران نعمت کے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی کہے کہ میں نے فلاں فلاں قسم کا کھانا کھایا اور اس نے مجھے نقصان پہنچایا۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ کھائی تو نہیں جاتیں مگر وہ آدمی کو موٹا کرتی ہیں۔ اور تین چیزیں ایسی ہیں جو کھائی جاتی ہیں مگر وہ دبلا کرتی ہیں...... (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) وہ تین چیزیں جو کھائی جاتی ہیں مگر دبلا کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) شگوفہ، (۲) لنائی، (۳) بادام اور رہ۔ تین چیزیں جو کھائی تو نہیں جاتیں مگر آدمی کو موٹا کرتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) نورہ، (۲) خوشبو، (۳) اور کتان کا پہننا۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ فضل بن الحسن طبرسیؒ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ (۱) آپ بہت گرم کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک قدرے ٹھنڈا نہ ہو جائے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ نہیں کھلاتا۔ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی لہٰذا اسے ٹھنڈا کرو۔ (۲) جب کھاتے تھے تو بسم اللہ پڑھ کر۔ (۳) اور تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔ (۴) اپنے آگے سے کھاتے تھے اور دوسرے شخص کے آگے سے نہیں کھاتے تھے۔ (۵) اور جب کھانا آجاتا تو سب لوگوں سے پہلے شروع کر دیتے اور لوگ بعد میں شروع کرتے تھے۔ (۶ اور آپؐ تین انگلیوں یعنی انگوٹھا، انگشت شہادت اور تیسری انگلی سے کھاتے تھے اور کبھی چوتھی انگلی سے بھی مدد لے لیتے تھے اور آپ پوری کف کے ساتھ کھاتے تھے اور کبھی دو انگلیوں سے نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دو انگلیوں سے کھانا شیطان کا کھانا ہے۔ (۷) ایک دن آپؐ کے (بعض) اصحاب فالودہ لائے۔ پس آپؐ نے بھی (تھوڑا سا) کھایا اور فرمایا: یہ بڑا اچھا طعام ہے۔ (۸) آپؐ ان چھانے جو کی روٹی کھاتے تھے۔ (۹) آپؐ نے کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ اور جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہیں کھائی تھی۔ (۱۰) اور کبھی دسترخوان پر بیٹھ کر نہیں کھائی تھی (بلکہ فرشِ خاک پر بیٹھ کر کھاتے تھے)۔ (۱۱) آپؐ خربوزہ اور انگور (شوق سے) کھاتے تھے۔ (۱۲) اور آپؐ کھجور کھاتے تھے اور ان کی گٹھلیاں بکری کو کھلاتے تھے۔ (۱۳) اور آپؐ کبھی تھوم، پیاز، کراث اور مغافیر (نامی گوند) ملا شہد استعمال نہیں کرتے تھے۔ (۱۴) آپؐ نے کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں کی۔ بلکہ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اگر کھانا پسند ہوتا تو کھا لیتے۔ اور اگر پسند نہ ہوتا تو نہیں کھاتے تھے مگر اسے کسی کے لئے حرام قرار نہیں دیتے تھے۔ (۱۵) آپ پیالے کو انگلیوں سے چاٹتے تھے۔ (۱۶) اور جن تین انگلیوں سے کھاتے تھے ان کو ایک ایک کر کے زبان سے چاٹتے تھے۔ (۱۷) کھانے کے بعد آپؐ ہاتھوں کو خوب دھوتے تھے۔ (۱۸) اور آپؐ کبھی تنہا نہیں کھاتے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بہت سی احادیث اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو ان احکام پر دلالت کرتی ہیں اور بعد ازیں بھی بہت سے آداب کا تذکرہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی تائید سے آج وسائل الشیعہ کی سولہویں جلد کا ترجمہ وتحشیہ بنام مسائل الشریعہ اختتام پذیر ہوا۔ آج سے تقریباً چھ سال پہلے جبکہ اس جلد کا ترجمہ شروع تھا۔ درمیان میں تفسیر فیضان الرحمٰن پر کام شروع ہو گیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ اس کے اختتام کے بعد زاد العباد کی تالیف شروع ہو گئی اور بعونہ تعالیٰ اس سے فراغت کے بعد قرآن مجید کا

ترجمہ اوراس پر حاشیہ کا کام شروع ہوگیا..... اور جب بفضلہ تعالیٰ وحسن توفیقہ اس نیک کام سے بھی بطریق احسن فراغت حاصل ہوگئی (والحمد للہ)۔ بعدازاں پھر چند ہفتوں سے پھر وسائل پر کام شروع کر دیا ہے۔ اورآج بروز جمعۃ المبارک ۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۰۷ء بوقت ساڑھے پانچ بجے دن بخیر وخوبی سولھویں جلد کا ترجمہ وتحشیہ اختتام پذیر ہوا والحمد للہ علی احسانہ العمیم۔ اوراس سال باقی ماندہ چار جلدوں کے ترجمہ کو مکمل کرنے کا پروگرام ہے۔ خدائے تعالیٰ کے مراحم والطاف سے امید کامل ورجاء واثق ہے کہ وہ حسب سابق اپنی توفیق ہمارے شامل رکھے گا۔ اور یہ کام بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچے گا۔ اور پھر رفتہ رفتہ قوم کے اہل دانش وبینش کے مدت کے مشتاق ہاتھوں تک پہنچے گا۔

انہ قریب مجیب وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ بجاہ النبی و آلہ الطاہرین۔ والحمد للہ العالمین۔

و انا الاحقر محمد حسین النجفی بقلمہ۔

سرگودھا ۹ مارچ ۲۰۰۷ء